وإن من الشعر لحكمة وهذا شیء عجاب

الحمد للہ والمنۃ کہ درین ایام بہجت آغاز فرحت انجام بتائید غیبی و امداد لاریبی دیوان

گلستان ارم

معروف به

گلزار حشم

... نور اللہ مرقدہ من تصنیف لطیف ...

بکوشش و سعی امیر محمد خان و بشیر محمد خان صاحبان خلفان جناب شیر محمد خان صاحب مصنف مرحوم

در مطبع [illegible] بلند شہر باہتمام منشی [illegible] طبع شد

۷۸۶

کبھی حشم کے چمن کی بھی سیر کر بلبل
یہہ باغ وہ ہے کہ جسمین کبھی خزان نہ گئی

نحمدہ و نصلی

معطر ہے مشام ہر سخنور باغ عالم مین	کھلا غنچہ کوئی شاید کہ گلزار حشم کا ہے
قلم بھی جھومتا ہے نالہ مستانہ کرتا ہے	بحمد اللہ نیا عالم مرے طرز رقم کا ہے
لبون تک جو آیا اوسنے اوسکو کردیا ظاہر	زبان بلبل قدسی لقب میرے قلم کا ہے
اوڑا لائی صبا شاید کہ گلزار حشم کی بو	معطر تختہ تختہ آج گلزار ارم کا ہے

کہان ہین خمخانہ سخن کے متوالے - کہان ہین گلستان ارم کے سیر کرنیوالے - کدھر ہین ارباب ذوق - کدھر ہین اصحاب شوق - صبوحی کشان میناے سخن کو مژدہ - قدر دانان نکتہ سنج کو نوید شعر

ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہے باغ عالم مین ہوا + اور گلزار حشم بھی بے طرح جوبن پہ ہے
چاندنی کا فرش ہے یا صفحۂ قرطاس ہے + اور حرفون کا کنایہ غنچہ سوسن پہ ہے

اے صہباے سخن کے متوالو - اے نئی روشنی کے سیر کرنیوالو - خمار آلود آنکھین کھولو - اور ادھر دیکھو - کہ شاہد اردو کا اردوے معلی کیسا بلند اور دلبر فصاحت کا بخت کتنا ارجمند ہوا کہ جسپر ناز زیبا ہے - آج وہ دن ہے کہ نئی سبستان مین شاہد سخن نے جلوس فرمایا - اور فلک نے زمانہ ماضی سے اسوقت تک اس زبان کو کہان سے کہان پہونچایا - آج پھر یہہ بزم نئی روش سے آراستہ ہوئی اور عروس فکر زیور مضامین شیرین سے پیراستہ ہوئی - مہوشان استعارہ نے پردہ مضمون سے منہ دکھایا - اور بتان مضامین نو نے حجلہ الفاظ مین جلوہ فرمایا - دلبران معانی نے بے پردہ آفتاب

چہرہ چمکایا۔ بندش و محاورہ نے رخ سے بند نقاب اوٹھایا۔ کنایہ نے بے کنایہ و اشارہ جلوہ ریزی کی۔ اصطلاح و اشارہ نے جراحت دل پر نمک ریزی کی۔ یعنی گلزار چشم نے وہ طرفہ چمن کھلایا ہے کہ جسکے ہر غنچہ و گل نے دلون کو بلبل بنایا ہے۔ اسکی شادابی پر بہار سو جان سے نثار ہے اسکی نوخیز فصاحت پر فصاحت کا دل فگار ہے۔ اسکے اشعار عاشقانہ نے ارمان بھرے دلون کو تڑپا دیا۔ اسکے شوخی بھرے الفاظون نے چلبلی طبیعت والون کو پھڑکا دیا ہے۔ نوگرفتاران محبت کو نالہ آموز ہے۔ نوآموزان طریق ستم کو رفیق دلسوز۔ اسکی ہر سطر سطر ابروے گلرخان پر چشمک زن اسکا ہر نقطہ خال رخسارہ جبینان پر طعنہ افگن۔ طرز کلام۔ بول چال۔ اشارہ۔ استعارہ۔ روزمرہ محاورہ لاجواب ہے۔ اور ایسی بندش مضامین کمیاب بلکہ نایاب ہے۔ زبان۔ زبان لکھنؤ نہین تو دہلی کا انتخاب سمجھنا روا ہے۔ الحق کہ دریا کو کوزہ مین بھرا ہے۔ جہان مضمون ناز آیا ہے اوسپر کمال ناز سے ناز نے بھی ناز کیا ہے۔ جس جگہہ بے نیازی کا ذکر ہوا ہے وہان بے نیازی کی صفت نے ہر نیازمند کو بے نیاز کر دیا ہے۔ بندش مضمون خمار کی تعریف مین پاے قلم بہکتا ہے تذکرہ ضعف کے وصف مین نام ضعف زبان تک آتے تھکتا ہے۔ اسکی جو ادا ہے نرالی ہے۔ اسکی جو روش ہے انوکھی متوالی ہے۔ شعر اوڑاتا ہے صبا کو چٹکیون پہ اسکا ہر غنچہ + سبق آموز بلبل اس چمن کا ہر گل تر ہے + یہہ وہ ہی دیوان ہے جسنے محبت کے دیوانون کو. اپنا دیوانہ بنالیا ہے۔ یہہ وہ ہی مرقع ہے جسنے اپنی صورت دلکش کا ناظر کو شیفتہ کرلیا ہے دیوانون کا مسیحا۔ اہل محبت کا صحیفہ۔ حسن و عشق کا آئینہ۔ قلزم درد کا سفینہ۔ دلفگاران ناکام و محرمان کا مرہم۔ تنہا نشینان گوشۂ ہجران کا ہمدم۔ غرض کہ ہر شعر اسکا بے نظیر ہر مصرعہ اسکا بدر منیر ہے۔ اب شمۂ احوال جناب مصنف علیہ الرحمتہ کا سمع خراش سامعین ہوتا ہے یعنی یہہ اُن عالی

گہر کا پاکیزہ کلام ہی جو جو بذیل مشتہر ہوا انام ہے۔ وہ کونسا بشر ہے جو آگاہ نہیں وہ کونسا دل ہی جو بغم اونکے غم
مین بے آہ نہین۔ وہ کونسی آنکھ ہی جو اونکے فراق مین بے نم ہے۔ وہ کون ہے جو اونکی جدائی مین بغم ہے
بقول حضرت ذوق جو آنکھ کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر ٭ جس دل مین نہو درد وہ جل جاے تو اچھا۔
حاتم اونکے خوان سخاوت کا ذلہ ربا۔ نوشیروان اونکی بذل و ہمت کا مدح سرا۔ امیر ابن امیر ہمارے والد بزرگوار
نور اللہ مرقدہ جناب شیر محمد خان صاحب حشم خلف اکبر جناب نواب سید محمد خان
صاحب مرحوم و مغفور رئیس دولت پور ضلع بلند شہر۔ حضرت ممدوح خلق مین تخلقوا باخلاق
اللہ کے پورے عامل۔ سخاوت مین السخی حبیب اللہ کے مظہر کامل تھے۔ علم ادب و ریاضی مین رشک فیضی۔
فن شاعری مین عروض آموز فیاضی۔ صورت مین بے ہمتا۔ سیرت مین یکتاے زمانہ تھے ابیات

جوانے خردمند پاکیزہ رو
بسیرت فرشتہ بخلقت بشر
بقامت صنوبر برحمت چو ابر
قوی بازو و ساعد و دوش و بر
گران ہمچو کوہ و سبک چون سحاب
اسد در حمل تیغ انداختے
بہر جلسے کان عزم گاہش بودے
مگر آنکہ قسمت نہ دستش گرفت
بعشق خدا دل پر از آہ بود
بہ باغ شریعت چو سرو سہی

بدانش فلاطون بدل صلح جو
لبش برگ گل عارضش ہمچو خور
بہ تدبیر صائب بشوکت ہزبر
دلیر و شجاع و یل زورمند
بحلم و بعقل و بہنگام تاب
چنان خوان احسان گسترده بود
دل و دیدہ ہا فرش راہش شدے
بذکر و بفکر و بصوم و سجود
مگر قلب او بیت اللہ بود
فلک یاور و تخت و دولت بکام

بصولت چو شیر و بصورت قمر
سبق بردہ ذرتاب دندان ز در
میان لاغر و سینہ ہمچون سپر
جوان تنومند و گردن بلند
بناوردگہ چون ہیون تاختے
کہ حاتم رہ خویش گم کردہ بود
تہی دامن از درگہش کس نرفت
ز صبوحیان گوے سبقت ربود
درخشندہ اختر بدین نبی
شدہ بخت و اقبال او را غلام

عیان از جنبش شکوہ ہی	نمایان از وفر تر فر ماندہی	حضرت ممدوح کو ابتداے عمر سے

رغبت طرف شعر گوئی کے تھی - اور اس فن لطیف سے الفت - باوجود کثرت تعلقات اسکا بھی چرچا
رہتا تھا - قبل از وفات طبع عالی اس جانب مایل ہوئی کہ اسکو طبع کرایا جاے - اور اس چشمہ
نایاب سے ہر کوئی فیض پاے - لیکن افسوس بقول کسے ہزار رنگ بر یزد فلک یکے نشود +
باین نمط کہ در آئینۂ تصور ماست + اوس مہر سپہر جود وسخا کو امراض گوناگون نے مہلت طبع
نہ دی - اور اڑتالیس برس کی عمر مین اٹھائیس جنوری ۹۵ء کو ملک عدم کی راہ لی - طبع دیوان
کی حسرت دل مین لیگئے - اور ہمکو داغ مفارقت دایمی دیگئے - اپنے وبیگانہ سے رشتہ اتحاد توڑا -
اور ہمکو جناب داداصاحب کے ظل حمایت مین چھوڑا - جناب داداصاحب کی حیات مین ہم دونون
بھائیون کو یتیمی کا تمغہ ملا - اور یہہ صدمہ ہمنے سہا - گو جناب داداصاحب مثل اونکی ہماری
سرپرستی فرماتے رہے - لیکن خود اونکی مفارقت کے صدمہ سے مثل گل خزان رسیدہ روز
بروز کمھلاتے رہے - آخرش شعر یہہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین + کسیکا اسے وصل بھاتا نہین
فلک بیمہر نہ دیکھ سکا - ہنوز وہ صدمہ ہم نہ بھولے تھے کہ جناب داداصاحب نے بھی ہم سے
مفارقت پسند کی - یعنی دو برس اور سات مہینے تک اونکی جدائی کے صدمات اوٹھاکر پانچوین
اگست ۹۷ء کو خلد برین مین اون سے ملاقات جا کی - قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون مصرعہ
چلتے چلتے اور بھی جرکا دیا جلاد نے - غم پر غم - صدمہ پر صدمہ ہوا - دنیا سے نفرت - در ودیوار
سے دہشت ہوتی تھی - اب سوائے ذات ایزدی کے کوئی سرپرست نہ رہا جو ہمکو تسکین دیتا -
ہان یہہ کلام بیشک ہمارے داغ دل کا مرہم - اور شب ہجر کا ہمدم ہوا - جب طبیعت زیادہ گھبراتی
تھی اسی سے دل بہلاتے تھے - اور جناب والد صاحب و داداصاحب کی یاد مین اسکو مونس

بنا دیتے تھے - چندے یہہ ہی کیفیت رہی - آخرش ہمت اسکی مقتضی ہوئی کہ اسکو طبع کرایا جاے اور انکے احباب کا جو اونکی جدائی سے بیتاب ہین یار غمگسار بنایا جاے - المنت اللہ کہ اون ہی کی دبی ہوی خواہش نے تائید کی - اور اون ہی کی مٹی ہوی حسرت نے دستگیری کی - کہ سنہ ۱۹۰۰ء مین بحسن سعی و کوشش بلیغ محب بیریا دوست باصفا - سراپا اتحاد منشی ہر پرشاد صاحب مہتمم مطبع برن پرکاش یہہ دریلے لطافت مطبع برن پرکاش بلند شہر کے پیمانہ طبع مین آیا اور گلزار حشمت نام پایا - ناظرین سے حضرت مصنف رحمتہ اللہ علیہ کو دعاے مغفرت سے اور ہمکو داد محنت سے یادوشاد فرمائین لایضیع اجر المحسنین -

امیر اب اس دعا پر ختم عرض حال کرتا ہے ÷ بشیر اب تم بھی اپنا خامہ جادو رقم رکھدو
کہ گلزار حشمت کو یا الٰہی زیب و زینت ہو ÷ دعا مانگو کہ گلزار حشمت گلزار بہشت ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم
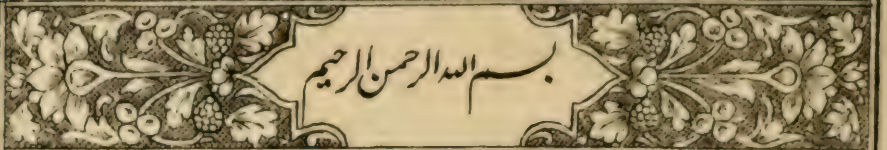
کھلا تشدید کے شلنے سے عقدہ اسم داور کا — دلِ اللہ گھر ہے لام گیسوے پیمبر کا

خدا کی بادشاہی کو ملی شہرت محمد سے — ہوا ہے پنج نوبت غلغلہ اللہ اکبر کا

اوٹھاے شل عاشق ناز جسکے بے نیازا دل — لب شر سے وصف ہو کسطرح اوس محبوب داور کا

مہ رخسار انور کی ثنا لکھیں جو ہاتھ آئے — قلم خط شعاعی کا ورق خورشید خاور کا

لبِ نوشین احمد کی ثنا سے ہے دہن شیرین — مزا کیونکر نہ دل سے بھول جائے قند و شکر کا

ترے روے مخطط کا خیال آتا ہے جب آقا — گمان ہوتا ہے مجکو صاف آئینے مین جوہر کا

شکست آئینے کی یاجوج و ماجوج اوسکو پہنچاتے — جو پشتیبان نہوتا تو شہا سدِ سکندر کا

خبر اے خسروِ دین جب سُنی تیرے تولد کی — وہ ہیبت چھائی کانپ اوٹھا جگر ہر ایک کافر کا

گلِ باغِ رضا جوئی آقا کا مین بلبل ہون — نہ خواہان قصر جنت کا نہ جویا حوض کوثر کا

مثالِ ذرہ آتا ہے نظر خورشید تابان بھی
تصور جبکہ بندھ جاتا ہے مجکو روے انور کا

نگاہِ مہر ہے اے آفتابِ دین تری ورنہ
نہوتا کوئی بھی پرسان جہان مین شاہِ خاور کا

نہ جلوہ بخشتا خالق چراغِ آفرینش کو
اگر ظاہر نکرتا نور تیری ذاتِ انور کا

زمین و آسمان پیدا ہوے ہین وجہ سے تیری
ترے باعث سے جنت ہی سبب ہے تو ہی کوثر کا

شہا اکر مین تیرے آستانے پر ملون آنکھین
یہہ ہر پل ہر گھڑی ارمان ہے میرے دیدۂ تر کا

عناصر شاہدِ دین کے ہین چارون جانشین تیرے
ہے رتبہ ایک بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کا

خدا کی حمد محبوبِ خدا کی مدح ہے لب پر
ثنا خوان ہون ابوبکر و عمر عثمان و حیدر کا

حشم بھی ہے ثنا خوان آپکا یا شافعِ امت
لیے زہرا نہ اسکو بھولنا جب دن ہو محشر کا

احسان کمال ہے یہہ خدا اے حمید کا
پیرو ہمین کیا ہے رسولِ مجید کا

ہے نعت پاک نطق کا باعث پئے زبان
لازم ہے ہونا قفلِ سخن کو کلید کا

میرے تو دل کو روضۂ مولا کا عشق ہے
طالب ہون کیا مین روضۂ رضوان کی دید کا

خاکِ قدم تو سرمۂ چشم ملک ہوئی
کفش اوسکی تاج ہے سرِ عرشِ مجید کا

مشہور کیون نہ خلق مین معجز بیان ہون مین
حاصل ہے فیض مدح رسولِ مجید کا

احمد سا پیشوا لے یگانہ عطا کیا
واجب ہے شکر لطف خداے وحید کا

آنا لحد مین میری مدد کو شۂ امم
دیتا ہون واسطہ تمھین ربِ مجید کا

آقا ہین میرے حیدر و زہرا و مجتبیٰ
بلبل ہون بوستانِ حسین شہید کا

نعت رسول کی برکت ہے جو ای حشمت
مشتاق ہے ہر اک تری دیوان کی دو کا

کیون نہ حق گو ہو نام احمد کا
حق ہے جو ہے کلام احمد کا

لامکان جسکو کہتے ہین عارف
ہے وہ بیشک مقام احمد کا

روشنی بے سبب نہین پھیلی
نور ہے یہہ تمام احمد کا

داغ دل دور ہون اگر دیکھون
چہرۂ لالہ فام احمد کا

روشن آنکھین جو مہر و ماہ کی ہین
ہے یہہ سب فیض عام احمد کا

حق نے منظور اوسکو فرمایا
پہنچا جو کچھ پیام احمد کا

چرخ دہلیز کہکشان زینہ
عرش اعظم ہے بام احمد کا

کیون نشان احد نہ اوس سے ملے
جب ہوے میم نام احمد کا

دیکھلو کوئی کام بند نہین
ہے کھلا انتظام احمد کا

آبرو ہے جو اے حشمت درکار
رہ ثناخوان مدام احمد کا

خوب سیکھا ہے چلن مسخرہ آرائی کا
کام ٹھوکر سے وہ لیتے ہین مسیحائی کا

وقت آیا ہے تمہاری ستم آرائی کا
اب زمانہ گیا عیسیٰ کی مسیحائی کا

پر لگاتا ہے تصور تری یکتائی کا
لے اوڑا مجکو غم گوشۂ تنہائی کا

جسکا جی چاہے کرے حوصلہ رعنائی کا
خاتمہ ہوگیا اوس شوخ پہ یکتائی کا

ہوگئے دانا تو لیپا خالِ صنم پر اپنے دل
اب ہو قایل کوئی نادان تری دانائی کا

جب طبیعت کسی معشوق پہ آجاتی ہے
دھیان انسان کو رہتا نہین رسوائی کا

طاق ابروے صنم کا ہوا پھر دل کو خیال
شوق پھر لیچلا کعبہ کو جبین سائی کا

ہجر جانان مین ہوا جان کا دینا آسان
کاٹنا ہوگیا مشکل شبِ تنہائی کا

الفتِ چشم پر پروین سے یہہ عالم ہے
آہ عالم یہہ ہوا ضعف سے بینائی کا

مرغِ دل ہوتا ہے تیرون کا نشانہ جانان
دھیان آتا ہے جو مژگان کی صف آرائی کا

جان آئی تنِ بیجان مین ہمارے اسدم
بوسۂ لب نے کیا کام مسیحائی کا

جلد بلواؤ مدینہ مین حشم کو آقا
درِ اقدس پہ ہے ارمان جبین سائی کا

رات عشقِ قدِ دلدار نے سونے ندیا
مجھسے منصور کو اس دار نے سونے ندیا

دلِ پُر داغ کو کوڑا ہوئی یادِ کاکل
ہاے طاؤس کو اس مار نے سونے ندیا

صبح تک یار سے لب چومنے پر طول کھنچا
رات بھر بوسہ کی تکرار نے سونے ندیا

دھیان مین ابرو و مژگان کے مین بیدار رہا
رات اس تیر نے تلوار نے سونے ندیا

رات بھر جاگا ہے کسطرح نہ برہم ہو مزاج
یار کو جلسۂ اغیار نے سونے ندیا

صورتِ ماہیِ بے آب مین تڑپا شب بھر
اپنے پہلو مین اگر یار نے سونے ندیا

مین نے آنکھون ہی مین کاٹی شبِ فرقت بخدا
انتظارِ بتِ عیار نے سونے ندیا

یہہ تری کاوشِ مژگان کا شگوفہ تو نتھا
شب جو اک گل خلشِ خار نے سونے ندیا

آپ آتے مرے سوتے مین تو برہم ہوتے
شکر ہے طالعِ بیدار نے سونے نہ دیا

ہم لغل ہونیکی حسرت تھی حشم کو لیکن
پاس اپنے بتِ عیار نے سونے نہ دیا

دردِ ہجرِ بتِ عیار نے سونے نہ دیا
ایسا تڑپا کہ دلِ زار نے سونے نہ دیا

کیا کہین ہمکو غمِ یار نے سونے نہ دیا
ایک دم حسرتِ دیدار نے سونے نہ دیا

رات بھر دل یہہ کراہا ہین بخواب آنکھین
اپنے ہمسایون کو بیمار نے سونے نہ دیا

بیت ابرو کے مضامین مجھے سوجھی شب بھر
فکرِ موزونیِ اشعار نے سونے نہ دیا

یاد آئی جو لبِ لعل کی سرخی مجکو
رات بھر دیدۂ خونبار نے سونے نہ دیا

ماہ نو دیکھکے ابرو جو ترے یاد آئے
ایک دم خنجرِ خونخوار نے سونے نہ دیا

رات بھر تڑپا کیا طایرِ دل اپنا جگر
دامِ گیسوے جفاکار نے سونے نہ دیا

تیرِ مژگان سے جگر مین مرے سوراخ ہوے
ناوکِ عشوۂ دلدار نے سونے نہ دیا

دشت دشت مین حشم کا رہا آنا جانا
رغبتِ وادیِ پُرخار نے سونے نہ دیا

مجکو عاقل جو بنایا نہ بنایا ہوتا
ان پریزادون کا دیوانہ بنایا ہوتا

اے صنم گوہرِ دندان کی چمک دکھلاکر
آنسوؤن کو مرے دُردانہ بنایا ہوتا

لب سے لیتا لبِ ساقی کے دمِ مے نوشی
خاک کا میری جو پیمانہ بنایا ہوتا

گیسوؤن تک کبھی کیسکے تو رسائی ہوتی
استخوان کا جو مری شانہ بنایا ہوتا

عشق مین یار کے منظور جو تھی آزادی
اے حشم تاج گدایانہ بنایا ہوتا

کوے قاتل مین اگر عاشقِ بیدل ہوتا
مضطرب پھر نہ کبھی صورتِ بسمل ہوتا

صورتِ قیس نہ آوارۂ صحرا رہتا
مایلِ لیلیٔ گیسو نہ اگر دل ہوتا

کشتیٔ عمر نہ غرقِ یمِ حسرت ہوتی
بحرِ الفت کا جو پیدا کہین ساحل ہوتا

طعمۂ زاغ و زغن ہوتا نہ جسمِ لاغر
گوشت میرا جو سگِ یار کے قابل ہوتا

مجھ سیہ بخت کی قسمت مین اگر جلنا تھا
شمعرو کاش تری مشعلِ محفل ہوتا

ہمدمو حسرتِ دیدار نہ رہتی مجکو
حلق میرا جو تہِ خنجرِ قاتل ہوتا

بوسۂ رخ کے عوض گالیان دین اوسنے حشم
تھا یہہ بہتر کہ نہ بوسہ کا تو سایل ہوتا

برمین اک رات تو سونے کو تو آیا ہوتا
بختِ خوابیدہ کو میرے بھی جگایا ہوتا

مین بھی موسی کیطرح کب سے ہون تیرا بیہوش
رخِ پرنور سے گھونگھٹ نہ اوٹھایا ہوتا

تودۂ خاک پہ کیون مشق کیا کرتے ہو
تیرِ مژگان ہدفِ دل پہ لگایا ہوتا

مانتا مین تری تاثیر کو اے نالۂ دل
پاس میرے جو اوسے کھینچ کے لایا ہوتا

لاش پر ابروے قاتل کا ٹپکتا تھا عرق
آبِ شمشیر سے مین کاش نہایا ہوتا

اے مسیحا حشمِ زار کی بھی میت کو
تم باذنی کے اشارے سے جلایا ہوتا

چشمِ دلدار نے ہمین مارا
سروِ تن آزار نے ہمین مارا

ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین افسوس
اوسکی رفتار نے ہمین مارا

دار پر کھینچکے ہو گئے منصور
قدِ دلدار نے ہمین مارا

بات جاے نبات زہر ہوئی
اونکی گفتار نے ہمین مارا

اے حشمؔ پیچ و تاب ہے دل کو
گیسوے یار نے ہمین مارا

شانۂ زلفِ یار نے مارا
ہمکو دندان مار نے مارا

مجھکو دیکھا جو غیظ سے اوسنے
نگہِ برق دار نے مارا

وصل کب تک نصیب ہوتا ہے
ہاے اس انتظار نے مارا

وعدے آنیکے روز ہوتے ہین
جھوٹے قول و قرار نے مارا

زلف مین پھنس گیا دلِ پُر داغ
مور کو ہاے مار نے مارا

مصرعہ سرو کیا کرین شاعر
قدِ موزون یار نے مارا

زلف و رُخ شام و صبح دکھلاکر
اے حشمؔ ہمکو یار نے مارا

جب قد و دہن آپ کا جانان نظر آیا
شمشاد پہ گویا گلِ خندان نظر آیا

رُخ اونکا تہِ زلف پریشان نظر آیا
بدلی مین مجھے نیّرِ تابان نظر آیا

لالے نے بھی حسرت سے عجب داغ اوٹھاے
گلشن مین جو خالِ رُخِ جانان نظر آیا

اے رشکِ چمن دیکھا جو رنگینی لب کو
آلودۂ خونِ لعلِ بدخشان نظر آیا

مسی جو ملی تمنے دہن ہو گیا ظاہر
ظلمت مین مجھے چشمۂ حیوان نظر آیا

مہندی لگے ہاتھون سے جو بال اوسنے سنوارے
سنبل مین ہمین پنجۂ مرجان نظر آیا

کیا جانے مرا یار صنم ہے کہ صمد ہے
مشتاق ہر اک گبر و مسلمان نظر آیا

وحشت مین رمیدہ ہوا پہلو سے مرادِ دل
وہ آہوے شہری جو خراسان نظر آیا

منھ پھیر لیا ہنسکے بتِ غنچہ دہن نے
اوسکو حشمِ زار جو گریان نظر آیا

اوس مہ کو جو بے نقاب دیکھا
خجلت زدہ آفتاب دیکھا

خوشبو ہے وہ یار کے عرق مین
بے آب و گل گلاب دیکھا

ہو گا بتِ جامہ زیب سے وصل
عریان ہے میانِ خواب دیکھا

بسمل کی طرح تڑپ رہا ہون
قاتل مرا اضطراب دیکھا

آنسو بہا لختِ دل کے ہمراہ
پھولون مین دُرِ خوش آب دیکھا

عارض تہِ زلف یاد آئے
بدلی مین جو ماہتاب دیکھا

خط بھیجے حشم بہت پر اوسنے
لکھا نہ کبھی جواب دیکھا

اک تبسم سے فنا سارا زمانہ ہو گیا
برقِ ہستی سوز اونکا مسکرانا ہو گیا

جب ہٹی چہرہ سے اُس ماہِ دو ہفتہ کے نقاب
چاند کو بدلی مین لازم منھ چھپانا ہو گیا

مردمِ دیدہ تمھارے وہ قدر انداز ہین
تیر مژگان کا یکایک مین نشانا ہوگیا

تیرے خط کے خار الفت نے دکھائی سبز باغ
سبزہ سان بیگانہ اے گل ہر یگانا ہوگیا

مجھ سے آزردہ ہوا کیا ان دنون وہ رشکِ گل
دشمنِ جان دوستو سارا زمانا ہوگیا

جانِ جان تیرے لب و دندان نے جب سے گھر کیا
دل ہمارا لعل و گوہر کا خزانا ہوگیا

جاتے ہی اوس غیرتِ شمع و مہ و خورشید کے
میری آنکھون مین سیہ سارا زمانا ہوگیا

مے نہین وہ گل نہین ساقی نہین گلشن نہین
ہاے برہم عیش کا سب کارخانہ ہوگیا

کامیابی کی ہوس مین سر رگڑتا ہے جہان
کعبۂ مقصود تیرا آستانا ہوگیا

تیرے رونے سے پسیجا ای حشم وہ سنگدل
کیا بہانہ رحم کا آنسو بہانا ہوگیا

روے انور کو جو دیکھا مہِ روشن سمجھا
چادرِ ماہ کو مین یار کا دامن سمجھا

زلف سنبل ہے دہن غنچہ ہی نرگس آنکھین
رخِ دلدار کو مین تختۂ گلشن سمجھا

گردنِ شیشہ پہ جب ہات پڑا مستی مین
بے تکلف اوسے مین یار کی گردن سمجھا

تیرے مسی ملے ہونٹون نے دیے داغ اتنے
جانِ جان سینہ کو مین تختۂ سوسن سمجھا

کلیان کھلنے پہ ہوا دانے چٹکنے کا گمان
فرقتِ یار مین گلشن کو مین گلخن سمجھا

شمعرو ہجر نے اسدرجہ گھلایا مجکو
ناتوانی کے سبب موم کو آہن سمجھا

آئی خوشبو جو تری زلفِ معنبر کی مجھے
مشکنافہ مین ترے بام کا روزن سمجھا

کفِ افسوس نہ کسطرح ملون مین ہیہات
دوست غیرون کو وہ سمجھا مجھے دشمن سمجھا

گوری پنڈلی تری جھمکی تہ شلوار جو رات
شمع کافوری فانوس مین روشن سمجھا

کیون خفا رہتا ہے ان روزون حشم سے اپنے
جا کے اوس بت کو خدا را تو برہمن سمجھا

باغ مین سرو کو مین قامت جانان سمجھا
سنبل الطیب کو گیسوے پریشان سمجھا

ساتھ ہین آہ و غم و نالہ و درد دوری
اے صنم کیا تو مجھے بے سروسامان سمجھا

ایسی صورت تھی ہر اک حور کہ فردوس کو بھی
آئینہ خانۂ محبوب مین حیران سمجھا

مین پری تجکو سمجھتا ہون بتا سچ کہ مجھے
اپنا دیوانہ کبھی تونے بھی اے جان سمجھا

اے حشم دیکھا جو عکس اپنا کنوی مین اوسنے
مہ کنعان کو میان چہ کنعان سمجھا

کب تبسم ترا الجبلی مجھے جانان نہوا
ابر کی شکل سے کس روز مین گریان نہوا

کب جگر جور کش رخنۂ پیکان نہوا
کب مرا دل ہدف ناوک مژگان نہوا

دل وہ کسکا ہے کہ جسکو غم جانان نہوا
سوز الفت سے وہ ہے کون جو بریان نہوا

مجکو سودا اے خم گیسوے جانان نہوا
پیچ مین آکے کبھی صد شکر پریشان نہوا

صورت کباب وہ ہے کون جو قربان نہوا
کسکا دل تجپہ پسندا اے مہ تابان نہوا

الفت زلف نے پابند سلاسل رکھا
تیرے دیوانے سے خالی کبھی زندان نہوا

عشق مین یون تو کنوے مین نے بہت جھانکے ہین
سامنے آنکھون کے وہ چاہ زنخدان نہوا

صبح محشر کی طرح سے غم تنہائی مین
کونسی رات مرا چاک گریبان نہوا

آہوے چشم کے سودے مین بتِ شوخ ادا
کب یہہ وحشی ترا سیّاح بیابان نہوا

مجکو حسرت رہی اے غیرتِ گلشن لیکن
گل امید سے مملو مرا دامان نہوا

سنتین سینکڑون کین وصل کی شب بینے حشم
مہربان مجھپہ گروہ مہِ تابان نہوا

ہمین کیا رنج اے جوشِ جنون چاکِ گریبان کا
بدن ہے جو زخمون سے لگا یا پر نہین ٹانکا

گوارا کیون نہو ہمکو تحمل رنجِ ہجران کا
اوٹھایا کرتے ہین سب میزبان بوجھ اپنے مہمان کا

نہین کس شعر مین مضمون بہارِ روے جانان کا
بجا ہے گر رگِ گل سے بندھے شیرازہ دیوان کا

پریشان مثلِ سنبل ہو صداے خندۂ گل سے
دماغ اسدرجہ نازک ہے مرے رشکِ گلستان کا

مرے داغِ جنون کے پرتوے کی دیکھنا حدت
کہ خورشیدِ قیامت ہے ہر اک ذرہ بیابان کا

چھپایا خاک مین اوسنے سمجھکر پارۂ آتش
ہوا شعلہ نہ کم لیکن ہماری چشم سوزان کا

یہہ رتبہ خاک کے پتلے کو بخشا عشق نے ورنہ
لقب ہرگز نہوتا اشرف المخلوق انسان کا

تہِ تیغِ آسمان نے بیگنہ لاکھون ہی کر ڈالے
شفق ہرگز نہین دھبّہ ہے یہہ خونِ شہیدان کا

عبث بارِ گران اے نازنین سر پر اوٹھایا ہے
نہین رتبہ زیادہ تیری پیشانی سے افشان کا

زمین صبر پر صدمے اوٹھاے اے حشم تمنے
کیا شکوہ نہ لیکن گردشِ گردونِ گردان کا

حال پوچھو نہ کچھ مرے دل کا
طور سارا ہے مرغِ بسمل کا

سنگِ اسود سے کیا غرض ہمکو ہے
جسکو بوسہ ملا ترے تل کا

وہ حزین ہون کہ جسکے نالون سے — دل ہلے باغبین عنادل کا

بار سر سے ملی سبکدوشی — مین ہون ممنون تیغ قاتل کا

ڈوبتا ہے جو بحر الفت مین — رستہ پاتا نہین وہ ساحل کا

واقعی چودھوین کے چاند ہین آپ — سارا نقشہ ہے ماہ کامل کا

ایک زہرہ جبین کی الفت نے — کیا مشتاق چاہ بابل کا

ہو جو پرتو فگن وہ مہر لقا — داغ مٹ جائے ماہ کامل کا

سنکے شہرت مری فصاحت کی — دم ہوا بند ابن وایل کا

تار آنکھون مین ہوگئے تارے — دھیان جب سے ہے یار کے تل کا

لے خبر جلد اے مسیح زبان — دم لبون پر ہے تیرے مایل کا

اوسکو نامِ حشم سے نفرت ہے
کیا لکھے ہاے ماجرا دل کا

نہ بچا اوسکی نگہ سے دل مضطر اپنا — چھوٹا پنجے سے نہ بحری کے کبوتر اپنا

کیون نہ پہلو مین ہو بسمل دل مضطر اپنا — تیر مژگان نے کیا کام ستمگر اپنا

ہم تو بلبل ہین چمن مین ہے بجا گھر اپنا — کیونکر اوس گل کی گلی مین نہو بستر اپنا

ماہ و خورشید کا بھی منہ نہین دیکھا مین نے — جب سے دکھلا کے گئے تم رخِ انور اپنا

کس طرح روز قیامت کا خطر ہو ہمکو
اے حشم احمدِ مختار ہے یاور اپنا

لکھون کیا وصف اوس رشک چمن کا
مرے گلرو پہ عالم ہے دلہن کا

اگر مین غنچہ سان رہتا نہ خاموش
نشان ملتا نہ مضمونِ دہن کا

بنا بھی لیجئے سرمہ کا اک تل
تو او دکھلائے چاہِ ذقن کا

نقاب اوس ماہ نے رخ پر جو ڈالی
گمان ہمکو ہوا سورج گہن کا

مرے آگے زبان کھولے تو آکر
جسے دعوے ہو کچھ شعر و سخن کا

سرِ حاسد قلم ہو جاے دم مین
پڑے پر تو اگر تیغِ سخن کا

مرے گھر اوس مہ رو کی چمک سے
زمین پر ہے گمان چرخِ کہن کا

نحیف ایسا ہون بعدِ مرگ بھی آہ
نہ اوٹھا بار تک مجھ سے کفن کا

ہوا اندر جنون بارِ تعلق ٭
نہین اک تار تن پر پیرہن کا

حشمت تجکو کیا حق نے وہ خوشگو
ہر اک مشتاق ہے تیرے سخن کا

لطف مستی کا رات اے گل تھا
باغ تھا جام تھا خمِ مل تھا

تو نہ آتا جو شمع رو تو یہان
زندگی کا چراغ ہی گل تھا

اب یہ بے اعتنائیان نکرو
کبھی ہم سے بھی کچھ توسل تھا

تھا زمانہ سیاہ آنکھون مین
جب کبھی دل کو عشقِ کاکل تھا

لفت دل مفت کھویا تمنے حشمت
یہی سرمایۂ توکل تھا

وہ مسیحا جو پُرغبار ہوا — تنگ جینے سے خاکسار ہوا
تیری مژگان سے کیا دوچار ہوا — مرغِ دل تیر کا شکار ہوا
شکل آئینہ پائی اوسنے جلا — پیش مردم جو خاکسار ہوا
رشک سے اوس رخِ منور کے — سینۂ ماہ داغدار ہوا
عرش ہل جائیگا ابھی جانان — دلِ شیدا جو بیقرار ہوا
جھمکوڑون سے غزال چشمون کے — خطۂ ہند بھی تتار ہوا
بے ترے باغ مین ہمین اے گل — پھول ہر ایک شکل خار ہوا
کچھ نہ پوچھو نزاکت اوس گل کی — ہار پھولون کا جسکو بار ہوا
مجھسے روٹھا شبِ وصال وہ گل — کیا خزان موسمِ بہار ہوا
رخ پہ چھوڑا ہے اوسنے گیسو کو — چاند بدلی مین آشکار ہوا

تیرے حق مین حشم یہی اکسیر
تو جو مشہور خاکسار ہوا

ہے تعشق مجکو اوسکے روے پُرتنویر کا — جسکا ہے پاے مبارک تاج چرخِ پیر کا
کیون نہین بہتر کہون اوسکے غبارِ راہ کو — مرتبہ اپنی نظر مین خاک ہے اکسیر کا
تمکو آنا ہے تو آؤ ورنہ اے رشکِ مسیح — دم لبون پر ہے تمھارے عاشقِ دلگیر کا
بے سبب جلکر ہوا ہے کب یہہ گردون نیلگون — ہے اثر بے شبہ اپنے نالۂ شبگیر کا

کر دیا بیمار مجکو الفتِ جلّاد نے

اے حشم ڈورا ہے گنڈے کے لئے شمشیر کا

کبھی جو الفتِ ابرو کا ہمنے نام لیا
تو خنجر اوسنے پئے قتلِ تشنہ کام لیا

ہوا یہ حور کی تصویر کا ہوا دھوکھا
جو زین رخش پہ اوس ماہ نے مقام لیا

گرا تھا ضعف سے مین اشک عندلیب کیطرح
ہزار شکر کہ اوس گل نے مجکو تھام لیا

خیال آیا جو خنجر گانِ یار کا ہمکو
رگِ حیات نے نشتر کا اوس سے کام لیا

نہین یہہ جلوۂ افشان جبینِ مہر پر
قمر نے ساتھ ستارون کا اژدحام لیا

دکھا کے گیسوے پیچان حضور نے افسوس
ہمارے طایرِ دل کو میانِ دام لیا

کبھی پکارا ابھی ایدل تو اک حقارت سے
حشم کا پیار سے اک دن نہ اوسنے نام لیا

جلوہ جو ترا اے قمر نہوگا
روشن کبھی میرا گھر نہوگا

وہ خشک و نحیف ہون جو روؤن
دامن بھی مژہ کا تر نہوگا

رکھیگا وہ پانو تیرے در پر
جسکو کچھ خوفِ سر نہوگا

برسے گا ہزار ابر تو کیا
ہمسر رتبۂ چشم تر نہوگا

کیا اپنا قلق سناؤن بیدرد
دلپر ترے کچھ اثر نہوگا

زر داری مین بھی رہونگا مفلس
بر مین جو وہ سیمبر نہوگا

ابرو جو ہلائے گا حشم وہ
تو دیکھنا تن پہ سر نہوگا

وصال یار میسر مجھے صبا نہوا
نہال باغ تمنا کبھی ہرا نہوا

دل اپنا بستۂ گیسوئے مشک سا نہوا
ہزار شکر کہ مین مورد بلا نہوا

گھٹا ہے باغ ہی لطف وصال تھا اسکا
ہزار حیف کہ پہلو مین دلربا نہوا

خدا کیواسطے اے بت طواف کرنے دے
ہمارا کعبہ ترا سنگ آستانہ ہوا

ہمارا دل نہو کیون صورت کتان ٹکڑے
کہ بے حجاب کسی شب وہ مہ لقا نہوا

یقین تھا کھینچکے لائیگا اوسکو جذبۂ دل
یہہ کیا کہ کچھہ اثر نالۂ رسا نہوا

اوڑا کے نکہت گیسوئے یار لے آتی
یہہ اتنا کام مرا تجھہ سے اے صبا نہوا

یہہ کیا سبب کہ تحایف گذر گئے سب کے
قبول تحفۂ دل میرا دلربا نہوا

گدائی مجکو ترے در کی عین شاہی ہے
ہوا یہہ خوب کہ سایہ فگن ہما نہوا

خیال زلف مین کچھہ پیچ پڑ گیا ایسا
کہ چاک چاک مرا دل بھی شکل شانہ ہوا

وصال یار کی حسرت مین ہو گئے آخر
یہہ داغ دل سے ہمارے مگر جدا نہوا

ہمارا طایر دل اوسکے دام گیسو مین
پھنسا کچھہ ایسا کہ پھر آجتک رہا نہوا

حشم ذلیل رہیگا وہ خلق مین بیشک
جو دل سے عاشق شیدائے مصطفیٰ نہوا

وہ ماہ نو پھر اندنون پرتو فگن ہوا
پھر تازہ میرے قلب کا داغ کہن ہوا

مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہوا بدن
خلوت مین میرے گل کا جو عریان بدن ہوا

اے یادگار لیلی و شیرین ترے لئے
مجنون کوئی ہوا تو کوئی کوہکن ہوا

موت آئی یاد چادرِ مہتاب دیکھکر
پیدا جو میرے دلمین خیالِ کفن ہوا

اوس جا نہ سرکشون کا نشان اے حشم رہا
جس جا بلند اپنا لوائے سخن ہوا

رخصت بہار مین جو وہ غنچہ دہن ہوا
آنکھون مین اپنی صورتِ صحرا چمن ہوا

دریا پہ بال دھونے جو بیٹھا وہ بحرِ حسن
فوراً ہر اک حباب اولٹ کر لگن ہوا

حیرت کی ہے مین نقطہ کا دھوکا ہوا مجھے
تل یار کی جو ناف مین جلوہ فگن ہوا

اوس نوجوان دوست سے مہجور کر دیا
دشمن ہماری جان کا چرخِ کہن ہوا

بکھرے جو دیکھے چہرۂ تابان پہ اوسکے بال
عشاق کو گمان تھا کہ سورج گہن ہوا

رکھا جو پھول اوسنے چنبیلی کا ناک مین
زنبق مین عطر بیز گل یاسمن ہوا

کیا بوے زلف یار وہان بھی پہونچ گئی
بے آبرو جو نافۂ مشکِ ختن ہوا

آیا شبِ وصال جو وعدے پہ گلعذار
اپنا مکان غیرتِ صحنِ چمن ہوا

عشرتکدہ سمجھتے تھے ہم جس مکان کو
جانے سے یار کے وہی بیت الحزن ہوا

اُس گل کے جانے آنسے اِن روزون اے حشم
گھر میرا گاہ دشت ہوا گہ چمن ہوا

بستر پہ اگر وہ گلِ رعنا نہین ہوتا
آرام کا پہلو کوئی اصلا نہین ہوتا

آتا نہین مضمون کمر فکر رسا مین
وابستۂ فتراک یہ عنقا نہین ہوتا

اے دوستو مجنون ہوا مین قیس کی صورت
نظارہ جو اوس لیلی ادا کا نہین ہوتا

کیا روز قیامت سے ڈراتا ہے تو ناصح
عشاق کو اندیشۂ فردا نہین ہوتا

عشقِ خمِ گیسو مین بڑا پیچ تو یہہ ہے
بے سر دیئے اس جنس کا سودا نہین ہوتا

اقرار تو ہر روز کیا کرتے ہو لیکن
اک شب بھی وفا آنیکا وعدا نہین ہوتا

کیون حال مرا غیر نہو فرطِ الم سے
جانا ترا غیرون مین گوارا نہین ہوتا

مضمون لکھین غیر کا جو اپنی غزل مین
شیوہ یہہ کبھی اہلِ سخن کا نہین ہوتا

تم شرم عبث کرتے ہو خلوت مین پریرو
محرم سے مری جان کہین پردا نہین ہوتا

حیلہ سے عیادت کے تم آتے تو ہو لیکن
بیمار مرا کیا ہے جو اچھا نہین ہوتا

مدت سے تڑپتا ہے حشم بہرِ زیارت
کیون اسپہ کرم اے شہِ والا نہین ہوتا

عشقِ میانِ یار کا ایسا اثر ہوا
جسم نحیف صورتِ موے کمر ہوا

غیرون سے ہم سخن جو وہ رشکِ قمر ہوا
پیدا ہمارے واسطے داغِ جگر ہوا

طوفانِ اشک نوح کا طوفان دکھائیگا
رونا جو ہجرِ یار مین مدِ نظر ہوا

ہو جائین سوسنی نہ کہین تیرے گل سے گال
بوسہ چمن مین لیتے ہوے یہہ خطر ہوا

اللہ رے نازکی تری اُف رے ترا دماغ
ملبوس صندلین سے سوا درد سر ہوا

دیکھو تمھاری آتشِ دوری مین شعلہ رو
کیسا کباب جلکے ہمارا جگر ہوا

اے گل تمام سینہ پھپھولون سے پھل گیا
حاصل یہہ نخلِ عشق کا ہمکو ثمر ہوا

کہدے کوئی یہہ اوس گلِ رعنا سے اے صبا
بلبل کا تیرے باغِ جہان سے سفر ہوا

شب بھر لپٹ کے یار سے سوئینگے اے حشم
بیدار اپنا طالع خفتہ اگر ہوا

کچھ نہیں دل پہ اختیار اپنا
اب بتا قصد جان زار اپنا

نیک و بد سب ہے اس چمن میں نباہ
جان رکھہ گل ہیگا نہ خار اپنا

وصف موے میان یار لکھا
اب تو عنقا ہوا شکار اپنا

تو نہیں جب سے بر میں اے دلبر
دل ہے پہلو میں بیقرار اپنا

شکل طاؤس غم میں اوس گل کے
بلبل دل ہے داغدار اپنا

موے تن بھی وبال ہیں اب تو
ایسا لاغر ہے جسم زار اپنا

سیر گلشن سے کام کیا ہمکو
باغ رضوان ہے کوے یار اپنا

ہمتو اک حور وش پہ مرتے ہیں
باغ جنت میں ہو مزار اپنا

فکر کیا ہے لحد کی مرتو چکیں
بن رہیگا کہیں مزار اپنا

نونہالوں کے سوز غم سے حشم
بنگیا جسم بھی چنار اپنا

جب کبھی وہ صنم نہ پاس ہوا
کیا کہوں دل جو کچھ اداس ہوا

جز غم ہجر اے مہ تاباں
وصل ہمکو کبھی نہ راس ہوا

کیوں نہ خنداں ہوں دیکھکر تجکو
زعفرانی ترا لباس ہوا

دیکھکے ہجر کی ڈرانی رات
دل کو میرے بہت ہراس ہوا

کچھ تو کہہ اے حشم خدا کے لئے
دفعتاً کیون تو ہیچو اکس ہوا

ظلم تازہ دیکھئے میرے بُتِ خونخوار کا
چھانٹ کر سوغات مین بھیجا ہی پھل تلوار کا

گیسوے مشکین جانان کی اگر لکھون ثنا
ہو گمان خامہ پہ شاخِ آہوے تاتار کا

روشنی مہتاب کی پھیلی شبِ تاریک مین
دھیان جب آیا تمھارے چاند سے رخسار کا

اے طبیبو شربتِ دیدار جانان کے سوا
کچھ علاج آتا ہے تمکو عشق کے آزار کا

آبرو رکھ لی نزاکت کی خدا نے اے صنم
بوجھ گردن سے نہ اوٹھا موتیون کے ہار کا

غنچۂ گل زلفِ مشکین مین وہ رکھکر کہتے ہین
دام مین اولجھا ہے یہ دل عاشقِ ناچار کا

دل تڑپ جاتا ہے اے گل یاد آتا ہی جو ہاے
پیار سے نامِ حشم لینا ترا ہر بار کا

ذکرِ رخصت نہ لب پہ لائے گا
مار کر پہلے مجکو جائے گا

دل کسی سے اگر لگائے گا
چاہ کا پھر مزہ اوٹھائے گا

چشم بد دور چھپ کے مردم سے
آنکھون آنکھون مین آپ آئے گا

ہون گے روشن ہمارے پردہ گوش
اپنی آواز اگر سنائے گا

دھو کے اپنے حنائی ہاتھون کو
آگ پانی مین کیا لگائے گا

قتلِ عشاق ہے اگر منظور
تیغِ ابرو کو آزمائے گا

تیر مژگان کی ہو چکی بوچھاڑ
اب سنانِ نگہ لگائے گا

مین جو رویا کہا یہ اورون کو — شعبدہ بازیان دکھائے گا

کیا غضب ہے کہ غیر کے آگے — مجھ سے کہتے ہو یہان سے جائے گا

دور ہو جائینگے غم دوری — پاس میرے جو آپ آئے گا

خواہش وصل پر وہ کہتے ہین — صدمۂ ہجر ابھی اوٹھائے گا

اے حشم قول ہے بزرگون کا
جیسا کیجے گا ویسا پائے گا

خاک مین مجکو اے صبا نہ ملا — سچ بتا دے وہ گل ملا نہ ملا

داغ دل دردِ ہجر تنہائی — اونکی الفت مین ہمکو کیا نہ ملا

دیر مین کعبہ مین کلیسا مین — اوسکو ڈھونڈا اگر پتا نہ ملا

تیرا پامال ناز ہون مجکو — خاک مین مثل نقش پا نہ ملا

بحر عالم مین دیکھا ہمنے مگر — صاف کوئی بھی آشنا نہ ملا

دیکھ خونریزیان ابھی ہون گی — آنکھ مردم سے دلربا نہ ملا

سینکڑون آشنا ملے ہمکو — پر کوئی صاحب وفا نہ ملا

تلخ گوئی سے میٹھی باتون مین — زہر تو بہر کبریا نہ ملا

لب شیرین یار کا افسوس — ہمکو اک روز بھی مزا نہ ملا

دل ترا مل گیا رقیبون سے — آنکھ ہمسے تو بیوفا نہ ملا

اے حشم اوسکو کیا ملا بتلا

جسکو احمد سا پیشوا نہ ملا

معرضِ بحث مین داغِ دلِ سوزان ہوگا
باغ مین آج صبا درسِ گلستان ہوگا

جو کوئی شیفتۂ عارضِ جانان ہوگا
صورتِ آئینہ بے شبہ وہ حیران ہوگا

یاد دندان مین جو شیدا ترا گریان ہوگا
اشک جو نکلیگا وہ گوہرِ غلطان ہوگا

پھر بہار آئی جنون دست و گریبان ہوگا
پھر وہی ہم وہی پھر دشت کا دامان ہوگا

آمدِ خط کے ہین آثار رخِ دلبر پر
قبضۂ مور مین کیا ملکِ سلیمان ہوگا

طوطیِ آئینہ صفت باغ مین حیران ہوگی
لبِ شیرین سے اگر وہ شکر افشان ہوگا

دم نکلنے کو مرا حسرتِ دیدار مین ہے
شکل ایسے مین دکھاؤگے تو احسان ہوگا

گوش جانان مین لٹکنے کی نہ ہوگی جو ہوس
سیپ مین دُر نہ کبھی قطرۂ نیسان ہوگا

اے حشمؔ ابر کی صورت ہون مین گریان ہر دم
مہربان دیکھئے کب وہ مہِ تابان ہوگا

مجھ سے وعدہ کر چکے ہین اب وہ پھر جائینگے کیا
ہے غضب اپنے کئے پر بھی نہ شرمائینگے کیا

تمکو ہے دعوائے اعجازِ مسیحائی اگر
ایک دم کے واسطے ہم بھی نہ مر جائینگے کیا

لو لباسِ ظاہری بھی کر لیا ہمنے دُرست
حضرتِ ناصح سے پوچھو اب وہ فرمائینگے کیا

یان نہین آتے مسیحائی پہ ہے ایسا غرور
تم نہ آؤگے تو ہم اے جان مر جائینگے کیا

پیچ مین زلفون کے لاکر دل تو غایب کر دیا
جان بھی لیکر وہ اب انکار فرمائینگے کیا

کچھ تو پاسِ پرورش ہوگا مرا رونے کے وقت
لختِ دل آنکھون مین آکر یون ہی بہ جائینگے کیا

غیر کو بہکائے ناصح مجھے رکھئے معاف
مین سمجھتا ہی نہین پھر آپ سمجھائینگے کیا

قصۂ فرہاد و مجنون بھی بتاتے ہین وہ جھوٹ
اضطراب دل پہ میرے پھر یقین لائینگے کیا

کسکے استقبال کو آمادہ ہے روحِ روان
بنکے عیسیٰ وہ عیادت کو مری آئینگے کیا

آج پھر کھجلاتے ہین تلوے مرے وحشت سہی ہے
آبلے پھر روے خارِ دشت دکھلائینگے کیا

اونکی باتون ہی سے آزردہ دلی ہے آشکا
مجھہ سے ملنے کی حشم اب وہ قسم کھائینگے کیا

ہے جوش اندنون مین جو بحرِ شباب کا
پستان پہ آپکے ہوا دھوکا حباب کا

ہم تو نہ چھو سکے قدم اوس شہسوار کا
بوسون سے بہرہ یاب ہے حلقہ رکاب کا

آمد ہے آج اک گلِ نازک دماغ کی
چھڑکاؤ چاہیے مرے گھر مین گلاب کا

سمجھون مین آج میرا ستارہ چمک گیا
نظارہ ہو جو تیرے رخِ بے نقاب کا

اے گل امیدِ وصل ہی مین پیر ہو گئے
اب ہل چکا ثمر ہمین نخلِ شباب کا

حسرت رہے نہ کچھ مجھے قرآن کی قسم
تو بوسہ دے جو عارضِ آئینہ تاب کا

ہر ایک سطر برق جہندہ بنے ابھی
قاصد جو حال خط مین لکھون اضطراب کا

سوتے ہین شکل غیرتِ یوسف کی دیکھیا
آنا مگر محال ہے فرقت مین خواب کا

اپنے مکان کو چرخ چہارم پہ ہے شرف
اے دل گذر ہوا یہان کس آفتاب کا

کیونکر زبان پہ لائیے صدمے فراق کے
زخمی ہوا ہون مین حضور کی تیغِ عتاب کا

جلتا ہے آہ آتشِ فرقت سے دل مرا
دھوکا نہ کیون ہو خلق کو بوے کباب کا

حسرت ہے اونکے عارضِ گلگونہ دیکھیون — بادِ صبا اوٹھاے جو گوشہ نقاب کا
وقتِ سحر ہے دھوپ مین منہ دھو رہے ہین وہ — بیوجہ زرد رنگ نہین آفتاب کا
ماہی کو گر ہو ماہیتِ دل کی کچھ خبر — سیکھے وہ مجھ سے آکے چلن اضطراب کا

اک برق وش کی یاد مین روتا ہون اے حشم
عالم ہے میرے دیدۂ تر مین سحاب کا

نام بوسہ کا زبان پر لائین کیا — گالیان بیٹھے بٹھاے کھائین کیا
ضد سے رونے پر ہمارے ہنستے ہین — سنگدل ہین رحم وہ فرمائین کیا
شرمگین آنکھون نے نظری کر دیے — پھول نرگس کے اونھین دکھلائین کیا
عاشقِ جانباز اپنا نام ہے — امتحانِ یار سے گھبرائین کیا
ہجر گلرو مین ہے جینا ناگوار — پھول گلشن کے ہمین غش آئین کیا
آکے غیرون نے جمایا اپنا رنگ — نقش کی صورت ہمین مٹ جائین کیا
قتل پر بیڑا اوٹھا کر بیٹھے ہین — پان میرے ہاتھ سے وہ کھائین کیا
جان دینگے اے نگہبانون یہین — اوسکے در سے زندہ اوٹھ کر جائین کیا
دردِ فرقت مین تڑپ کر اے صنم — آپ کو منظور ہے مر جائین کیا

عشق ہے باتون کے سننے کا حشم
یار کی تصویر ہم کھنچوائین کیا

قاصد نے اوسکے وصل کا پیغام کیا دیا — رنجِ فراق دل سے ہمارے مٹا دیا

تمنے غضب کا داغ یہہ لے دلربا دیا
بیٹھا رقیب آکے تو ہمکو اوٹھا دیا

غنچہ ہی باغ مین نہ فقط مسکرا دیا
گل نے بھی ہنسکے نالۂ بلبل اوڑا دیا

برہم مزاجِ یار ہے یہہ کیا سنا دیا
گویا کہ نامہ بر نے پیام قضا دیا

عاشق ہمیں سمجھ کے نرگسین آنکھون کا ہی غضب
نظرون سے مجکو اوس گل تر نے گرا دیا

سمجھونگا مین کھلیگا مرا غنچۂ مراد
لیکر گلوری اوسنے اگر مسکرا دیا

کرتے ہو میٹھی باتون مین تلخی کی گفتگو
شکر مین تمنے زہر یہہ کیسا ملا دیا

تڑپون نہ کسطرح مین رسائی کیواسطے
ڈیوڑھی پر اپنی یار نے دربان بٹھا دیا

پھنسنے کو مرغِ دل کے وہی حال ہو گیا
اوسنے قبا کا اپنی جو اُتّو دکھا دیا

دے ڈالو ابتو بوسے لبِ رخ کی اے صنم
اللہ و مصطفےٰ کا تمھین واسطا دیا

دکھلائی کیا ادا مری لیلی ادا نے آج
لے لے کے دل ہزارون کو مجنون بنا دیا

دل اپنا دیکھہ دیکھہ کے حسرت سے پس گیا
آنکھون مین تونے سرمہ جو اے مہ لقا دیا

دکھلا کے ہائے دیدۂ میگون حضور نے
کیا حشم کو بادۂ غفلت پلا دیا

سودا ترے گیسو کا جو اے یار نہوتا
اس طرح مین رسوا سرِ بازار نہوتا

شکل اپنی دکھاتا جو ترا غیرتِ یوسف
کوئی مہِ کنعان کا خریدار نہوتا

ہر وقت تڑپتا نہ ہمارا دلِ محزون
یہان تک اونھین آنے مین جو انکار نہوتا

بلبل کی طرح ہوتے نہ ہم ہجر مین نالان
اوس گل پہ جو شیدا یہ دلِ زار نہوتا

ہوتا نہ اگر جلوہ فگن وہ گلِ یکتا
بلبل کو کسی گل سے سروکار نہ ہوتا

ہوتی جو نہ مجکو ترے ملنے کی تمنا
جینے کا طلبگار مین زنہار نہ ہوتا

کچھ قدر ترے حسن کی عالم مین نہ ہوتی
پیدا جو ترا طالبِ دیدار نہ ہوتا

کس لطف سے بوسے مین لبِ یار کے لیتا
وہ شوخ اگر خواب سے بیدار نہ ہوتا

قابو مین جو ہوتا دلِ بیتاب حشم کا
دن رات تڑپنے سے سروکار نہ ہوتا

قاتل کو جب سے مدِ نظر امتحان ہوا
سر اپنا دوش پر ہمین بار گران ہوا

پھر لطف زندگی نہ رہیگا تہِ فلک
نامہربان اگر وہ مسیح زمان ہوا

خوشیان کمال ہونگی دلِ دردناک کو
ہمسر وہ رشکِ ماہ اگر مہربان ہوا

کس طرح چھوڑ دون تری ابروکے عشق کو
اس تیغے کے ہاتھون سے مین نیمجان ہوا

کرسی پہ آکے بیٹھ گیا جب وہ آفتاب
عرشِ برین کا اپنے مکان پر گمان ہوا

رونق تھی جنکی وجہ سے وہ صبحدم گئے
سنسان آج ہائے ہمارا مکان ہوا

آیا شبِ وصال تری مانگ کا جو دھیان
ارہ نگہ مین اپنی خطِ کہکشان ہوا

مثلِ غبار جاؤن مین ساتھ اسکے اے صبا
بتلا کدھر کو یار کا گلگون روان ہوا

سنکر ترا کلام یہہ کہتے ہین قدردان
ابتو حشم بھی ہند مین اہلِ زبان ہوا

غیرون سے کی جو اوسنے ہنسی میرے سامنے
اشکون کا دونون آنکھ سے دریا روان ہوا

تیرِ نگاہِ یار نے دل مین جو گھر کیا
خم ہوکے قد راست ہمارا کمان ہوا

بدلی ہے مجھ سے اندنون اُس ماہ کی نظر
اندھیر کیا یہہ ہائے تہ آسمان ہوا

تم ہو شب وصال ہو خلوت ہو باغ ہو
ہمکو نہ ایک دن یہہ میسر سمان ہوا

دیکھا ہے کوئی پردہ نشین شاید اے حشم
چھپ چھپ کے گریہ شاہد عشق نہان ہوا

سنائین کیا تمھین پیارے معاملہ دل کا
رولا رہا ہے ہمین ہائے ولولہ دل کا

تڑپنا رونا ہو موقوف کس طرح اپنا
نہ نکلے حشم کے ارمان نہ حوصلہ دل کا

یہہ ٹکڑے کیسے نکلتے ہین ساتھہ اشکون کے
ہے کسکی تیغ نگہ سے مقابلہ دل کا

نہ بچے جو آپ کے تیر قضرہ سے کیا ممکن
کسیقدر ہو درازی یہ فاصلہ دل کا

تری نگاہ جو بدلی ہے اندنون اے گل
تو اس الم نے گھٹایا ہے حوصلہ دل کا

کرونہ سختیان دیکھو مثال شیشہ ہے
کہین نہ ٹوٹے عزیز جان آبلہ دل کا

نہین یقین اگر حال زار عاشق کا
ہمارے دل سے کرو تم مقابلہ دل کا

وہ ہنسکے اوٹھہ گئے غزے سے شرم باعث
ہزار حیف ہوا کچھہ نہ فیصلہ دل کا

نہ پوچھہ حال تو رونیکا میرے اے ظالم
کہ لٹ گیا ترے کوچے مین قافلہ دل کا

سمجھنا نوح کے طوفان کو اک نمونہ آب
ذرا بھی ٹوٹ گیا گر یہہ آبلہ دل کا

خیال روے عرقناک یار رہتا ہے
کہ بحر حسن مین تیرتا ہے بلبلہ دل کا

نہوتے آپ خفا تو مراد بر آتی
بس ایک بوسے پہ طے تھا معاملہ دل کا

غم جدائی مقدر مین اپنے لکھا تھا
مجھے نہ تم سے شکایت نہ کچھہ گلہ دل کا

ترٹپتا ہے غم فرقت مین صورت ماہی
بیان کیجئے کیا حال ہے مشغلہ دل کا

حشم اوٹھاتے نہ ہم صدمۂ سلاسل کو
جو اونکی زلف سے ہوتا نہ سلسلہ دل کا

ملا ہے زلف سے پھر حال سے سلسلہ دل کا
بلا مین ڈالدیا مجکو ہو برا دل کا

بتو خدا سے ڈرو تم کرو نہ دلشکنی
مثال عرش الہی ہے مرتبہ دل کا

جفا اوٹھاکے بھی تمکو جو پیار کرتا ہے
بتاؤ اسمین بھلا ہے گناہ کیا دل کا

حشم چلو سوے گلزار کوچۂ جانان
ہر ایک دم یہی کہتا ہے ولولہ دل کا

ہجر ساقی مین یہہ نالون کا اثر ہو جائیگا
بادۂ گلگون کا ہر قطرہ شرر ہو جائیگا

بے نقاب اونکا رخ روشن اگر ہو جائیگا
ماہ کا شکل کتان ٹکڑے جگر ہو جائیگا

مے سے گلگون رخ ترا اے سیمبر ہو جائیگا
آفتاب صبح کی صورت قمر ہو جائیگا

لامکان تک جو طبیعت کا گذر ہو جائیگا
دستیاب اے ماہ مضمون کمر ہو جائیگا

اے گل باغ نزاکت تو نہ لٹکا زلف مین
بار سے پھولون کے پیدا درد سر ہو جائیگا

چاندنی پر دھوکا ہوگا چادر مہتاب کا
ہمسے ہم بستر جو وہ رشک قمر ہو جائیگا

مار گیسو کو نہ ہونٹون مین دباؤ اے صنم
سم کا پیدا اثر دیکھو اثر ہو جائیگا

جان آجائیگی جسم عاشق مشتاق مین
تیر آنا جس گھڑی جانان ادھر ہو جائیگا

شغل گلبازی سے خوش آئے کیا تمھاری ہجر مین
برگ گل بھی مجکو مانند تبر ہو جائیگا

تڑپیگا تیرا شہید ناز اس اندوہ سے
خون مین دامن ترا قاتل جو تر ہو جائیگا

گر ہنسے گا غیر سے ایکدم وہان وہ رشک گل
مشغلہ رونے کا یہان آٹھون پہر ہو جائیگا

چشم بد دور آنکھین ہو جائینگی خنجر سے سوا
سرمہ گر قاتل تجھے مد نظر ہو جائیگا

دیکھ پائیگا جو خورشید رخ دلدار کو
پتلیون پر شبہ قرص قمر ہو جائیگا

گر شرارت ہی بھری دلمین ترے اے سنگدل
نالۂ شیدا بھی ہم سنگ شرر ہو جائیگا

صدمۂ فرقت سے مجنون کو ترے لیلی ادا
وادی جنت بھی مانند سقر ہو جائیگا

چشم میگون صنم کا زاہدو مین مست ہون
مجکو کہیے کس طرح مے کا اثر ہو جائیگا

تیغ سر افشان اگر ابروے پرخم ہی حضور
دیکھیے گا دل حشم کا بھی سپر ہو جائیگا

چمن مین رخ کو دکھلایا تو ہوتا
ذرا پھولون کو شرمایا تو ہوتا

کسی نے جلکے سمجھایا تو ہوتا
کوئی یان تک اوسے لایا تو ہوتا

یہہ گریان کون ہے در پہ تمہارے
زبان سے اتنا فرمایا تو ہوتا

تڑپتا ہون پئے نظارہ کب سے
گل عارض کو دکھلایا تو ہوتا

ستایا بے سبب افسوس مجکو
مری جان دل مین شرمایا تو ہوتا

مرے رونے پہ ہنستا ہے غضب ہے
ذرا دل مین تو شرمایا تو ہوتا

خدا کے واسطے آنچل زری کا
ذرا چہرہ سے سرکایا تو ہوتا

تڑپتا ہون مثال مرغ بسمل
تماشے کو وہ گل آیا تو ہوتا

وہ اے قاصد خفا تھا مجھ سے مانا
سنا کر تو اوسے لایا تو ہوتا

حشم اک دم مین جی اوٹھتا مری جان
ذرا قُم تمنے فرمایا تو ہوتا

تمھاری زلف کے خم مین جو پیچ و تاب آیا
بلائین لینے مرے دل کی اضطراب آیا

تری شمیم گلو سونگھ کر حباب آیا
غرض کہ ہوش مین اب شیشۂ گلاب آیا

تماشے محنت و راحت کے خوب دیکھہ لئے
کسی بشر کو غش آیا کسیکو خواب آیا

چڑھا زمین سے دریا یہہ میرے اشکون کا
یہہ لگے چرخ سے ٹوپی ہر اک حباب آیا

ملا جو زلف مین چھڑکے ہوے عبیر کا لطف
بلائین ذرون کی لینے کو آفتاب آیا

خیال خط و کتابت ہے دونون جانب سے
ادھر گیا مرا نامہ اودھر جواب آیا

دعا سے پہلے ملا مژدۂ قبول مجھے
سوال مُنہ سے نہ نکلا تھا جو جواب آیا

کشیدگی کا گلہ کرنیکو شراب آئی
دکھانے سینہ کا روزن تمھین کباب آیا

وہ مست ہون جو گیا میکدے تو لینے کو
شراب خم سے چلی سیخ سے کباب آیا

نہ سمجھو رعد کہ ساقی نے مے جو کھینچی ہے
یہہ شادیانہ بجاتا ہوا سحاب آیا

کیا ہے جب کبھی جلوہ نے آپ کے بیخود
تو ہوش پھر مجھے پہرون نہین جناب آیا

مرا سلام ہے بس ہو چکی نماز اے شیخ
کہ دختِ رز یہ دل خانمان خراب آیا

حشم اب اس سے سوا کیا ہے پاس عصمت کا
کہ نشہ مین بھی اونھین غیر سے حجاب آیا

کہین اے خونِ ناحق تو نہ قاتل کو پھنسا دینا
وہ اپنے ہاتھ جب تجھ مین بھرے رنگِ حنا دینا

کہا ناصح نے اُس بت کو نہ دل بہرِ خدا دینا
کوئی کہدے ہمین بھاتا نہین شیوہ ریا دینا

اگر اے عارفانِ نجد ملجائے کہین مجنون
ذرا میری طرف سے پیار کرنا اور دعا دینا

کہان پایا ہے مُنہ غنچون نے اس رنگِ تبسم کا
ہزارون گل کھِلاتا ہے ترا اک مسکرا دینا

وہ دو اک کوتہ تیغِ ستم ہر روز کرتے ہین
بلا سے خونبہا دینا پڑے پر خون بہا دینا

مجھے اس سے نہین کچھ بحث بوسہ دو نہ دو لیکن
وہ کیا گالی ابھی دی تھی مجھے ہان پھر سنا دینا

حسابِ دوستان دردل سہی پر گن تو لین بوسے
ہمین اب کیا رہا لینا تمھین اب کیا رہا دینا

وہ خود رفتہ ہون عاشق تو ہوا مین لیک پر زن
نہین معلوم اس سودے مین کیا لینا ہے کیا دینا

بتون کے حسن کو بھی کیا خدا نے جذب بخشا ہے
کھِنچا دل خود اوسیکی سمت جسکو دل نتھا دینا

زمانہ طالبِ دیدار ہے سب کو غش آ جائے
رُخِ پرنور سے پیارے ذرا برقع اوٹھا دینا

نکالے اس غزل مین شعر کیا کیا اے حشم تمنے
سخندانون پہ ہے موقوف اِنکی داد کا دینا

ردیف ب

ساقیا دے وہ اب شتاب شراب
جام ہو ماہ آفتاب شراب

صبحِ محشر بھی تیرے بادہ خوار
اوٹھین کہتے ہوے شراب شراب

روشنیِ دل کو دیتی ہے ساقی
کیون نہ کہلاے آفتاب شراب

چشمِ مشگون کی یاد مین ساقی
پیتے ہین روز انتخاب شراب

پیش ولیس کیا ہے آؤ کھاپی لین
کب سے موجود ہین کباب شراب

وقتِ خلوت ہے کوئی غیر نہین
بے تکلف پئین جناب شراب

حشم شیفتہ کو روزِ جزا
دینا یا ابن بو تراب شراب

یہہ تنِ لاغر جو اگل دیکھ پاے عندلیب
ناتوانی پر مری آنسو بہاے عندلیب

دم مرا نکلا ہے یادِ عارضِ گلنار مین
کیا عجب تربت پہ برگِ گل چڑھاے عندلیب

سننے والون کا بھی دل ہلتا ہی فرطِ رنج سے
دردناک ان روزون ہین وہ نالہاے عندلیب

چھوڑکر کوچہ ترا اے رشکِ گل جاؤن کہان
آشیان کس جا بجز گلشن بناے عندلیب

کوے جانان ہی ہماری واسطے دارالشفا
سیرِ گلشن ہی صبا گویا دواے عندلیب

غنچۂ دل ہو شگفتہ عاشقِ بیتاب کا
وہ گلِ رعنا جو سینہ سے لگاے عندلیب

مین ہون نالان ہجر مین اور وہ خزان کے رنج مین
کون ہے ہمدرد اپنا اب سواے عندلیب

ہجر مین اوس گل کے اب سیرِ چمن بھی خار ہی
کب خوش آتے ہین حشم کو نغمہ ہاے عندلیب

وہ رشکِ گل نہ وعدہ پہ آیا تمام شب
شبنم کی شکل مجکو رولایا تمام شب

اوسنے نقابِ رخ سی اوٹھائی تو ماہ نے
گیسوے شب مین منہ کو چھپایا تمام شب

تاصبح اپنی زلف سنوارا کیا وہ شوخ
ہاتھونپہ اوسنے سانپ کھلایا تمام شب

مہندی لگائی شام سے اوس مہ نے تا سحر
خونِ شہید ناز بہایا تمام شب

وہ بحرِ حسن آیا جو بر مین نہ اے حشم
دریاے اشک مین نے بہایا تمام شب

ہمسے خفا ہوا ہے بتِ بے پیر کیا سبب
کچھہ وجہ کچھہ خطا کوئی تقصیر کیا سبب

عشقِ ہلال ابروے جاناں اگر نہین
رہتا ہے خم قدِ فلکِ پیر کیا سبب

دل کو پھنسا کے زلفِ مسلسل مین آپکی
پہنون جو اپنے پانون مین زنجیر کیا سبب

لازم ہے ساتھہ صفِ رخ و خطِ غبرین
قران کیون نہو مع تفسیر کیا سبب

آئی ندا یہہ قیس کی تربت سے میرے بعد
ویران پڑا ہے خانۂ زنجیر کیا سبب

پوچھا نہ تونے اے بتِ بیرحم یہہ کبھی
رونیکا تیرے عاشقِ دلگیر کیا سبب

منعم حباب بحر کو اصلا نہین ثبات
کرتا ہے تو جو قصر کی تعمیر کیا سبب

کیون مجکو عشقِ ابروے قاتل ہو ہمدم
رکھون گلے کو مین تہ شمشیر کیا سبب

پیشِ نگاہ جلوۂ رخسار یار ہے
خوش آئے مجکو چاند کی تنویر کیا سبب

برہم حضور صورتِ گیسو ہین کس لیے
الجھی ہوئی ہے آپکی تقریر کیا سبب

ملتا جو اوسکو گلشنِ دیوان ترا حشم
کرتا نہ وجد بلبلِ کشمیر کیا سبب

تخلیہ ہے باغ ہے موجود ہین ساغر شراب
مین فدا تمپر پیو اتنو گلے ملکر شراب

دے جو اپنے ہاتھ سے تو اے پری پیکر شراب
ہمکو ہو صہباے کوثر سے بھی بہتر شراب

کیا کرین ہم لیکے تھوڑی سی برانڈی آپکی
دینی ہے تو ساقیا دے جام مین بھر کر شراب

مے کے پینے سے ہے سرخ اوس گل کا روی سبز گون
طوطی حسن و صفا کو ہوگئی شہپر شراب

وہ ازل سے مست ہون جاتے ہی باغ خلد مین
آئینگی حوران جنت نذر کو لیکر شراب

عمر تو ساری کٹی ہے بادہ نوشی مین مگر
غسل میت کو بھی منگوانا مرا نور شراب

یہہ دعا ستونکی ہے یارب کہ مثل آفتاب
جام عالم مین سدا کھاتی رہے چکر شراب

اک نظر جو چشم میگون اوسکی دیکھو واعظو
خطبہ خوانی چھوڑ کر مانگو سر منبر شراب

چشم میگون صنم کی یاد مین سرشار ہین
پیتے ہین گویا کہ ہم بے شیشہ و ساغر شراب

عہد طفلی سے ہون میکش پیر ہو کر کیا چھٹے
مجکو گھٹی مین ملی تھی ساقیا اکثر شراب

داغ حسرت میرے دل سے دور ہو جائین ابھی
ناز سے ہنس ہنس کے مجکو تو پلاے گر شراب

تھی حیا آنکھون مین ہونٹون مین ہنسی تھی نازکی
سمجکو اوٹھا جو وہ گل وصل کی پیکر شراب

بے حجابانہ گلے سے ابتو لے ساقی لپٹ
توڑتی ہے شیشہ شرم و حیا اکثر شراب

کب گلوے نازنین سے رنگ پان ہے آشکار
جلوہ گر ہے شیشہ بلور سے احمر شراب

کیون ہمارے واسطے ممنوع ہوتی ساقیا
میکشون کو جو نہ دکھلاتی یہہ شور و شر شراب

عمر گذری نشہ حب علی مین اے حشمت
کیا پلائینگے نہ مجکو ساقی کوثر شراب

ساقی ہو مومیائی دل خستگان شراب
دم مین ملا دے ٹوٹی ہوئی استخوان شراب

اچھا لبون کی جھوٹی ہی دو مہربان شراب
مرغوب ہے دو آتشہ مجکو بھی ہان شراب

سوز و گداز والون سے ہے پرفشان شراب — اوڑ جاے صاف شمع پہ ڈالو جہان شراب
زاہد پیے جو بادہ تو کھل جاے زہد و فسق — کھوٹے کھرے کو ہے محکِ امتحان شراب
مے پیکے ہو گیا بتِ نازک بدن خموش — شیشے کو کر ہی دیتی ہے پنبہ دہان شراب
بیہوش دردِ پہلوے خالی نے کر دیا — مین اور بے ترے پیون او بدگمان شراب
بلبل ہون مین جو بادۂ گلرنگ پھول ہے — دے شاخ سبز مجکو پئے آشیان شراب
حق نے نسیمؔ روزہ عمر مین دے پانچ نعمتین — معشوق باغ چاندنی آب روان شراب

زلف اپنی ہنڈلیون پہ لپٹی ہے نشہ مین
پہنا چکی او نھین بھی حشیمہ زیان شراب

ہجر مین خاک ہے ہمکو ہوسِ جام شراب — وصل ہے کے لطف اوٹھاتے تھے پس جام شراب
شربت وصل پلاے جو پس جام شراب — ساقیا تجھ سے کرون تب ہوسِ جام شراب
لطف ہو ابر ہے میدان ہی چمن ہے خالی — تم بھی سہ دم کرو جولان فرسِ جام شراب
پنجۂ شمس مین ہو سب کو نہ تسمہ کا دھوکا — ہات تک او نکے جو ہو دسترسِ جام شراب
پاس ہو سرے مۓ گلرنگ جو پیکر وہ گل — سیر مین دل کی نکالون مین پس جام شراب
میکشی لیسے مشکین کی جو دھن مین ہے یہی — مشکین بند ہوائیگا میری عسس جام شراب
چشم میگون کے عشق سے بچین ہم کیونکر — طایرِ دل ہے اسیرِ قفسِ جام شراب
ہے غضب بسم تو تڑپتے رہین بہر بوسہ — اور لب تک ترے ہو دسترسِ جام شراب
کیون نہ رغبت ہو مجھے سوے کبابِ آہو — چشم میگون کا تصور ہے پس جام شراب
توڑ دو شیشہ جلا دو یہہ بساطِ عشرت — ہجر ساقی مین ہے کسکو ہوسِ جام شراب

اے حشم بادہ پرستی نہ چھُٹیگی مجھ سے
ہے وہ ہمدم مرا مین ہمنفس جامِ شراب

ذکر ابرو مین وہان ہوتی نہین تکرار کب
محفل جلاد مین چلتی نہین تلوار کب

بھولتا ہون دل سے یادِ ابروے خمدار کب
میری گردن پر پھرا کرتی نہین تلوار کب

بوسۂ لب تو اوڑایا باتون باتون مین حضور
اب یہہ کہئے دیجئیگا بوسۂ رخسار کب

توبہ توبہ لہجۂ دلدار سے نسبت ہے کیا
لال اور طوطی مین ایسی شکرین گفتار کب

جو کوئی بلبل کو ڈھونڈے ڈھونڈلے گلزار مین
اے صبا چھُٹتا ہے مجھ سے کوچۂ دلدار کب

ایک مدت سے ہے اونکے دیکھنے کی آرزو
دیکھئے نکلیگی دل سے حسرتِ دیدار کب

ترچھی نظرین تیری جب ترچھا کرین عشاق کو
صف کی صف لوٹے نہ پھر پہلے ابروے خمدار کب

کم نہین ظلِ ہما سے اُسکی چہان ایشاہِ حسن
چھوٹتی ہے ہم فقیرون سے تری دیوار کب

تمنے بہکانے سے غیرونکے وہ الفت چھوڑ دی
اب بھلا مجھپر ہے پہلا سا تمھارا پیار کب

کیا توقع ہو شفا کی اس مریضِ عشق کو
چارہ گر جاتا ہے ایسا لاعلاج آزار کب

مین اسی حسرت مین رہتا ہون حشم اب دیکھئے
ہو رسائی تا ضریحِ احمدِ مختار کب

ردیف پ

فرقتِ جانان مین جب آتی ہے دھوپ
میرے حق مین برق بنجاتی ہے دھوپ

جب وہ رشکِ حور اولٹتا ہے نقاب
چہرۂ تابان سے شرماتی ہے دھوپ

کیا جلاتی ہے شبِ فرقت مجھے
چاندنی حدت مین ہو جاتی ہے دھوپ

تیرے دانتون سے ہے یون تارون کو ضو
جسطرح ذرون کو چمکاتی ہے دھوپ

دوپہر مین بام پر بیٹھا ہے یار
چاندنی کا لطف دکھلاتی ہے دھوپ

روز فرقت جبکہ آتا ہے حشم
میرے گھر مین پانو پھیلاتی ہے دھوپ

کیون تصور مین نتھے دیدۂ دلگیر مین سانپ
زلف شبگون تری لاریب ہے تاثیر مین سانپ

یاد گیسو کفِ افسوس جو ملواتی ہے
ہر لکیر آہ سرِ دست ہے تاثیر مین سانپ

بال کب زلفون کے ابروے عرقناک پہ ہین
پانی پیتے ہین یہہ آبِ دمِ شمشیر مین سانپ

دھیان یون زلف کا میرے دلِ پُر داغ مین ہے
جیسے طاؤس پکڑتے ہین مناقیر مین سانپ

زلف پیچیدہ تری دیکھکے سب کہتے ہین
تن افعی ہین ہے زنجیر کہ زنجیر مین سانپ

ہمسری کرتے ہین اکثر جو تری کاکل سے
سینکڑون مارے گئے ہین اسی تقصیر مین سانپ

سحر سازی مین حشم اسکو ہے اسدرجہ کمال
ہو چھڑی پھولون کی دستِ بتِ بے پیر مین سانپ

ردیف ت

وہ رشکِ ماہتاب نہ آیا تمام رات
شیدا کو اپنے آہ رولایا تمام رات

منہ کی جھڑی لگی ہی تا صبح شام سے
اوسکے فراق نے یہہ رولایا تمام رات

کب تھا ترا خیال روادار خواب چشم
مہمان نے میزبان کو جگایا تمام رات

لذت یہہ اوسکی تیغ جفا مین مجھے ملی +
زخم جگر نے شوق بڑھایا تمام رات

اے ماہرو ترے لب شیرین کے دھیان مین
ہونٹون کو اپنے ہم نے چبایا تمام رات

کیا کیا نہ اونکو مین نے رولایا شب وصال
افسانۂ فراق سنایا تمام رات

اے رشک گل جو آنے کی تیرے خبر سُنی
دل مین حشم نہ پھولا سمایا تمام رات

تڑپا جو ہجر مین دل مضطر تمام رات
برپا رہا جہان مین محشر تمام رات

بیخود ہوا جو آتش دوری یار سے
سمجھا مین اخترون کو بھی اخگر تمام رات

انگارے پھول ہوگئے بستر پہ ہجر مین
ہم آگ مین تھے شکل سمندر تمام رات

رونے کا اپنے حال جو لکھا تھا یار کو
کھینچا ہے تار اشک سے مسطر تمام رات

اے ماہ تجھکو چار پہر تک فروغ ہی
جلوہ ہے یار کا یہان دن بھر تمام رات

مضمون بندھا وہ چوٹی کا اوصاف زلف مین
لوٹیگا سانپ غیر کے دل پر تمام رات

شب خود بخود کسیکے تصور مین اے حشم
آنسو تھما نہ آنکھون سے دم بھر تمام رات

سوؤن خیال زلف مین کیونکر تمام رات
آئین نظر جو خواب مین اژدر تمام رات

وہ رشک مہر و ماہ نگاہون سے دور ہے
روؤن نہ کس طرح سے مین دن بھر تمام رات

وہ ماہ رو جبین پہ جو افشان چُنا کیا
ہم بھی پڑے گنا کئے اختر تمام رات

اے غیرتِ مسیح ترے انتظار مین
جانِ حزین رہی ہے لبون پر تمام رات

سودائے زلف جبکہ تھا ہم یہہ کہتے تھے
اولجھاؤ دل کو ہے تاب کیونکر تمام رات

روتے ہین انتظار مین ہم اوسکے شام سے
یارب کٹے گی آج یہہ کیونکر تمام رات

قسمین ہزارون کھائین کئے وعدے سینکڑون
آیا مگر نہ وہ مہِ انور تمام رات

خلوت مین بوسہ بازی رہی دل لگی رہی
سونے دیا نہ سویا وہ دلبر تمام رات

تڑپائے کیون نہ ہمکو حشم حسرتِ وصال
سوئے نہ ایک دن وہ لپٹ کر تمام رات

روٹھا رہا جو وہ مہِ کامل تمام رات
نکلا نہ کچھ بھی حوصلۂ دل تمام رات

پھر ہو فزا جو زخم پہ سودائے زلف کے
چھڑکے نمک بھی شور سلاسل تمام رات

لوٹا اگر نہ تو میرے پہلو مین اے ستمگر
مضطر رہیگا ہائے مرا دل تمام رات

تیوری چڑھاکے غیظ سے قاتل ہوا اوٹھہ گیا
تڑپا کیا مین صورتِ بسمل تمام رات

مشتاق رُخ تو پڑھتے ہین والشمس سارے دن
واللیل زلف یار کے مایل تمام رات

آیا جو وہ قمر تو فدائی تھے محو دید
برہم ہوئی نہ تارون کی محفل تمام رات

اوس جان جان کی زلفِ مسلسل کو دیکھکر
سودا زدہ بنے رہے عاقل تمام رات

رُخ سے وہ رشکِ ماہ جو اولٹے نقاب کو
کیا مُنہ کہ پھر ہو چاند مقابل تمام رات

دردِ فراق مین کبھی گریہ کبھی قلق
رہتے ہین اندنون یہہ مشاغل تمام رات

ہے آرزو دکھائے مجھے کبریا وہ دن
پہلو مین سووے وہ مہ کامل تمام رات

وہ حور وش ہوا جو حشم آکے شمع بزم
رشک ارم رہی مری محفل تمام رات

ردیف ٹ

دکھلا نہ ہمین تیغ کی اے ماہ لقا کاٹ
شمشیر ادا رکھتی ہے خنجر سے سوا کاٹ

اب زہر میرے واسطے الفت ہوئی تری
ناگن کی طرح مجکو نہ اے زلف دوتا کاٹ

اک آن مین اے جان کئے دل کبھی ٹکڑے
رکھتی ہے غضب کا تری شمشیر ادا کاٹ

بڑھجانے سے زلفونکے بڑھا اور بھی سودا
کم کرنیکو وحشت مری کچھ موی رسا کاٹ

مردانہ حشم راہ توکل مین قدم رکھ
زنجیر ہوس کو پئے تسلیم و رضا کاٹ

ردیف ث

تم ہوے مجھ سے خفا کیا باعث
کیا سبب وجہ ہے کیا کیا باعث

ہاے شمشیر نگہ سے اوسنے
خون میرا جو کیا کیا باعث

سب پہ الطاف غضب ہے مجھ پر
بانئے جور و جفا کیا باعث

منہ دکھاؤن اوسے ہین وصل مین کب
ہجر مین زندہ رہا کیا باعث

سچ بتا اے گلِ رعنا مجھکو
کب سے ہون تیغِ ادا کا بسمل

تو جو رونے پہ ہنسا کیا باعث
آئی اب تک نہ قضا کیا باعث

اے حشم عشق ہے کسکا تجھکو
چہرہ کیون زرد ہوا کیا باعث

ردیف ج

آغوش مین نہین جو مرا گلعذار آج
چمکے لباسِ سرخ پہنکر نگار آج
داغون کا لطف دیکھئے سینہ مین شکلِ گل
اوس مہ جبین نے ملتھے پہ افشان نہین چنی

حد سے سوا ہے بلبلِ دل بیقرار آج
حسنِ قمر بڑہاے شفق کی بہار آج
دکھلا رہے ہین پھول ہمارے بہار آج
تارے قمر پہ جمع ہوے بیشمار آج

شرما کے ہٹ گیا قمر ترسے اے حشم
دیکھا سحاب نے جو مجھے اشکبار آج

ردیف چ

میرے جانب سے تو اپنا نگہِ تیر نہ کھینچ
کب مین کہتا ہون مرے قتل کو شمشیر نہ کھینچ
کوئی اتنا نہین کہتا کہ وہ آیا قاتل

حسن ابرو کا دکھا پردے مین شمشیر نہ کھینچ
آپ کو مجھ سے مگر اے بتِ بےپیر نہ کھینچ
خودکشی کے لئے تو ہجر مین شمشیر نہ کھینچ

رشک لیلی مجھے سودا ہے تری زلفون کا
پاے مجنون سے خدا کے لئے زنجیر نہ کھینچ

دل ہے مشتاق مری جان تری باتون کا
ہمکلامی سے زبان کو دم تقریر نہ کھینچ

بیوفا اہل وفا مر کے نہ زندہ ہون گے
دیکھ پچھتائیگا پھر ہمپہ تو شمشیر نہ کھینچ

لائیگا کھینچکے اک روز اوسے جذبۂ شوق
اے دل سوختہ یون نالۂ شبگیر نہ کھینچ

غیر اور شانہ کش زلف جوانان حسین
ارۂ غم مرے سر پر فلک پیر نہ کھینچ

شیفتہ ہون ترے قد کا نہین ابرو سے غرض
دار پر کھینچ مجھے قتل کو شمشیر نہ کھینچ

خار ہو جائینگے پھر پھول سے عارض تیرے
انتظار آمد خط کا بت بے پیر نہ کھینچ

تیرہ ہوگا مری آنکھون مین جہان روشن
چاند سے رخ کی طرف زلف گرہگیر نہ کھینچ

نالہ و آہ کا تجھ سے نہ کھنچیگا نقشہ
دیکھ پچھتائیگا مانی مری تصویر نہ کھینچ

شربت وصل پلا کر نہ کہا اوسنے کبھی
نالے فرقت مین مری عاشق دلگیر نہ کھینچ

سلسلۂ زلف مسلسل سے نہین ہی مجکو
اے جنون پانون مرے جانب زنجیر نہ کھینچ

شاید آجاے وہ خود میری تسلی کے لئے
اے مصور تو ابھی یار کی تصویر نہ کھینچ

آپ وہ آئینگے صادق ہے اگر عشق ترا
نقش جب کوئی حشم تو پے تسخیر نہ کھینچ

ردیف ح

خم ہو گیا ہون ابروے خمدار کی طرح
روتا ہون خون ہجر مین تلوار کی طرح

فرقت سے تیری ضعف ہے اسدرجہ اے مسیح
افتادہ ہون مین فرش پہ بیمار کی طرح

یہہ آرزو ہے اوس گلِ رعنا سے ہو وصل
لپٹین گلے سے شوق مین ہم ہار کی طرح

اے اشتیاق ابروے قاتل ہی کیا غضب
دل چاک کر نہ خنجرِ خونخوار کی طرح

بزمِ سخن مین رنگ کچھہ ایسا جما حشم
دل بھی شگفتہ ہو گیا اشعار کی طرح

ردیف خ

شب کو نقاب اوٹھا کے اگر وہ دکھائے رخ
داماں ابر سے قمر اپنا چھپائے رخ

وہ شوخ ایک بار جو اپنا دِکھائے رخ
ہم جان نذر دین کہ یہی ہے بہاے رخ

عالم کو یہہ اسیر کرے اور وہ ہلاک
تحقیق جورِ زلف ہے ثابت جفاے رخ

وردِ زبان ہو سورۂ والشمس کیا مجھے
میرا وظیفہ سحری ہے کہ ہاے رخ

سوزش جگر مین چہرہ پہ زردی لبون پہ آہ
یہہ سب نشان رکھتے ہین ہم مبتلاے رخ

اولجھن نہ کیون ہو گبر و مسلمان کو راتدن
یہہ ہین فداے زلف تو وہ مبتلاے رخ

دونون کو صاف کیجیے کس شکل سے حشم
کب ہے صفاے آئینہ مثل صفاے رخ

ردیف د

نہ کیون خوش آئے گلزار محمدؐ
کہ ہون مین بلبل زار محمدؐ

مین دل سے ہون طلبگار محمدؐ
فدائے آل اطہار محمدؐ

نہال اے دل ہر اک ہو بار پا کر
وہ ہے دُر بار دربار محمدؐ

مجھے کونین کی دولت ہو حاصل
میسر ہو جو دیدار محمدؐ

نہین شاہون سے کچھ اوسکو سروکار
جو ہے درویش سرکار محمدؐ

مہ نو کیون چمک جائے نہ ہر سو
ہے فیض نعل در بار محمدؐ

رہا ہو جائین ہم دام بلا سے
جو دیکھین زلف خمدار محمدؐ

متاع صبر دل کو اپنے دیکر
ہوا ہون مین خریدار محمدؐ

گنہ تو بخشنا یارب حشم کے
برائے چشم دُر بار محمدؐ

وادئ عشق مین کوئی نہ گیا میرے بعد
ہان مگر چند قدم قیس بڑھا میرے بعد

گہہ کرشمہ کبھی غمزہ کبھی عشوہ دلبر
کسکو دکھلاؤگے یہہ ناز و ادا میرے بعد

مین تو اے جان اسی غم سے پسا جاتا ہون
کون مسی ملیگا کون حنا میرے بعد

فاتحہ پڑھنے کو آیا وہ سوے قبر حشم
طالع پست کو کیا اوج ملا میرے بعد

رکھین قفس مین کیون بنہ ہم زبان صیاد
نہ چھوڑے تو ہمین پائے جو خوش بیان صیاد

چمن مین حشر نہ برپا کرے فغان صیاد
پرون کے ساتھہ کتر دے مری زبان صیاد

قفس جلائے نہ آہِ شرر فشان صیاد
مین پھونک آیا ہون خود اپنا آشیان صیاد

سمجھتے ہین جسے بے درد آسمان صیاد
ہے آہ مرغ گرفتار کا دھوان صیاد

جو بے پری مین تو مجھپر ہو مہربان صیاد
سناؤن غم کی مین رو رو کے داستان صیاد

قفس مین بند ہون کیونکر کھُلے زبان صیاد
یہہ ڈر ہے یہہ نہ کٹے زبان بہی نہ کچھہ زبان صیاد

پھنسا ہون پھندے مین تیرے مین آکے وا نصیب
زبان پہ میری نہ کیون ہو امان امان صیاد

مین تیر شکستہ نشانہ ہون تیرِ الفت کا
جھکا ہے مجھ سے جو تو صورتِ کمان صیاد

پھنسا ہے دل جو تری گیسوؤن کے پھندے مین
یہہ دام مجکو ہوا ہے وبالِ جان صیاد

مین خوگرفتۂ کنج قفس ہون مدت سے
خوش آئے نا کہ مجھی سیرِ بوستان صیاد

مہک رہا ہے گلِ خلق سے ترے یکسر
بنا ہے کنج قفس مجکو عطردان صیاد

مری وفا پہ کیا تمھا رہائی کا وعدہ
پر اب ہے خوبیِ قسمت سے بدگمان صیاد

خدا کے قہر سے ڈر رحم کر اسیرون پر
تڑپ رہے ہین قفس مین یہہ نیمجان صیاد

چمن مین ساتھہ مجھے لیکے اب تو آتا ہے
ہوا ہے فضل الٰہی سے مہربان صیاد

یقین ہے کسی بلبل کو اور پھانسے گا
ہوا ہے دام مین پھر آج گلفشان صیاد

یقین ہے دامِ بلا سے ابھی رہائی ہو
جو میرے حال پہ ہو جائے مہربان صیاد

اسیرِ کہنہ ہون سب پہ چھپے گئے دل کے
بھلا مین کیا کرون اب سیرِ بوستان صیاد

غمِ قفس جو لکھا تھا ہماری قسمت مین
کہین سے باغ مین آنکلے ناگہان صیاد

قفس نہ پھونک دے سوزِ دل آشیان کیطرح
برنگِ خس ہین یہہ لوہے کی تیلیان صیاد

ہوے چمن کے ہوا خواہ سب اسیرِ قفس — زمین باغ پہ ٹوٹا ہے آسمان صیاد

ہمارے غیرتِ گل کو جو اے حشم دیکھے
تو دام زلف مین پھنس جاے بیگمان صیاد

ردیف ذ

نامۂ شوق جو لکھا تو ہوا تر کاغذ — سوے مطلوب گیا اشکون مین بہکر کاغذ

اشکِ خونی دمِ تحریر جو ٹپکے مہرو — غالب آیا مرے نامہ کا شفق پر کاغذ

وصف جو لالہ عذارون کے لکھے دیوان مین — بنگیا صاف برنگِ گلِ احمر کاغذ

عمر بھر مجکو جو محروم رکھا نامہ سے — کیا ستمگر نہوا تجکو میسّر کاغذ

اے حشم خط تمھین لکھنا ہی اگر اوس گل کو
عطر سے کیجیے نامہ کا معطر کاغذ

ردیف ر

کوہ سے بھاری ہوا عشقِ بتان بالاے سر — ہو گران کیونکر نہ یہہ بارِ گران بالاے سر

مانگ مین ہے سلکِ گوہر یہہ عیان بالاے سر — یا شبِ تاریک مین ہے کہکشان بالاے سر

چہرۂ پرنور تیرا گنجِ خوبی ہے صنم — مار گیسو اس لئے ہین پاسبان بالاے سر

سر مرا داغِ جنون سے غیرتِ گلزار ہے — ہے بجا بلبل جو باندھے آشیان بالاے سر

چشم تر سے میری ہے ہر دم ترشح ہجر مین
بنگیا ہے ابر آہون کا دھوان بالاے سر

ہم فقیرون کو نہین ہے احتیاج تخت و تاج
ہے زمین اورنگ چتر آسمان بالاے سر

بام پر صحبت ہی غیرون سے چشم گریان نہو
یہہ ستم کرتے ہو تم اے جانِ جان بالاے سر

باندھے موے سیہ کا کہین جوڑا سر پر
پیچ مارے ہوے دکھلاے کالا سر پر

جیتے جی مجکو یہہ حسرت ہے ہماے خوبی
تیری دیوار کا ہر دم رہے سایا سر پر

جلوۂ مہ نظر آیا جو ترے جھومر کا
تھا گمان رات کہ ہے عقد ثریا سر پر

آنکھ پڑ جائیگی ڈر ہے کسی نامحرم کی
اوڑھ لو جلد مری جان دوپٹا سر پر

اے چشم مانگ مین قاتل کی یہ سیندور نہین
سر بسر خون چڑھا ہے شہدا کا سر پر

سنبل خجل ہے زلف چلیپا کو دیکھکر
گل خار کھاتے ہین رخِ زیبا کو دیکھکر

یاد آتی ہین وصال کی ساقی کے لذتین
صحنِ چمن کو ساغر و مینا کو دیکھکر

اوس سرو قد کی دید سے مین ہو گیا نہال
بیمار کیون نہ خوش ہو مسیحا کو دیکھکر

چشمِ حبیب کا جو تصور چمن مین تھا
آنسو بھر آے نرگسِ شہلا کو دیکھکر

اے شوخ چشم کچھ تو سبب ہے جو تونے آج
آنکھین چرائین عاشقِ شیدا کو دیکھکر

آیا مجھے خیال خط و چشم یار کا
آہوے دشت سبزۂ صحرا کو دیکھکر

جاے جو اے چشم وہ چمن مین براے سیر

بلبل فدا ہوا اوس گلِ رعنا کو دیکھکر

زلف کب ہے تمھارے سینے پر
سانپ ہے حسن کے خزینے پر

مستعد ہین وہ آہ کینے پر
خاک ہے اب ہمارے جینے پر

ٹھیک انگیا ہے تیرے سینے پر
صدقے جاؤن ہین ایسے سینے پر

یاد اوسکی ہے اس طرح دل مین
نقش ہو جس طرح نگینے پر

جان پستان او بھار کر نہ چلو
لوگ پستے ہین اس قرینے پر

جسم ایسا گھلا ہے فرقت مین
موت ہنستی ہے میرے جینے پر

ہجر ساقی مین شغل بادہ کشی
خاک ہے ایسی مے کے پینے پر

جسم جانان مین طرفہ ہے خوشبو
جان دیتے ہین گل پسینے پر

آرزو ہے حشم جبین رگڑون
روضۂ مصطفیٰ کے زینے پر

زلف کب لٹکی ہے تیرے پھول سے رخسار پر
اے قمر آئی ہے بدلی جھوم کر گلزار پر

دل ہمارا شیفتہ ہے ابروے خمدار پر
آبرو اپنی فدا کرتے ہین اس تلوار پر

لعل پیدا دیدۂ تر کے تصدق مین ہوئے
اشک خونین کچھ گرے تھے دامنِ کہسار پر

ہر قدم پر جو ستارے جھڑتے ہین اے آسمان
ہے مہِ نو کا گمان اب نعلِ کفشِ یار پر

ہر کس و ناکس سے ابرو کے اشارے ہین غضب
دیکھو اک عالم کو اوسنے رکھ لیا تلوار پر

کاکل و مژگان و چشم و ابرو و خالِ سیاہ
مستعد اتنی بلائین ہین مرے آزار پر

حیف پردہ در ہوا یہہ ناسمجھ طفلِ سرشک
مہرِ خاموشی تھی میرے تو لبِ اظہار پر

وصل کی شب رخنہ بندی چاہیے اے خوش نگاہ
چشمِ بد کا مجکو شک ہے روزنِ دیوار پر

چال تیری ہات آئے کبک سے ممکن نہین
ہر قدم پس پس گئے طاؤس بھی رفتار پر

اے پری ثابت ہو میری تا کہ اے رشکِ پری
اس لئے بھیجے ہین خط مین رکھکے یہہ دو چار پر

دوستو کس سرو قامت کی سواری آتی ہے
قمریان ہین جمع اسدم جو درِ گلزار پر

چاند پر جھرمٹ ستارون کا نہو جسنے سنا
دیکھ لے جلوہ وہ افشان کا جبینِ یار پر

وصفِ دندانِ صنم موزون کیا کرتا ہون مین
سلکِ گوہر کا گمان کیونکر نہو اشعار پر

چارہ گر آئے ہزارون اور کئے لاکھون علاج
پر شفا ٹھیری چشم کی شربتِ دیدار پر

اس قدر طبع کو مرغوب ہوا دولت پور
بدلین فردوس سے بھی ہم نہ صبا دولت پور

فرحتِ تازہ ہر اک وحشیِ دل پاتا ہے
جائے دلچسپ ہے وہ نامِ خدا دولت پور

تازگی آتی ہے آنکھون مین دمِ نظارہ
واہ رکھتا ہے عجب آب و ہوا دولت پور

سایۂ خاص خدا مین ہے یہہ زر ریز مقام
کیا کرے لیکے بھلا ظلِ ہما دولت پور

دولتِ عیش و فرح اوسکو ہوئی ہے حاصل
جسنے دیکھا ہے کبھی روح فزا دولت پور

وجد مین آگئے یہہ سیاحِ جہان کہتے ہین
طرفہ خطہ ہے تہِ چرخِ دوتا دولت پور

جسنے دیکھا نہین کہتا ہے وہ ہر دم یا رب
آرزو ہے یہہ مری مجکو دکھا دولت پور

حسن خیزی مین اگر غور کرو ہے بیشک
غیرتِ گلشنِ فرخار و خطا دولت پور

والی اسکے جو حشم سید محمد خان ہین
کیون نہ رونق مین ہو گلشن سے سواد ولت پور

ذرا باتین کرو ہنس ہنس کے اے گل مہربان ہو کر
غضب ہے خاطر افسردہ ہو رشک بوستان ہو کر

قیامت ہے وہ بزم غیر مین چھپ چھپکے جاتے ہین
مثال بو اوڑے پھرتے ہین ہمسے اب نہان ہو کر

بڑھا کر ربط مجھ سے اوس گل رعنا کو بہکایا
رقیب روسیہ نے دشمنی کی مہربان ہو کر

دوپٹہ سینہ سے کچھ کچھ ہے سرکا بال ہین بکھرے
نیا یہہ بانکپن تمنے نکالا نوجوان ہو کر

جدا وہ راحت جان ہاے پہلو سے نہین ہمدم
ہمین کشتہ کیا ہے روح نے تن سے روان ہو کر

شہادت گاہ کوے یار سے ہرگز نہ جاؤنگا
غضب ہے معرکہ سے پانون سرکاؤن جوان ہو کر

وہ شعلہ رو بہت برہم سوے گلزار جاتا ہے
اوڑیگا دیکھنا اب رنگ پھولون کا دھوان ہو کر

خدا نے جنکو ہمت دی نہ کیونکر فیض ہو اون سے
ہوے نامی وہ ہر سو حاتم و نوشیروان ہو کر

نقاب اولٹی جو اوس رشک حسین نے روے انور سے
ہوا غایب گل خورشید پامال خزان ہو کر

جو سرکش ہین ستاتے ہین وہ اکثر خاکساروں کو
زمین پر پانون رکھتے ہین ستمگر آسمان ہو کر

تصور ابروے پرخم کا چھوڑو اے حشم ورنہ
کریگا دل کے دو ٹکڑے یہہ تیغ دوزبان ہو کر

ردیف ز

مجھسے خفا ہے آہ وہ رشک قمر ہنوز
سینہ جلا رہا ہے یہہ داغ جگر ہنوز

وہ لعل لب جو دیکھے تھے لالہ نے باغ مین
رکھتا ہے فرط رشک سے داغ جگر ہنوز

مرقد پہ گو چراغ نہو کچھ خطر نہین
روشن ہین شمع سان مرے داغ جگر ہنوز

ہنسنے مین یار کے دُرِ دندان جو کھل گئے
پیش نظر ہے موج زن آب گہر ہنوز

نازک یہہ ہے وہ گل کہ جو پہنکے گلے مین ہار
بل کھا رہا ہے بار سے موئے کمر ہنوز

مین بانگ سنکے ذبح ہوا تیغ رنج سے
پر تجھکو موت آئی نہ مرغِ سحر ہنوز

کیا خوب رنگساز نے ہین گل بنا دئے
جوبن رہی ہے تختۂ گلشن سپر ہنوز

الماس عشق کس دُرِ دندان کا دلمین ہے
سینہ شگاف تیرا جو ہوا ہے گہر ہنوز

تاثیر کیا حشم نہین میری زبان مین
مقبول جو ہوئی نہ دعائے سحر ہنوز

ردیف س

کیجئے کیون نہ بار بار افسوس
ہمسے روٹھے ہین وہ ہزار افسوس

اے دلِ شیفتہ غضب یہہ کیا
تونے کھویا مرا وقار افسوس

نہین جز نام اب نشان میرا
گھل گیا غم سے جسم زار افسوس

اے گلِ باغ حسن مین ترسون
غیر لوٹین تری بہار افسوس

کرین اغیار اون کے نظارے
اور تڑپے یہہ جان نثار افسوس

تیری تیغِ فراق سے دلبر
دل مرا بر مین ہے فگار افسوس

اے حشم کس لئے تو روتا ہے
اوسنے پوچھا نہ یہہ ہزار افسوس

پھرا ہون مین جہان مین گرچہ صبح و شام سو سو کوس
نپایا تیری فرقت مین مگر آرام سو سو کوس

سوائے غم نہ دیکھی تیری الفت مین کبھی راحت
عبث ہونا ہے تیرے عشق مین بدنام سو سو کوس

پھرا مین بلبلو مثلِ صبا ہر سو تجسس مین
نظر آیا نہ لیکن وہ بتِ گلفام سو سو کوس

مین تھک جاؤن دمِ رفتار کیونکر غیرتِ لیلی
نہ شل ہوتے تھے قیسِ شیفتہ کے گام سو سو کوس

مرے جانِ جہان کا کیا عجب ہے کچھ پتہ ملجاے
روانہ خط مین کرتا ہون دلِ ناکام سو سو کوس

نہو کیونکر بھلا وصفِ زنخدان سے زبان شیرین
نہین دیکھا حشم نے ایسا جانی آم سو سو کوس

کب رنگ مین ہمرنگ ہے رنگِ پرِ طاؤس
ہے خط ترا صیقل گرِ رنگِ پرِ طاؤس

ضو پاے ترے خط سے تو ہو رقص کا عالم
جنگل مین بھی منگل کرے رنگِ پرِ طاؤس

کب اوسکے خطِ سبز پہ قطرے ہین عرق کے
ہے موتیون کے گہنے مین تنگِ پرِ طاؤس

سر سبز خطِ سبز سے ہونا نہین ممکن
پیدا اکرے سو رنگ جو رنگِ پرِ طاؤس

پامالِ دل اپنا کیا اس رشتی پا نے
گلشن مین یہہ ہے نالہ چنگِ پرِ طاؤس

کب ہے دلِ پُر داغ مین یادِ خمِ گیسو
ناگن ہوئی ہے صیدِ نہنگِ پرِ طاؤس

فرقت نے تری مجکو غضب داغ دئے ہین
سینہ مرا اے گل ہے برنگِ پرِ طاؤس

ہے ابر بھی سبزہ بھی چلو دیکھو بہارین
گلشن مین سنو نغمہ چنگِ پرِ طاؤس

پڑ جاے اگر عکس ترے سبزۂ خط کا
مل جاے ابھی خاک مین رنگِ پرِ طاؤس

خوش وضع جو ہون درپئے ایذا تو غضب ہے
دیکھا نہین مجروح خدنگِ پرِ طاؤس

تل کا ہے تصور دلِ پُر داغ حشم مین
یا زاغ ہوا صید تفنگِ پرِ طاؤس

ردیف ش

ہے عشق ترا جو یار آتش
جلکر ہوا جسم زار آتش

سمجھی جو صنم سمندِ عشق
دلپر ہے مرے نثار آتش

سینے مین ہین کیسے گل کھلائے
لائی ہے نئی بہار آتش

اے ابرِ عطا بجھا خدارا
فرقت مین ہے ہمکنار آتش

دل سوختگان عشق کا آہ
کوئی نہین غمگسار آتش

سو بار سخن کی مدح کرتا
گر دیکھتا ایکبار آتش

سینہ مین تپِ فراق سے آہ
بھڑکی دلِ داغدار آتش

مین سوختہ دل اگر ہون گریان
آنکھون سے ہو آشکار آتش

جلتا ہے حشم کا دل خدارا
آکر تو بجھا دے یار آتش

ردیف ص

تجھ سے ہے دل کو دلربا اخلاص
تو جو ملجائے دے مزا اخلاص

رنج مین ہم رقیب راحت مین
دیکھا بس بیوفا ترا اخلاص

ہے یہہ قسمت ہماری غیرون سے
پیشتر تو تمھین نہ تھا اخلاص

عہد و پیمان وہ سارے بھول گئے
ہائے دنیا سے اوٹھ گیا اخلاص

سینہ پر کوہ غم رکھا جانی
ہے ہمارے لئے بلا اخلاص

رہین غنچے نہ باغ مین خاموش
ہو اگر تجھ مین اے صبا اخلاص

تم بتون سے ملو نہ دیکھو حشم
بیوفاؤن سے کیا بھلا اخلاص

ردیف ض

کیون چھپاتے ہو تہ زلف معنبر عارض
مین ہون مشتاق دکھاؤ مہ انور عارض

اون سے جب بوسۂ رخسار طلب کرتا ہون
صاف آنچل سے چھپاتے ہین وہ ہنسکر عارض

کیا تردد ہے کہو تو مین ہون قربان تمہیں
آج کس وجہ سے پیارے ہین مکدر عارض

یار کے عارض روشن سے بھلا کیا نسبت
چاند سورج سے تو ہین نور مین بہتر عارض

کوکب بخت چمک جائے ہمارا اے ماہ
روزن در سے اگر دیکھ لین دم بھر عارض

دیکھکر ہائے مین بسمل کی طرحسے تڑپا
ہو گئے حق مین مرے صورت خنجر عارض

حسرت دید مین روتا ہون بمثال شبنم
مجکو دکھلائے خدا یا وہ گل تر عارض

رات دن دل مین حشم کے ہی یہہ حسرت ابتو
لب پہ لب ہون ترے عارض پہ ہون دلبر عارض

ہے مجکو گیسوے بت عیار سے غرض
تسبیح سے نہ کام نہ زنار سے غرض

کعبے سے ہی نہ خانۂ خمار سے غرض
رکھتے ہین ہمتو کوچۂ دلدار سے غرض

رکھتے نہین وہ عاشق ناچار سے غرض
عیسے کو حیف ہی نہو بیمار سے غرض

کیونکر نہ رکھون ابروے خمدار سے غرض
کسطور ہو جسے کہ نہ تلوار سے غرض

پڑھتا ہون ہجر یار مین ہر دم مین کچھ نہ کچھ
تسکین دل کو دیتا ہون اشعار سے غرض

آزادونکی طرح مین ہون سب سے کنارہ کش
مطلب نہ شیخ سے ہے نہ میخوار سے غرض

صحرا نورد ہے ترا دیوانہ اس لیے
رکھتے ہین آبلے بھی سر خار سے غرض

عشق دلی ہی رکھتے ہین اسواسطے حشم
دونون جہان مین احمد مختار سے غرض

ردیف ط

دکھلا رہا ہے اوسکا نکلکر بہار خط
لکھتا نہین صفائی کا اسوجہ یار خط

اپنی طرف سے اوسکو کدورت ہے اندنون
خط غبار مین ہمین لکھتا ہے یار خط

ریحان خجل ہو وقت نظارہ یقین ہے
وہ خوشنما ہی رخ پہ ترے گلعذار خط

قاصد کوئی پھرا نہین لیکر جواب حیف
بھیجے ہین مین نے اوس گل تر کو ہزار خط

آنکھون پہ گاہ سر پہ رکھون گاہ سینہ پر
آئے جو اوس صنم کا مجھے ایکبار خط

شہرہ جو ہے جہان مین ترے خط سبز کا
لکھتے ہین خط غبار مین سب گلعذار خط

سوز غم فراق اوسے کیا لکھون حشم
جلتا ہے صاف وقت رقم بار بار خط

ردیف ظ

حاصل نہ کس طرح ہو مجھے غمگسار حظ
دکھلا رہا ہے شربت دیدار یار حظ

اتنی خوشی نہ چاہئے اوس گل کے وصل کی
اے عندلیب دل نہین یہہ پایدار حظ

برگشتہ بخت ہون مجھے اتنا بتا صنم
یہہ حظ دایمی ہے کہ ہے مستعار حظ

اب کس لئے تڑپ ہے کہ دلبر کے وصل سے
پاتا ہے روز و شب تو دل بیقرار حظ

مدت کے بعد وصل صنم اے حشم ہوا
جی بھر کے اب اوٹھائیے لیل و نہار حظ

ردیف ع

اوس شعلہ رو کے سامنے کیا تاب لائے شمع
دیکھے جو انجمن مین ابھی تھر تھرائے شمع

اوس مہ جبین کی پیشانی انور جو دیکھ لے
ہو جل کے خاک دل مین وہ خفت اوٹھائے شمع

اوس گل نے شمع کی جو سنین بیوفائیان
یہہ حکم ہے کہ بزم مین آنے نپائے شمع

کس درجہ سنگدل ہے کہ وقت نمودِ صبح
کشتون کے پشتے آئے نظر زیرِ پائے شمع

تاثیر جذبِ الفت پروانہ دیکھیے
اپنا جگر جلاتی ہے محفل مین جائے شمع

سرکش ہوئی ہے زندگیِ مستعار پر
جب صبح ہوگئی تو فنا ہے لقائے شمع

منھ پھیر کر حشم سے جو پلٹے عجب نہین
مشہور ہے اندھیرا ہی زیرِ پائے شمع

ردیف غ

نازک ہے اسقدر ترا اے سیمبر دماغ
پاتا ہے بوئے گل سے بھی اکثر ضرر دماغ

ہین چارون ختم آپ پہ اے چارہ جوئے دل
غمزہ کرشمہ اور یہہ ترچھی نظر دماغ

دونون شبیہہ عارضِ پرنور یار ہین
کیونکر کرین فلک پہ نہ شمس و قمر دماغ

ہے نور روئے یار سے ہر چشم کو فروغ
بیجا نہین اگر کرے نورِ بصر دماغ

اوس گل کی زلف تک ہوا شاید گذر ترا
رہتا ہے چرخ پر جو نسیمِ سحر دماغ

سہتے ہین سب جفائین فدا جان کرتے ہین
اسپر بھی اوسکو ہم سے نہین کسقدر دماغ

کیا مینے کی خطا کہ یہہ بے مہری آج ہے
کل تک تو اتنا دو نہ تھا اے قمر دماغ

کر رحم اوسکے حال پہ اے بُت خدا سے ڈر
اپنے حشم سے دیکھ نہ اتنا تو کر دماغ

ردیف ف

جھونکون سے جو ہوا کے پریشان ہی یار زلف
دکھلا رہی ہے رُخ پہ ترے کیا بہار زلف

دل جب سے پھنس گیا ہی اوٹھاتا ہون پیچ و تاب
گویا ہوئی ہے حق مین مرے شکل مار زلف

دھوکا ہوا کہ سنبلِ تر مین کھلے ہین پھول
جلوہ نما ہوئی جو ترے زیر ہار زلف

بو نافۂ تتار کی آئی مجھے صبا
کھولی جو رشکِ گل نے مرے مشکبار زلف

آتا ہے رشک اوسکی رسائی پر اے حشم
جھک جھک کے بوسے لیتی ہے جو بار بار زلف

ردیف ق

ہون مین اس رنگ سے رخ کا ترے اے گل مشتاق
جیسے ہو جلوۂ گل کا دلِ بلبل مشتاق

جب سے ہے باغ مین شہرہ ترا اے رشکِ چمن
چشم و گیسو کے ہوے نرگس و سنبل مشتاق

نا تحہ آکے کسی روز پڑھو تربت پر
جانِ جان شام و سحر ہون مین پئے قُل مشتاق

ہر گھڑی جوششِ وحشت سے مجھے ان روزون
ہون مین زنجیر کا اے الفتِ کاکل مشتاق

اوسکا اب شوق زیارت مجھے تڑپاتا ہے
اے حشم ہند مین جسکے ہین جزو کل مشتاق

ردیف ک

دیکھین رہ انتظار کب تک
آئے گا وہ گلعذار کب تک

فرقت مین ہمین بتاؤ جانان
اپنے حسن جمال کی آہ
اوس آئینہ رو کے دلمین یارب

تڑپاؤگے برق وار کب تک
دکھلائینگے وہ بہار کب تک
مجھ سے رہیگا غبار کب تک

اپنے حشم حزین کو دبسہ
رکھوگے تم اشکبار کب تک

غیرون مین تونے پی مئے انگور صبح تک
کین منتین بھی سینکڑون لیکن تمام رات
موئے سفید موت کی کیونکر نہو دلیل

تڑپا کیا مین یہان بت مخمور صبح تک
پہلو سے ہمکو اوسنے رکھا دور صبح تک
ہے روشنی شمع کا دستور صبح تک

جس بات کی حشم کو ہی اوس سے التجا
ہرگز نکی وہ یار نے منظور صبح تک

وہ گل اندام ہے نازک یہان تک
وہ لینگے امتحان میرا کہان تک
ہزارون منتین کرکے مناؤن
تمھاری مانگ کا اے ماہ تابان
خمیدہ بار سے ہوگا یہ ڈر ہے
وہ ہون خوش لہجہ فرماوینگے تحسین
پتہ ملتا نہین اوسکے مکان کا

گران ہے اوسکے لب لو زبان تک
مین ہون دینے کو حاضر نقد جان تک
اگر پہونچون مین اوس نامہربان تک
کھنچا ہے طول شہرہ کہکشان تک
نہ لٹکا زلف کو موئے میان تک
جو پہونچیگا سخن اہل زبان تک
مین جا کر ڈھونڈ آیا لامکان تک

کرین کیا ہمسری اہلِ زبان سے
درست اصلا نہین جنکی زبان تک

مجالِ ہمکلامی کیا ہو مجھکو
دماغ اوس ماہ کا ہے آسمان تک

مین لاؤن فرق نازک کے مضامین
جو پہونچے ہات میرا فرقدان تک

رسائی ہو حشم کو جلد یارب
رسولِ مجتبیٰ کے آستان تک

مین جاتا آہ کیونکر اوسکے در تک
کہ سر کا تکیۂ غم سے نہ سر تک

رسائی کس طرح ہو اونکے در تک
کہ جا سکتا نہین وان نامہ بر تک

ہوئین کیا چار آنکھین اوس سے ایدل
کہ اب روتا ہون مین دو دو پہر تک

کمان ابرو نہ پوچھو صدمۂ ہجر
کہ پہونچا تیرِ غم قلب و جگر تک

نہ آیا وعدہ کر کے شب کو وہ گل
جلایا شمع سان مجھکو سحر تک

سنواروگے کہان تک گیسوون کو
کہ زلفِ لیل پہونچی ہے کمر تک

نیامِ تیغ بھاری رنگ لائی
کہ رونق پر ہین گلہاے سپر تک

وہ ضربِ تیغِ شاہ لافتا ہے
کہ پہونچی بلبلِ سدرہ کے پر تک

تری تسبیح سے کیونکر ہون غافل
ہین محوِ ذکر مرغانِ سحر تک

یہہ کس خوش قد کی آمد ہے چمن مین
کہ جھکتے ہین نہالِ پر ثمر تک

مجھے ڈر ہے لچک جائیگی دیکھو
نہ چھوڑو نازنین زلفین کمر تک

ریاضِ دوجہان مین تو ہے وہ گل
کہ بلبل ہین ترے حور و بشر تک

حشم پھولون کا گہنا کیا وہ پہنے
گران ہون جب رگ گلہاے تر تک

ردیف گ

ترے عارض کا ہے وہ بہتر رنگ
خوش نہین آتا کوئی دلبر رنگ

چاند پر ہے شفق ہوا یہہ گمان
جب گرا میرے گل کے رخ پر رنگ

وہ قمر ہے ہمارے پہلو مین
دیکھین کیا لاے چرخ اخضر رنگ

محفل یار مین جمے ہین وہ
اوکھڑے غیرون کا وان سے کیونکر رنگ

پی شراب اے حشم جو اوس گل نے
ہو گیا صاف رخ کا احمر رنگ

کسکے سوز عشق نے ای دل لگائی تن مین آگ
دشت بھی جلجلے اب ہی وہ مرے شیون مین آگ

بے نقاب اسدم ہی وہ بنگلہ مین حیرت مین ہین سب
کہتے ہین یہہ نور ہے یا چمکے ہی چلمن مین آگ

تاب رخ دیکھو نقاب اولٹی جو اوسنے باغ مین
شور مرغان چمن مین تھا لگی گلشن مین آگ

مانع نظارۂ رخسار یار زلف ہے
یا الٰہی کیون نہین لگتی دل رہزن مین آگ

ہوتا ابر وصل سے کشت تمنا گر ہرا
سوز فرقت کیون لگا دیتا مرے خرمن مین آگ

جلگیا ہون مین خیال روے آتشناک مین
شعلہ زن ہے یون بدن مین جسطرح گلخن مین آگ

آپ کے برق تبسم کی غضب تاثیر ہے
کیا عجب لگ جاے گر مہتاب کے خرمن مین آگ

رنگ پان دیکھا جو لبہاے مسی آلودہ پر / شفق اہل تماشا مین لگی سوسن مین آگ

زخم سوزان مین تو اسے جراح اب ٹانکے نہ بھر / مجکو یہہ ڈر ہے نہ لگ جاے کہین سوزن مین آگ

پہوٹ کھٹے ہین جبکہ رکھا یار کی تصویر کو / غل ہوا روشن ہوئی آئینۂ روشن مین آگ

جیسے آتش اے حشم پوشیدہ پتھر مین ہے / اس طرح میری طرف سے ہے دل دشمن مین آگ

پھونکے دیتی ہے شب مہتاب فرقت تن مین آگ / کس قیامت کی بھری ہے ماہ کے خرمن مین آگ

آپ ہنستے جاتے ہین لگ جائیگی گلشن مین آگ / پھونکے گی اے گل یہہ بجلی پھولون کے خرمن مین آگ

مشتعل ہے عشق روے یار کی یون تن مین آگ / جسطرح اے ہمدم روشن رہے گلخن مین آگ

لعل لب یاد آے کیا گلہاے لالہ دیکھکر / یکقلم پیارے نظر آئی ہمین گلشن مین آگ

بولے وہ گلگونہ ملکر چہرۂ پر نور سے / دیکھ او دیکھی نہو گر ماہ کے خرمن مین آگ

جھانکتا ہے بیحجابانہ جو یہہ اے شعلہ رو / رخ کے پرتو سے لگے گی ایکدن روزن مین آگ

پھول سب اوس رشک گل کے ہاتھ انگارے ہوے / صورت گلخن نظر آئی مجھے گلشن مین آگ

سرخ دندان ہین مسی آلودہ ہونٹون مین ترے / کیا غضب ہے ابر نیسان نے بھری دامن مین آگ

بے نقاب آکر جو بیٹھا سیر کو وہ شمع رو / جلوۂ رخسار تابان سے لگی چلمن مین آگ

شہرت سرخی لب سن سنکے اے رشک حسین / لگ رہی ہے کوہ پر یاقوت کے معدن مین آگ

اے حشم اشعار گرم اپنے اگر سن پائیگا / شعلہ ور ہوگی حسد کی سینۂ دشمن مین آگ

ردیف ل

چہرہ ہے قدِ یار مین اے بادِ صبا پھول
سروِ چمن حسن پہ کیا خوب کھلا پھول

تشبیہہ نئی مل گئی اسوقت ہنسی مین
گویا یہہ دہن آپ کا ہے اہ لقا پھول

من سانپ کے منھہ مین ہے یہہ دھوکا ہو ہمکو
کاکل مین جو اوس شوخ جفا جو نے رکھا پھول

حسرت ہے مجھے بعد فنا اے گلِ رعنا
تربت پہ مری آکے کسی روز چڑھا پھول

رکھتی ہے اثر رنگِ حنا کا یہہ ہمیشہ
دولت پہ نہ اے منعمِ نادان تو ذرا پھول

عارض پہ نہین ہے یہہ خطِ سبز نمایان
پنہان مری جان سبزۂ گلشن مین ہوا پھول

کشتۂ گلِ رخسارِ صنم کا ہے خدارا
تربت پہ حشم کی تو چڑھا بادِ صبا پھول

کہان جاتا ہے مجھے چھوڑ کے بسمل قاتل
ہر بُنِ مو لبِ فریاد ہے قاتل قاتل

تیغِ ابرو سے بنا دے مجھے بسمل قاتل
تا کہ مین بھی تو شہیدون مین ہون داخل قاتل

تیری انگشتِ شہادت نے کیا مجکو شہید
تیغے ہین یہہ نہین تیری انامل قاتل

بے حجابانہ دکھا چاند سا چہرہ مجکو
شکل سیماب ہے بیتاب مرا دل قاتل

ہون چراغِ سحری جلد خبر لے آکر
آخرت کی مجھے درپیش ہے منزل قاتل

کہکشان مانگ ہے اور زلف شبِ یلدا ہے
نجم افشان ہے تو چہرہ مہ کامل قاتل

کیا سبب چھوڑ دیا مجکو ستمگر تم نے
کیا تھا مین نہ تری تلوار کے قابل قاتل

اسقدر شوقِ شہادت ہی حشم کو ہردم
ہر بنِ مو سے صدا آتی ہے قاتل قاتل

ردیف م

بیٹھے بیٹھے اب تو گھبراتے ہین ہم
کوچۂ دلدار کو جاتے ہین ہم

آئے خود یا ہمین بلوائیے
دردِ فرقت مین موے جاتے ہین ہم

میٹھی باتون پر تری شیرین ادا
زہر کھائینگے قسم کھاتے ہین ہم

دیکھ لیتے ہین تصور مین اوسے
یون دلِ وحشی کو بہلاتے ہین ہم

جب رقیب آتا ہے تیری بزم مین
آتشِ غیرت سے جلجاتے ہین ہم

بے ترے کوچہ کے گھبراتا ہے آہ
لاکھ دل کو اپنے بہلاتے ہین ہم

جوشِ سودا جبکہ ہوتا ہے سوا
جانبِ صحرا چلے جاتے ہین ہم

فرقتِ جانان مین اب تو اے حشم
شعلۂ غم سے جلے جاتے ہین ہم

تنگ آ گئے ہین وصفِ دہان و میان سے ہم
مضمون چلکے پوچھین کسی بے نشان سے ہم

گر جان مانگتے ہو تو حاضر ہے لو ابھی
ڈرتے ہین اے صنم کہین اس امتحان سے ہم

اے گل شبِ وصال مین پیغامِ مرگ ہے
ہون کیون نہ تنگ مرغِ سحر کی اذان سے ہم

بھولین نہ بعدِ مرگ بھی لیجائین گر ملک
پھر آئین کوے یار مین باغِ جنان سے ہم

اک دل جو پاس تھا وہ کیا نذرِ جانِ جاں
سو دل تمہارے دینے کو لائیں کہاں سے ہم

زخمی کر گیا تیرِ نگاہِ عتاب سے
کیونکر گلا کرین بتِ ابرو کمان سے ہم

دلجوئی تو کرے نہ کرے اختیار ہے
جائینگے جیتے جی نہ ترے آستان سے ہم

خلوت مین مطلقاً ہمین ہوتا نہین ملال
باتین جو سخت سنتے ہین تیری زبان سے ہم

ہر لحظہ اے حشم یہہ خدا سے ہے التجا
آنکھین ملین ضریحِ رسولِ خدا سے ہم

ہجر مین بیخود جو ہو جاتے ہین ہم
ہوش مین پہرون نہین آتے ہین ہم

ہے یہہ زورِ ناتوانی ضعف سے
جب کھڑے ہوتے ہین چکراتے ہین ہم

رخِ شبِ فرقت مین آتا ہے جو یاد
دل مہِ انور سے بہلاتے ہین ہم

گوہرِ دندان کا آتا ہے جو دھیان
مثلِ نیسان اشک برساتے ہین ہم

دانۂ خالِ سیہ پر پس گئے
اپنی نادانی پہ پچھتاتے ہین ہم

یاد آتی ہے جو بجلی کان کی
برق کی صورت تڑپ جاتے ہین ہم

غیر سے وہ گل تو ہنستا ہے وہان
خارِ غم دل مین یہان کہاتے ہین ہم

اک بتِ ابرو کمان کی ہے جو یاد
بیٹھکر گوشہ مین چلاتے ہین ہم

شوقِ وصلِ شمعرو مین اے حشم
مثلِ پروانہ جلے جاتے ہین ہم

غمِ ہجر سے آہ مرتے رہے ہم
مگر دم ترا جان بھرتے رہے ہم

نہ آیا جو وعدہ پہ وہ ماہ شب بھر
تجھے اے اجل یاد کرتے رہے ہم

جدائی مین اوسکی عجب رنج گذرے
کہ جینے سے اپنے گذرتے رہے ہم

یہہ تھا یار کا پاس نازک مزاجی
غم ہجر کہنے سے ڈرتے رہے ہم

حشم بام پر چڑھ کے جبتک کہ دیکھا
نگاہون سے اونکی اوترتے رہے ہم

نہ من وحشی نہ مجنونم نہ سودائی لب دارم
مرادہ شربت دیدار در عشق تو بیمارم

بلطفم ساقیا از ماسوایت بیخبر گردان
بجام بادۂ وحدت کنی مدہوش و سرشارم

بشوقت مے طپم جانان بنظارہ ہمین سوزم
برافگن پردہ از رویت کہ مشتاق دیدارم

دلم مائل شدہ بر زلف و خال آن گل رعنا
بہ دام و دانہ صیاد چون بلبل گرفتارم

نہ در بر دلبرم آید نہ تاب اندر دل آرامد
حشم با مرگ خود شادم کہ از جان سخت بیزارم

ردیف ن

جو آئینہ دل صفا دیکھتا ہون
تجھے جلوہ گر جا بجا دیکھتا ہون

صفا دل کی تونے جو مجکو عطا کی
نہ اپنے سے تجکو جدا دیکھتا ہون

تری شان و قدرت کو اے ماہ یکتا
ہر اک سمت جلوہ نما دیکھتا ہون

اگر سوے گلزار جاتا ہون اے گل
تو ہر گل مین تیری ہوا دیکھتا ہون

گذرتا ہون جب راہ سے میکدے کی — تو مستون کو نشہ ترا دیکھتا ہون
جو مسجد مین جاتا ہون شیخ زمانہ — وہان زاہد پارسا دیکھتا ہون
بتاؤن تمھین حال کیا اے عزیزو — کہ ہستی کے عالم مین کیا دیکھتا ہون
حشم یہہ تجلی سمائی نظر مین
جہان دیکھتا ہون خدا دیکھتا ہون

احمد کہین کبھی اونھین کہہ مصطفی کہین — شمس الضحی کہین کبھی بدر الدجی کہین
والفجر مدح جبہۂ پاک حضور ہے — والشمس کے سوا رخ زیبا کو کیا کہین
ہادی کیا خدا نے تمھین جن و انس کا — ہم نور حق کہین تمھین یا رہنما کہین
ہمکو زیارت آپکی جسدم نصیب ہو — لبیک آکے یا شہ ہر دوسرا کہین
بہر شفاعت حشم خستہ جان شہا
محشر مین حق سے آپ برائے رضا کہین

کسطرح ٹھیرے ہمارا یہہ دل زار کہین — حیف ہے ہم ہین یہان ہین وہ بت عیار کہین
وہ بت سنگ جگر آہ ہنسا سن سنکر — سختیان ہجر کی جب اپنا دل زار کہین
چشم و ابرو کے اشارے نکرو غیرون سے — خوف ہے مجکو کہ چلجاے نہ تلوار کہین
بال گیسو کے نہ چہرہ پہ نہا کر چھوڑو — چاند آئے نہ تہ ابر گہر بار کہین
وعدہ آنیکا جو کرتے ہو مجھے یہہ ڈر ہے — یار سن پائین نہ اس بات کو اغیار کہین
دل تڑپتا ہے مرا بہر نظارہ ہر دم — آ نکلین جلد نظر یار کے رخسار کہین

اے حشم ہجر زیارت مین سدا روتا ہون
یاد فرمائین مجھے احمد مختار کہین

دیکھو رولاؤ مجکو خدا کی قسم نہین
اچھی یہہ بار بار نہین اے صنم نہین

کس دم نگاہ یار مین ایدل ستم نہین
کہتا ہے کون اوس لب شیرین مین سم نہین

کیونکر نہ حاملان فلک الحذر کہین
سوزش مین آہ نار جہنم سے کم نہین

جب سے سنا ہے یار کو موجود ہر جگہہ
کچھ اشتیاق معبد دیر و حرم نہین

حامی ہین جسکے احمد مختار اے حشم
بخشش کا اوسکو روز قیامت الم نہین

کسکو ترے فراق مین سوز جگر نہین
وہ کون ہے جو غم مین ترے نوحہ گر نہین

اسکا ہماری آنکھ مین کس روز گھر نہین
تار نگاہ ہے یہہ تمھاری کمر نہین

پروانہ حزین کو ترے زیست کی امید
ان روزون ہائے مثل چراغ سحر نہین

آتا نہین ہے چین دل داغدار کو
پہلو مین اے حشم جو وہ رشک قمر نہین

یہہ آرزو ہے کہ اوس ماہ سے دو چار ہوئین
کہ جسکے واسطے دن رات بیقرار ہوئین

تمام تر ہین گریبان و آستین دامن
فراق یار مین اسدرجہ اشکبار ہوئین

ہوئی ہے آہ جو اوس بحر حسن سے دوری
مثال ماہئی بے آب بیقرار ہوئین

اڑاتی ہے مجھے خاشاک کیطرح سے ہوا
غم فراق مین ایسا نحیف و زار ہوئین

ہوا ہے غرق تری چاہ مین جو دل اگل
نظر مین ہر کس و ناکس کی شتل خار ہو نین

کیا ہے چاک گریبان مین ناصحا جو رفو
تمھین کچھ اسکی بھی ہے فکر دلفگار ہو نین

دعا خدا سے حشم کی ہے بس یہہ شام و سحر
کہ قبر شاہ شہیدان پہ جان نثار ہون مین

اے گل تری شکل بر زندا ہون
بلبل ترے واسطے بنا ہون

مین شام سے یاد شمعرو مین
پروانہ کی شکل جل رہا ہون

مین چادر نیلگون گردون
ٹکڑے کرون آہ سے جو چاہون

امید یہہ ہے کہ بعد مردن
مرقد مین بھی اوسکے زیر پا ہون

سنبل کی طرح سے ہون پریشان
زلفون مین حشم جو مین پھنسا ہون

ماہرو جور و جفا کرتے ہین
کون کہتا ہے وفا کرتے ہین

سینکڑون صید وہ صیاد دم
ترچھی نظرون سے کیا کرتے ہین

کشتۂ تیغ ادائے جانان
حشر ہر روز بپا کرتے ہین

تو وہ قاتل ہے کہ در پر تیرے
خون کے نالے بہا کرتے ہین

یاد مین کاکل و رخ کی جانان
نالے ہم صبح و مسا کرتے ہین

قتل کرکے ہمین وہ آئینہ رو
نام کو اپنے جلا کرتے ہین

گیسوے یار کی بو سے کر مست
منتین تیری صبا کرتے ہین

عوضِ آب تری فرقت مین خونِ دل اپنا پیا کرتے ہین
یہہ نحافت ہے تنِ لاغر مین تارِ بستر بھی چھپا کرتے ہین
کھا کے گُل مر گئے فرقت مین جو ہم قبر پر پھول چڑھا کرتے ہین

اوسکی فرقت مین حشم اِن روزون
اشک آنکھون سے بہا کرتے ہین

قطعہ

اے حشم بوسے نہ لینا رُخ پر بال زلفون کے رہا کرتے ہین
چھیڑنا دیکھہ نہ اونکو ہرگز کالے یہہ بن کے ڈسا کرتے ہین

کیا مین شکایت اوس بُت بے پیر سے کرون شکوہ جو کچھ کرون فلکِ پیر سے کرون
فیضِ طپش سے اپنا وہ لہجہ درست ہے اہلِ حسد کو بند مین تقریر سے کرون
رہتی ہے یاد ابروے جانان ہر ایکدم کیونکر گریز آب دمِ شمشیر سے کرون
ہون وصل سے مین اوس بُتِ خوشخط کے بے نصیب کیونکر گلہ نہ منشی تقدیر سے کرون
اے غیرتِ پری یہہ ارادہ ہے ہر گھڑی تسخیر تجھکو مین کسی تدبیر سے کرون
اے جان دل مین ہے کہ نہ پاؤن مین جب تجھے اظہار حال مین تری تصویر سے کرون
ہنگام گفتگو اگر آ جائے سامنے بُلبُل کو بند باغ مین تقریر سے کرون
بسمل صفت طپان ہے شکاری کو کسطرح آگاہ حالتِ دلِ نخچیر سے کرون
ادنی اشارہ دون رُخِ جانان کے ضَو سے مین جب میل دُور چاند کی تنویر سے کرون
غافل اگر وہ حال سے میرے ہو اے صبا ہُشیار اوسکو آہ کی تاثیر سے کرون

مٹی جو بوتراب کے در کی مجھے ملے
ہرگز بدل نہ مین اوسے اکسیر کرون

سب ملتے رہے اونھین اوستاد اے حشم
کیونکر کنارہ میر کی توقیر سے کرون

نہین ابروے یار زلفِ دوتا مین
مہِ نو چمکتا ہے کالی گھٹا مین

اثر کاش ہوتا جو آہِ رسا مین
تڑپتے نہ ہم فرقتِ دلربا مین

لحد مین برابر ہین اعلےٰ وادنیٰ
پسِ مرگ کیا فرق شاہ و گدا مین

کہا مشک نے زلفِ سیہ کو تو اوسنے
مری مشکین بندھوائین اتنی خطا مین

وفادار اے گل وہ مین ہون پسِ مرگ
رہیگا مرا ذکر اہلِ وفا مین

سترلفون سے بڑھکر کمینہ ہو کیونکر
عیان ہے جو ہے فرق زاغ و ہما مین

نہ دوڑو مرے نازنین مجکو ڈر ہے
نہ اولجھے کہین زلف علخال پا مین

فقیری ہوئی جب سے منظور ہمکو
نہین فرق کچھ خاک مین اور طلا مین

ہر اک لحظہ کملی مین ہم مین سبکدوش
امیرون کو عشرت ہے بھاری قبا مین

پسند اوسکو بس آگئی خاکساری
گیا جو کوئی ملک صبر و رضا مین

ہے لعلِ لب و زلف مشکین کا شہرہ
یمن مین بدخشان مین ملکِ ختا مین

ستارون مین جیسے قمر کا ہو جلوہ
تنِ یار ہے یون چکن کی قبا مین

یقین ہے حشم کو شفا ہو مسیحا
ترا جھوٹا پانی ملے جو دوا مین

شرم طرفہ حجاب رکھتے ہین
وصل مین بھی حجاب رکھتے ہین

اون پہ شیدا ہین کیون نہ پیر و جوان
ماشاء اللہ شباب رکھتے ہین

زلف پیچان کی یاد ہے جب سے
دل مین ہم پیچ و تاب رکھتے ہین

ہمدمو ہم تو دور ساقی ہین
روز دور شراب رکھتے ہین

جبکہ آتے ہین سامنے اونکے
نذر دل کے کباب رکھتے ہین

کہتے ہین آبلے مرے دل کے
آبرو کیا حباب رکھتے ہین

جب مجھے دیکھتے ہین وہ ایدل
صاف مُنہ پر نقاب رکھتے ہین

غنچۂ گل کہون مین کس مُنہ سے
وہ دہن لاجواب رکھتے ہین

ق

اون سے پوچھا کسی نے آپ سے کون
واسطہ اے جناب رکھتے ہین

ہنسکے بولے کہ ایک وحشی ہین
دیدۂ دل پُرآب رکھتے ہین

کہا اوسنے حشم تو بولے کہ ہان
وہی خانہ خراب رکھتے ہین

الفتِ قدِ یار رکھتے ہین
دل سے ہم شوق دار رکھتے ہین

پاس غیرون کو یار رکھتے ہین
پھول پہلو مین خار رکھتے ہین

صاف ہمکو بھی ہے ملال اونسے
وہ جو ہم سے غبار رکھتے ہین

ہم ترے ہجر مین ہر اک لحظہ
چشم کو اشکبار رکھتے ہین

آنکھین کس طور بند ہون اپنی
ہم ترا انتظار رکھتے ہین

مار گیسو دکھا کے یہہ گرد
دل عاشق کو مار رکھتے ہین

وہ چلے جو ادبحار ار پستان
باغ مین رشک انار رکھتے ہین

ہم وہ مجنون ہین حسرت پابوس
دشت وحشت کے خار رکھتے ہین

دھیان جب ہے تیغ ابرو کا
سینہ و دل فگار رکھتے ہین

دشت وحشت مین پھرتے ہین تنہا
دوست نے غمگسار رکھتے ہین

یاس و اندوہ و حسرت و حرمان
ہم یہی چار یار رکھتے ہین

نہین وہ گل وصال پر راضی
ہم تمنا ہزار رکھتے ہین

ہم سے اونکو کنارہ ہے افسوس
غیرون کو بکنار رکھتے ہین

لعنت جان بھی انھین نہین پایا
جو حسینون سے پیار رکھتے ہین

مہربان ہے جو اے صبا وہ گل
دل مین ہم افتخار رکھتے ہین

اے حشم جو بری ہین سرقہ سے
شاعرون مین وقار رکھتے ہین

نالے اے جان پس دیوار کرون یا نکرون
فتنۂ خفتہ کو بیدار کرون یا نکرون

کشتۂ چشم ہون اک غنچہ دہن کا واللہ
گریہ کیون نرگس بیمار کرون یا نکرون

خوف ہے مجکو تو اوس گل کے خفا ہونیکا
قصد گریہ دل افگار کرون یا نکرون

محفل یار مین رہتا ہے ہجوم اغیار
اوسکو رسوا سر بازار کرون یا نکرون

شوق اب یار کو ہے بادہ کشی کا ایدل
گھر مین خمخانہ مین تیار کرون یا نکرون

جی مین ہے موتیون کا ہار او سی جھجون مین
چشم کو اپنی گہر بار کرون یا نکرون

مہربان وہ مہ تابان ہے چشم از روزن
صدمہ دل کو مین اظہار کرون یا نکرون

ہم اونکے صدمۂ فرقت اوٹھا کے بیٹھے ہین
جگر کو جان کو دل کو جلا کے بیٹھے ہین

ادھر ادا سے وہ زلفین بنا کے بیٹھے ہین
ادھر فرشتے ہماری قضا کے بیٹھے ہین

خیال زلف مین اوس دلربا کے بیٹھے ہین
ہم اپنے ہاتون سے منہ مین قضا کے بیٹھے ہین

یہہ مار زلف بھوون پر کب آکے بیٹھے ہین
کمانین آپ کے زخمی چڑھا کے بیٹھے ہین

تمہارے عارض پُر نور پر نہین زلفین
متاع حسن پہ دو مار آکے بیٹھے ہین

قریب روے عرقناک ہین ترے گیسو
یہہ پانی پینے کو ٹکڑے گھٹا کے بیٹھے ہین

فلک پہ شمس و قمر سامنے نہین تھمتے
جو رخ سے آج وہ زلفین ہٹا کے بیٹھے ہین

گھٹا کے پاس عیان جلوۂ شفق ہوگا
وہ پان کھاتے ہین لاکھا جما کے بیٹھے ہین

ترے فراق مین اے شاہ ملک رعنائی
ہم آہ کشور دل کو لٹا کے بیٹھے ہین

وفور رنج سے چہرہ اوتر گیا میرا
حضور آپ جو تیوری چڑھا کے بیٹھے ہین

یقین ہے کسی خونی جگر کا خون ہوگا
کہ آپ پانو مین مہدی لگا کے بیٹھے ہین

خفا جو آپ ہین ہم سے تو غم نہین ہمکا
کہ ہاتھ جینے سے ہم بھی اوٹھا کے بیٹھے ہین

دوبارہ تازہ نکیونکر ہون زخم کے انگور
ہمارے قلب و جگر کو وہ تا کے بیٹھے ہین

قریب آئینۂ رخ کب ہے جلوہ آنکھون کا
حلب کے پاس یہہ آہو خطا کے بیٹھے ہین

مین اس گھڑی ہوا جاتا ہون جامے سے باہر
جو آپ اوڑھے دوپٹہ نہا کے بیٹھے ہین

ذرا ٹھہر ملک الموت دم تو لینے دے
ہم انتظار مین اک دلربا کے بیٹھے ہین

حشم اوٹھینگے نہ اب در سے مثل نقش قدم
چراغ رخ سے ترے لو لگا کے بیٹھے ہین

اپنے پہلو مین جو وہ رشکِ قمر آتے نہین
پھر دن ہم کبھی ہوش مین اے نامہ بر آتے نہین

غیر کی صحبت مین تمکو دیکھکر اے رشکِ گل
کب مری آنکھون مین آنسو آہ بھر آتے نہین

جب سے دیکھی ہے لب و دندان جانان کی بہا
خوش کسی صورت مجھے لعل و گہر آتے نہین

ناتوانی نے بچا رکھی ہے اب تک جانِ زار
لاغری سے ہم اجل کو بھی نظر آتے نہین

خون بہتا ہے جو یادِ تیر مژگان مین صنم
آہ خشکی پر مرے زخمِ جگر آتے نہین

ہون ہرے نخلِ تمنا یہہ تمنا ہے مگر
میری کشتِ آرزو پر ابرِ تر آتے نہین

وارہین کب تک یہہ چشمِ منتظر اے دلربا
وعدے ہمسے روز کرتے ہو مگر آتے نہین

جوش دیکھا ہے جو اپنی چشم طوفان بار کا
رشک سے آگے ہمارے ابرِ تر آتے نہین

ہم خبر سنکر ترے آنیکی کسدن ہا ہر
راہ جاروبِ مژہ سے صاف کر آتے نہین

بے تکلف جلکے لاؤنگا مین اونکو قاصدا
شرم کے باعث اگر وہ میرے گھر آتے نہین

اے صنم غنقا رخامہ ڈھونڈھتا ہے رات دن
سامنے لیکن بھنا مین گر آتے نہین

اوس مسیحا سے زبان کی ہے گہ خنجر دیہری
اب تو سامان میرے جینے کے نظر آتے نہین

اے حشم تو دو دولتون سے کیا امید نہین

جو نہالِ تازہ ہین اون مین ثمر آتے نہین

آنکھون کے سامنے جو بُتِ نازنین نہین
دل میرا آہ غم سے ٹھہرتا کہین نہین

اسکو جو رُخ سے نسبتِ مہرِ مبین نہین
ابرو نہین ہے چشم نہین ہے جبین نہین

وہ سینہ کیا جو عشق ترا جاگزین نہین
بیکار وہ مکان ہے جسمین مکین نہین

سنکر سوال وصل مرا غیرتِ چمن
لاتا ہے بار بار زبان پر نہین نہین

تارے چمکتے ہین یہہ قریب آفتاب کے
افشان کا حسن ماتھے پہ اے مہ جبین نہین

کس کام کا وہ دل ہے نہین جسمین تیری یاد
پیارے صدف خذف ہے جو دُرِ ثمین نہین

پروانہ شمع بلبل وگل جن ملک بشر
خالی تمہارے عشق سے اے مہ جبین نہین

دل پر جو کچھہ قلق ہے بیان کس سے کیجیے
اپنا کوئی شفیق نہین ہمنشین نہین

کہتے ہین سب کہ تیغ پہ گویا رکھی ہے باڑھ
آنکھین تمھاری جانِ جہان شرمگین نہین

کسطور اپنی جانِ حزین تن سے ہو جدا
بالین پہ میرے یار دمِ واپسین نہین

اختر کی ضو قریب مہِ نو ہے جلوہ گر
خالِ حضورِ چین جبین کے قرین نہین

نامِ خدا وہ حسن خدا نے دیا تجھے
تجھسا ریاضِ دہر مین کوئی حسین نہین

صدمے فراق یار کے سہتا ہون راتدن
مجھسا جہان مین کوئی بھی زار و حزین نہین

پہلو کو چاک کرکے دکھاؤن مین حال دل
کیا جوشِ عشق کا مرے تمکو یقین نہین

کوثر کا جام اوسکو ملیگا نہ زینہار
ایدل جسے کہ الفتِ یعسوب دین نہین

سنبل کے بیچ پھول ہین نرگس کے جلوہ گر
یہہ زیر زلف چشمِ بتِ شرمگین نہین

خم ہو گئی ہے شل کمان اندنوں کمر | سید ھا جو ہے وہ بُت گوشہ نشین نہین

داد سخن طلب کرون کس سے مین احشم
نا سنج نہین غنی نہین سید وحزین نہین

قتل عشاق اگر ثواب نہین | جان جان جسم بھی عذاب نہین
بے سبب دلکو اضطراب نہین | بر مین وہ رشک ماہتاب نہین
پھول نرگس کے کچھ شگفتہ ہین | یار کی آنکھین نیم خواب نہین
ہین یہہ دریاے حسن کی موجین | رُخ پہ زلفون کے پیچ وتاب نہین
کسی عاشق کا زین مین جانان | حلقۂ چشم ہے رکاب نہین
توسن حسن پر سوار ہے تو | اور مشتاق ہمرکاب نہین
یون تو سب عضو یار ہین بیمثل | پر دہن کا ترے جواب نہین
ہجر ساقی نا وش مین صبا | مجکو کیفیت شراب نہین
نہین معلوم خط دیا نہ دیا | نامہ بر مرگیا جواب نہین
تو رہے دور غیرت مہتاب | اتنی دل کو ہمارے تاب نہین
یوسف مصر کس حساب مین ہے | ایک تو ہے کہ بس جواب نہین
آج خورشید کیون نہین نکلا | کہین وہ مہ تو بے نقاب نہین

رحم کیجے حشم پہ بہر خدا
رنج سہنے کی اسکو تاب نہین

مجھسے ہوجاتا ہے جسوقت جدا تو جانان
نیند آتی نہین مجکو کسی پہلو جانان

زلف کیون آپ نے لٹکائی خمِ ابرو پر
ربط رکھتا نہین کچھ سانپ سے بچھو جانان

الفتِ زلف سیہ مین کہین اسلام نجاے
کعبۂ دل مین در آئے ہین یہہ ہندو جانان

چین آیا نہ مجھے راتون کو تا آخر ماہ
ماہ نو دیکھکے یاد آئے جو ابرو جانان

سمجھے ہم تارِ نظر موے کمر کو تیری
فہم مین اپنے نہین فرق سرِ مو جانان

یاد پھر رہنے لگی ہمکو تری ابرو کی
دل مین گھر کرنے لگا آہ یہہ بچھو جانان

ڈھونڈھتا چرخ پھرا مشعلِ انجم لیکر
کوئی تجھسا نہ ملا خلق مین ہمسر و جانان

آہ روتا ہوا پھرتا نہ ترے کوچے مین
اپنا ہوتا دلِ مضطر پہ جو قابو جانان

رشک گلزار ہے داغون سے حشم کا ابدال
سیر چاہو تو کرو چیر کے پہلو جانان

ہے جو قیدِ زلف کی شادی مری تقدیر مین
غل مبارکباد کا ہے خانۂ زنجیر مین

اے کمان ابرو کیا ہے صید کس مایوس کو
ہے نگاہِ یاس کا عالم جو تیرے تیر مین

خوب رویا حال مجھہ گریان کا جب لکھنے لگا
کاتبِ قسمت کی ہچکی بندھ گئی تحریر مین

کشتۂ برقِ نگاہِ گرم ہون اے آسمان
میرے نالے صاعقہ سے کم نہین تاثیر مین

خواب مین دیکھی ہے جب سے اوس بتِ کافر کی زلف
شل سنبل ہے پریشانی مجھے تعبیر مین

چاہنے والے کہین دیکھین اگر اوسکی شبیہ
حسنِ یوسف ہے بجاے رنگ اس تصویر مین

ایک دن قصرِ بدن بھی خاک مین ملجائیگا
شمع سے بنیاد یہ مصروف ہو تعمیر مین

دیکھکر بہزاد مجھہ گریان کا نقشہ کھینچیا
چشم تر کی جا ہون دو دریا کی تصویر مین

کہتے ہو آتے مگر سلجھین نہ زلفین رات بھر
اے صنم کیا پیچ ہین نام خدا تقدیر مین

دل ہے یون غربال اب تیر نگاہ یار سے
جیسے ہون روزن ہزارون دام آہوگیر مین

دست قاتل مین حشم ہے یون دلِ ناکام مرا
جیسے ہوتا ہے گل شمع سحر گلگیر مین

وہ ہم پہ کرین لطف و کرم ایسے نہین ہین
اغیار کی نسبت ہون ستم ایسے نہین ہین

کین منتین بوسہ کی طلب مین تو یہہ بولے
وہ اور ہین بس جائیے ہم ایسے نہین ہین

بے سعی حضور ایزد باری مجھے بخشے
اعمال مرے شاہ امم ایسے نہین ہین

ہم عاشق صادق ہین کبھی کوے وفا سے
سرکائین سر مو بھی قدم ایسے نہین ہین

منہ پھیر لین عشق رخ پرنور سے تیرے
ہم مصحف عارض کی قسم ایسے نہین ہین

زخم ابروے خمدار کے بھر آئین یکایک
اس تیغ دو دم کے دم و خم ایسے نہین ہین

جیسے ترے رخسار ہین اے غیرت گلشن
سچ تو یہہ ہے گلہاے ارم ایسے نہین ہین

ہے سخت یہہ مشکل کہ جو ہم دل سے بھُلادین
ہجر بت عیار کے غم ایسے نہین ہین

گو لاکھون مین ہین رند مگر کچھہ تو ہے غیرت
پھر جائین جو گھر اونکے حشم ایسے نہین ہین

ابر ہو مے ہو چمن ہو ساقی و جانان بھی ہون
اب کہین پورے خدایا میرے یہہ ارمان بھی ہون

مانگ کو آراستہ افشان سے کیجے ماہرو
لطف ہے جو کہکشان مین انجم تابان بھی ہون

تیغِ ابرو کو اگر قاتل دکھائے بزم مین　　　ایک دو ہو جائین بسمل پانچ چھہ بیجان بھی ہین
جامِ ہو مینا ہوے ہو تو ہو پہلو مین مرے　　　کیا عجب ہے جو بہم اک روز یہہ سامان بھی ہین

اے حشم محبوب ہین رازِ عشق کو اگر
ہم چھپائین لاکھہ پر داغِ دل نہان بھی ہون

چمن مین جاکے ہم نظارۂ شمشاد کرتے ہین　　　تصور مین قدِ جانان کے دل کو شاد کرتے ہین
بھلایا گو ہمین اوسنے مگر ہم یاد کرتے ہین　　　کبھی چپ ہین کبھی گریان کبھی فریاد کرتے ہین
نہین آتے ہو تم جو سامنے آنکھون کے اے جانان　　　تصور مین تمھین ہم دیکھکر دل شاد کرتے ہین
مثالِ قمری وارفتہ ہم شیدائے قامت ہین　　　بجا ہے سر کو صدقہ مین جو ہم آزاد کرتے ہین
اگر بھولے سے یاد آتا ہے وہ رشکِ قمر ہمکو　　　تو گاہے سر پٹکتے ہین کبھی فریاد کرتے ہین
بیان کیا کیجیے ان مہ جبینون کی جفاؤن کا　　　غضب ہے دل پھنسا لیتے ہین اور بیداد کرتے ہین
کہین کیا ہنسکے باتون مین اوڑا دیتا ہے وہ گلرو　　　اکیلا پاکے جب ہم شکوۂ بیداد کرتے ہین
نتیجہ سرکشی کا ذلت و خواری ہے عالم مین　　　وہ عزت پاتے ہین جو خدمتِ اوستاد کرتے ہین

نہین معلوم کیا باعث کہ ان روزون مین اے قاصد
حشم کو آپ کیون اے رشکِ گل برباد کرتے ہین

زاہد اگر شراب کی باتین　　　کیسی روزِ حساب کی باتین
کیا کہین ہم شباب کی باتین　　　دوستو ہین یہہ خواب کی باتین
شبِ خلوت مین کیا غضب ہے صنم　　　کرتے ہو اجتناب کی باتین

ہات بھی جوڑے منتین بھی کین
نہ گئین پر حجاب کی باتین

کون ہمدرد ہے کہون کس سے
دل خانہ خراب کی باتین

دل مضطر سے میرے اے سیماب
سیکھہ لے اضطراب کی باتین

حوصلہ ہے جو تجکو ہم سے سیکھہ
برق کچھ اضطراب کی باتین

یاد آتی ہین آہ پیری مین
سب کو اپنے شباب کی باتین

غنچۂ دل نہ کیون شگفتہ ہو
ہین شگوفہ جناب کی باتین

قاصدا یار سے تو مل آیا
کہہ سوال و جواب کی باتین

کیا کہا بہر وصل سُن سُنکر
عاشق بیحجاب کی باتین

زاہد و زندگی مین عیش ہے شرط
کیسی روز حساب کی باتین

اے حشم رو رہا ہون کرکے یاد
آہ روز حساب کی باتین

بہار آئی ہے تازہ پھر گلستان ہوتے جاتے ہین
ہمارے زخم دل پھر آہ خندان ہوتے جاتے ہین

وہ ہمسے ہین خفا اغیار خندان ہوتے جاتے ہین
ہمارے آہ مرجانیکے سامان ہوتے جاتے ہین

ترے عارض پہ بال اگلے پریشان ہوتے جاتے ہین
جو گلشن تھے وہی اب سنبلستان ہوتے جاتے ہین

نمایان قامت موزون سے بستان ہوتے جاتے ہین
تعجب ہے ثمرور سرو بستان ہوتے جاتے ہین

ہمین جوش جنون ہے جمع ہین اطفال کوچونمین
تلاش سنگ ہے خالی دلبستان ہوتے جاتے ہین

ترے دیدار سے ہونگے مشرف اکدن اگلے
ہم اس شادی سے دلمین اپنے خندان ہوتے جاتے ہین

ہمین جوشِ جنون ہے بلبلو کیا پھر بہار آئی
مثالِ گل جو ٹکڑے جیب و داماں ہوتے جاتے ہین

ہمارے آنے جانیکی وہان شاید کہ بندش ہے
مقرر پہلے سے افزون جو دربان ہوتے جاتے ہین

شبِ وعدہ لگائی دیر آنے مین غضب تمنے
قریبِ مرگ اس غم سے ہم ایجان ہوتے جاتے ہین

نئے ناز و ادا ہین طرفہ طرزِ دلربائی ہے
عیان ہو ہو کے پردے سے وہ پنہان ہوتے جاتے ہین

جلا پائی ہے وہ آئینۂ رخسار جانان نے
جو صورت دیکھتے ہین صاف حیران ہوتے جاتے ہین

سنا ہے وہ دُرِ حسنِ صباحت آج آئیگا
مثالِ گل ہم اس مژدے سے خندان ہوتے جاتے ہین

جفا کے بدلے الطاف و کرم کی کب توقع تھی
مگر اوس گل کے ہمپر اتنو احسان ہوتے جاتے ہین

یہہ کب آئینۂ رخ پر ترے زلفِ پریشان ہے
حلب پر شام کے کالے نگھبان ہوتے جاتے ہین

خدا کا شکر ہے سنکر ہمارے دردِ فرقت کو
وہ چپ بیٹھے ہین اور دل مین پشیمان ہوتے جاتے ہین

نہ آئے آپ جو وعدہ پہ اِسکا کچھ نہین شکوہ
عبث دل مین حضور اپنے پشیمان ہوتے جاتے ہین

کرو انصاف دلمین ہم جو روتے ہین تو ہنستے ہو
مریضِ عشق کے اچھے یہہ درمان ہوتے جاتے ہین

تمھارے داغِ فرقت بھی عجب جلوے دکھاتے ہین
بن عشاق کے سرو چراغان ہوتے جاتے ہین

طبیبو وصلِ جانان پر شفا موقوف ہے اپنی
عبث بیمارِ فرقت کے یہہ درمان ہوتے جاتے ہین

رکھا ہے سامنے آئینہ محوِ خودنمائی ہین
وہ اپنے چہرۂ تابان پہ نازان ہوتے جاتے ہین

مزا جینے کا ایسے دوستون سے خاک حاصل ہو
لباسِ دوستی مین جان کے خواہان ہوتے جاتے ہین

تجھے پروا ہو کیونکر مجھ سے ملنے کی بھلا ایگل
ہزارون اتنو پیدا تیرے خواہان ہوتے جاتے ہین

یہہ کس شمشاد قد کی اے نسیمِ صبح آمد ہے
کہ نہرین موجزن ہین تازہ گلستان ہوتے جاتے ہین

جو کہتا ہے کوئی تمکو حشم بھی پیار کرتا ہے
یہہ سُن سُنکر وہ دل مین اپنے نازان ہوتے جاتے ہین

پہلی سی اوسکو ہم سے محبت رہی نہین
وہ چاہ اور وہ پیار وہ الفت رہی نہین

غصہ سے جان آنکھین دکھاتے ہو کسلیے
اب رنج اوٹھانیکی ہمین طاقت رہی نہین

شہرہ ترے جمال کا سن سنکے خلق مین
یوسف کی اب وہ چاہ وہ شہرت رہی نہین

سارے مزے شباب مین تھے ابتو دوستو
وہ ہم نہین رہے وہ طبیعت رہی نہین

شیرین ادا ہین جتنے مروت نہین اونھین
دل کے لگانیکی تو حلاوت رہی نہین

پیری مین کیا مزا ہے حسینونکی دید کا
لطفِ شباب اوٹھائے مین حسرت رہی نہین

اوس گل کے آگے سارے حسینان دہر مین
حق تو یہہ ہے کہ ناز و نزاکت رہی نہین

نو دولتو غرور ہے زر پر عبث تمھین
دیکھو کسیکے پاس یہہ دولت رہی نہین

سیراب جلد کیجئے آبِ وصال سے
اب مجکو تاب صدمہ فرقت رہی نہین

خود مطلبون سے دوستو ملنے کا لطف کیا
اصلا دلون مین مہر و مروت رہی نہین

جب سے رکھا ہے پانون محبت کی راہ مین
دیکھو حشم تمہاری وہ عزت رہی نہین

پھر آیا جنگلون مین ہمکو تو نے تندخو برسون
تمنا اب یہہ ہے باہم رہین ہم اور تو برسون

کدورت دور کر اب تو نہ دے صدمہ جلا اونکو
ترے رنجیدہ رہنے سے رہے جو خوش عدو برسون

کیا تازہ نہ ابر نوبہاری وصل سے تو نے
خزان دیدہ رکھا میرا نہالِ آرزو برسون

ملا اپنے مین ہمکو وہ جو دیکھا چشم عرفان سے ۔ میان دیر و کعبہ لاکھہ کی گو جستجو برسون

برآئین جب نہ دل کی خواہشین تو عین حسرت سے ۔ وظیفہ ہمنے رکھا آیۂ لاتقنطو برسون

مین ہون پابند لے گل الفت دست حنائی کا ۔ مری آنکھون سے ٹپکے لخت دل ہوکر لہو برسون

ملا نامہ بری کو جب نہ قاصد بھی کہین ہمکو ۔ گیا تب لیکے خط اوس رشک گل کے روبرو برسون

ہوا کم بھی نہ ہوگا ہے درد دل جانا تو کیا ممکن ۔ مسیحا سے رہے ہم دوستو گو چارہ جو برسون

وہ فرماتے ہین ہنس ہنسکر لو ن کیونکر بھلا اوس سے ۔ پھرا جو دربدر صحرا بہ صحرا کو بکو برسون

نہ کیون سمجھین تری چاہ ذقن کو چشمۂ حیوان ۔ رہی ہے خضر سے اور ہم سے آمین گفتگو برسون

ہمین توقیر سے اک روز تو محفل مین رہنے دے ۔ کہ دیکر گالیان کھوئی ہے تونے آبرو برسون

نہ ہرگز دوختہ چاک گریبان بعد رہو ۔ اگر سوزن کرے تدبیر انسان کی رفو برسون

نہین کوئی سماتا اے حشم چشم تحیر مین ۔ رہا ہے سامنے اپنے جو اک آئینہ رو برسون

غضب ہے اضطراب ان روزون قاصد یاد دلبر مین ۔ نہ باہر چین آتا ہے نہ راحت ہی مجھے گھر مین

ہمین گردش ہے یون ہجر بت خورشید پیکر مین ۔ کہ جیسے چرخ اخضر رات دن رہتا ہے چکّر مین

مین دون تشبیہہ کیونکر عارض پرنور جانان سے ۔ گہن کا صاف کھٹکا ہے مہ و خورشید خاور مین

نرکھتا باڑھ پھر کبریا شمشیر برّان پہ ۔ قیامت ہے جو سرمہ دوگے تم چشم فسونگر مین

مجھے اے دوستو آب گہر سے غسل دینا تم ۔ جو دم نکلا مرا یاد در دندان دلبر مین

پہنکر کامدانی کا لباس اوسنے کہا مجھ سے ۔ قمر کا حسن دیکھو کسقدر ہے فوج اختر مین

سنا ہے آسمان نے شہرۂ نازِ صنم جب سے
تمنا دید کی رکھتی ہے ہر دم اوسکو چکر مین

ازل سے پھر بیتابی ہوے جو آہ پیدا ہم
میانِ صغر سن مضطرب ہے آغوش مادر مین

ہلا تھا معجزہ جو تم باذن اللہ کا عیسے اکو
اثر ہے اے مسیحا دم تمھاری اب وہ ٹھوکر مین

یہان ہے شغل مے نوشی وہان بھی مین تشنہ ہون
یہی ہے عرض میری خدمتِ ساقیٔ کوثر مین

عبث ہو دولتِ دنیا پہ نازان منعمو سمجھو
پس مُردن تفاوت کیا گدا مین اور تونگر مین

جلا کرتے ہین ہر دم آفتابِ حشر کا کیا غم
اثر کب کرسکیگا وہ ہماری طبعِ خوگر مین

جہان کے تحفے جب عشاق لائے نذر کرنیکو
تو پھر نذرِ ہم سر لیچلے سرکار دلبر مین

رہائی چاہی جو صیاد سے فصلِ بہاری مین
کترنے کی لگائی شاخ اوسنے اور شہپر مین

اوڑا ایا مثل تنکے کی صبا نے مجکو جب چاہا
نحافت اسقدر اب ہوگئی ہے جسمِ لاغر مین

صبا نے خاک کو میری خدا جانے کہان پھینکا
غضب ہے بعد مردن بھی نہ رکھا کوے دلبر مین

جو برش ہے تری تیغ نگہ مین کب ہے اے قاتل
کٹا رہی ہین چھُری مین بانک ہین پیکان مین خنجر مین

نہ کیونکر خونِ دل آنکھون سے میری آہ جاری ہو
غضب ہے غیر نے مہندی لگائی پاے دلبر مین

جدائی مین بتِ غنچہ دہن کی کیون نہ روئین ہم
لکھا تھا رات دن رونا صبا اپنے مقدر مین

عجب کیا وقتِ مُردن بھی زبان سے میری یہہ نکلے
تمنا مجکو سونے کی رہی آغوش دلبر مین

تمھارے ہجر مین میری عجب حالت ہے اے جانان
کہ چہرہ زرد ہے لب خشک ہین اور درد ہے سر مین

عبث ہو کجروئیے گنبدِ دوار کے شاکی
حشم ہوتا وہی ہے جو کہ لکھا ہے مقدر مین

سخن سخت ہمین آپ جو فرماتے ہین
سچ ہے ہم دل کے لگانے کی سزا پاتے ہین

ہم تڑپتے ہین کبھی اور کبھی چلاتے ہین
کون در پر ہے وہ اتنا نہین فرماتے ہین

غیر کے آگے نہ چھڑیان کہین مارے وہ گل
صورت بید ہم اس خوف سے تھراتے ہین

دل کو دیکر بت بیرحم تجھے ہم افسوس
ہاتھ ملتے ہین پشیمان ہوے جاتے ہین

کلمے سخت وہ کہتے ہین مین چپ ہون افسوس
لب خاموش بھی کیا کیا مجھے سنواتے ہین

ہوکے آزردہ وہ جاتے ہین مناؤن کیونکر
غش پہ غش مجکو نقاہت سے چلے آتے ہین

مین بھی مرجاؤنگا بس زہر ہلاہل کھاکر
مجھ سے ملنے کی اگر آپ قسم کھاتے ہین

قند سے زہر نکلتا ہے غضب ہے قاصد
تلخ باتین لب شیرین سے وہ فرماتے ہین

اور کچھ کھایا ہو یا کھائین قسم لو ہم سے
غم کے کھانے کی قسم پر نہین ہم کھاتے ہین

ماحضر مین نہین کچھ عذر یہہ کہدو اون سے
ہم ہتیلی پہ دھرے نذر کو سر لاتے ہین

اے حشم داغ نئے دیتے ہین انکو گلرو
غیر کو پاس بٹھا کر ہمین اوٹھواتے ہین

زیب آغوش اگر وہ بت سفاک نہین
توسن عمر مرا کس لیے چالاک نہین

ابھی تازہ ہے مرے زخم جگر کا انگور
دیکھ اسکو بت مخمور تو اب تاک نہین

ذبح ہوکر بھی مجھے افسوس ہے محرومی کا
کیا سبب ہے کہ جو مین قابل فتراک نہین

خط مرا یار کو پہونچاوے تو اے طفل سرشک
نامہ بر تجھ سے کوئی اور تو چالاک نہین

اوس کے قطرون کا پھولون پہ ہی دھوکا مجکو
یار کے عارض گلرنگ عرقناک نہین

ق

ماہ سے چہرۂ جانان کو ہو نسبت کیونکر
سرمگین چشم نہین گوش نہین ناک نہین

رُخ کو بیوجہ جو دیتے ہو قمر سے نسبت
شاعرو کیا تمہین اتنا ابھی ادراک نہین

سرمۂ چشم غبارِ درِ جانان ہے مجھے
رتبۂ اکسیر کا نزدیک مرے خاک نہین

پند اورون کے لئے کرتے ہو تم آپ گناہ
واعظو نارِ جہنم سے تمہین باک نہین

خنجرِ ابروے خمدارِ صنم کے آگے
کیا سپر آہ مرا سینۂ صدچاک نہین

اے حشم شور ہے خوشگوئی کا تیری ہر سو
کون کہتا ہے بھلا شاعری کی دھاک نہین

عشاق جمع ہوتے ہین ٹھلائے جلتے ہین
خنجر بھی آج سان پہ کھنچوائے جاتے ہین

بیجا ہے ہم جو ہجر مین گھبرائے جاتے ہین
ایدل نوید وصل کے دن آئے جاتے ہین

بسمل تو کر چکے ہین مجھے تیغ ناز سے
پر قہر کی نظر ابھی دکھلائے جاتے ہین

تھی آرزوے بوسہ دمِ نزع جو مجھے
اب جام میری خاک سے بنوائے جاتے ہین

برسات چار ماہ کو ہوتی ہے پر یہان
مینہ دیدۂ پُرآب تو برسائے جاتے ہین

شاید کہ آیا باغ مین وہ آفتاب حسن
گل رشک سے ہزارون جو مُرجھائے جاتے ہین

موسیٰ کہان کجا وہ تجلئے برق طور
جلوے رُخِ حضور کے سب پائے جاتے ہین

رنجِ فراق و حسرتِ پابوس یار آہ
یہ دونون مل کے جانِ حزین کھائے جاتے ہین

پیارے ہین تیری زلفِ مسلسل کے شیفتہ
زنجیر پا سے ہم کہین گھبرائے جاتے ہین

تھا اونکو جو ہمیشہ سے یکتائی کا غرور
اب آئینہ کو دیکھکے شرمائے جاتے ہین

چھوڑو یہہ کج ادائیان محبوبو جفا کے طور
ہم جان تمکو دیکھلو سمجھائے جاتے ہین

فضلِ خدا ہے کسلئے گھبراتے ہو حشم
دن عیش کے بھی دیکھنا اب آئے جاتے ہین

باغ بھی نہر بھی ہم پیش نظر رکھتے ہین
دور وہ گل ہے یہہ افسوس مگر رکھتے ہین

دل مین ہم یادِ ذقن عشق کمر رکھتے ہین
چاہ مین دھیان عدم کا بھی مگر رکھتے ہین

ہم تری نذر کو ڈالی مین عوض پھولون کے
لختِ دل داغِ جگر تحفہ کے سر رکھتے ہین

دیکھون کیونکر نہ وہ خورشید جبین آئیگا
میرے نالے بھی قیامت کا اثر رکھتے ہین

تو وہ محبوب دلارام ہے ماشاء اللہ
عشق تیرا ملک و جن و بشر رکھتے ہین

شاخِ شبو مین کھلا پھول یہہ شک ہوتا ہے
گلِ نسرین کو وہ بینی مین اگر رکھتے ہین

باتون باتون مین جلا دیتے ہین کشتہ کرکے
لبِ جان بخش صنم طرفہ اثر رکھتے ہین

کہکشان مانگ ہے اور دانت ہین پیارے تارے
اس سبب داغ حسد شمس و قمر رکھتے ہین

جب کبھی بیٹھتے ہین پاس وہ میرے آکر
ہے غضب بیچ مین شمشیر و سپر رکھتے ہین

گاہ روتا ہے تڑپتا ہے کبھی فرقت مین
اپنے شیدا کی بھی کچھ آپ خبر رکھتے ہین

سرمگین چشم پئے قتل ہے کافی ہمکو
بارِ شمشیر یہ کیون رشک قمر رکھتے ہین

اوڑتے ہین سفلے بھی نخوت کی ہوا مین ابتو
شان اللہ کی ہے مور بھی پر رکھتے ہین

حسرت و یاس ہین کیونکر نہ بہاؤن آنسو
غیر پر ہائے وہ الفت کی نظر رکھتے ہین

کوئی ہمدرد نہ غمخوار نہ مونس کوئی
ہائے ہم کس سے کہین درد جگر رکھتے ہین

شوخ چشمون کی لگاوٹ پہ نہ شیدا ہو کوئی
زہر کا بنیٹھی نگاہون مین اثر رکھتے ہین

اے حشم ہوتے ہین سن سن کے پری تو تسخیر
تیرے اشعار بھی جادو کا اثر رکھتے ہین

ہے رنگ پان لبون پہ مسی کا نشان نہین
جلوہ فروز آگ ہے لیکن دھوان نہین

کیونکر نہ روؤن صورت شبنم بہار مین
گلشن ہے تخلیہ ہے وہ سرو روان نہین

کسوقت یاد آپ کی رہتی نہین مجھے
کب آنسوؤن کا چشمون سے دریا روان نہین

جب سے پسند کوچۂ جانان کی ہے ہوا
رغبت ہمارے دل کو سوے بوستان نہین

چھوٹون غم فراق سے قاتل کرے جو قتل
مرنے سے شاد ہون مجھے کچھ خوف جان نہین

اتنا نہ پھول حسن دو روزہ پہ رشک گل
وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہین

ہر لحظہ دل تڑپتا ہے سیماب کی طرح
پہلو مین ہائے جب سے وہ آرام جان نہین

اک غنچہ لب کے ہجر مین جینے سے تنگ ہون
اسوجہ رخ تو زرد ہے لب پر فغان نہین

جب سے گیا ہے رشک چمن اے حشم ترا
وہ چہچہے وہ رونق و زیب مکان نہین

پہلو مین جب سے ہائے مرا دلربا نہین
دم بھر کو دل سے درد جدائی جدا نہین

کیا صدمے ابتداے تعشق سے ہین سہے
ظالم ترے ستم کی بھی کچھ انتہا نہین

پھیلا ہے روے شمع پہ سمٹا ہوا دھوان
بالون کا جوڑا یار کے رخ پر کھلا نہین

ہو کر خفا وہ بولے اوٹھو یہان سے جاؤ تم
صاحب ہمارا کوچہ ہے مہمان سرا نہین

حسن و ادا و ناز مین یکتا اگر ہین آپ
مجھسا بھی جان نثار کوئی دوسرا نہین

سیرِ چمن خوش آئے بھلا کسطرح ہمین
آنکھون کے سامنے بتِ گلگون قبا نہین

حور و پری سے تجکو مین کیونکر مثال دون
اونمین یہہ بانکپن نہین اور یہہ ادا نہین

ہردم الم سے ہونٹ چباؤن نہ کسطرح
اوس گل نے بوسۂ لبِ شیرین دیا نہین

حالت جو ہجر مین ہے بیان کس سے کیجیے
غم ہے انیس اور کوئی آشنا نہین

ہم رو رہے ہین اور وہ ہنستے ہین غیر سے
اونکو خیال ہاے ہمارا ذرا نہین

یارب پلادے شربتِ دیدار یار کو
اسکے سوا حشم کی کوئی التجا نہین

چشمِ پُرخون ہجر مین ہے غمگسارِ آستین
دید کے قابل ہے اے گل اب بہارِ آستین

اشک ہین تردامنی سے ہمکنارِ آستین
آبرو بخشین گے دُرِ آبدارِ آستین

دوست بنکر ہو گیا دشمن رقیبِ روسیہ
مار ڈالیگا مجھے اک دن یہہ مارِ آستین

ہو کے آزردہ اگر جاؤ گے تارِ اشک سے
تر کرونگا مین ابھی ہر ایک تارِ آستین

زلفِ پیچان مین دلِ غمخوار اپنا پھنس گیا
رنج دیگا دیکھیے کیا بنکے مارِ آستین

چشمِ پرنم پر سدا عشاق دیتے ہین جگہ
رتبۂ رومال نے کھویا وقارِ آستین

پھر بھی ہمدوش اوس گلِ تر سے مجھے کر اے خدا
پھر بھی سونگھون مین شمیمِ مشکبارِ آستین

دوش پر گیسو نہ دکھلاؤ دلِ پُر داغ کو
زہر اس طاؤس کے حق مین ہے مارِ آستین

شوقِ نظارہ نکیون ہواے بتِ گلگون قبا
مین فدا ہون گورے بازو پر نثارِ آستین

جسکا مین زخمی ہون کاٹھی مین یہہ تلوار ہے — ساعد قاتل نہین زیب کنار آستین

پان کھا کر پیک پھینکی دل لگی سے یار نے — ہو بہارون پر نہ کیونکر لالہ زار آستین

ہجر جانان مین ہے زور ناتوانی اسقدر — دوش پر مجھکو گران ہوتا ہے تار آستین

یون وطن کو فخر ہے پائے حشم کشمیر سے
جسطرح ساعد کے باعث افتخار آستین

قسم ہے تمکو ہمارے سر کی کرو نہ غصے کی دیکھو بتیان — خطا جو ہمسے ہوئی ہو بخشو نہ روٹھو جانان لگاؤ چھتیان

ستم سے واقف نہین تھے تم تو یہہ کیا غضب ہے یہہ کیا ستم ہے — مجھے ہے پیارے کمال حیرت سکھائین کس نے یہہ تمکو بتیان

مثال شبنم کے ہائے غم سے اکیلا روتا ہون ہمنشینو — وصال جانان کی مجھکو جسدم وہ یاد آتی ہین پیاری راتیان

خیال جاتا نہین ہے دل سے ہر ایک لحظہ ہی یاد مجھکو — شکم ملایم وہ اوس پری کا وہ سخت اوسکی نکیلی چھتیان

سناؤن کسکو حشم یہہ قصہ خموش رہتا ہون پھرون غمسے
وہ پیاری پیاری وہ بھولی بھولی جو یاد آتی ہین اوسکی بتیان

سیر کیا خوش آئے ہجر یار مین — دل کو وحشت ہوتی ہے گلزار مین

رخ ہے اونکا گیسوے خمدار مین — ہے اندھیرا میری چشم زار مین

کیون نہ تڑپون انتظار یار مین — دم ہے لب پر حسرت دیدار مین

مجھکو تڑپاتا ہے کیون تلوار کھینچ — کام میرا کر تمام اک وار مین

عاشقون کے دل نہ کیون پامال ہون — ہین غضب کی شوخیان رفتار مین

سرخ تل ابرو مین اے قاتل نہین — خون کا دھبہ ہے یہہ تلوار مین

سرخرو غیرون کے آگے ہم ہوے
زیر گیسو نقرئی تعویذ ہے
اوسکے قامت سے قیامت ہے عیان
لعل لب کی یاد مین سودا ہوا
بہرہ ور ہین غیر مین ناکام ہون
باتون باتون مین پھنسا لیتا ہے تو
کیون نہ عقرب کا قمر مین ہو گمان
وہ مسیحا دم نہ آیا ہے ستم
ناز کرنا حسن پر اچھا نہین
آے اسد م وہ مسیحا دم اگر

پان اوس گل نے دیا جو پیار مین
من چمکتا ہے دہانِ مار مین
چال کیا بھونچال ہے رفتار مین
کیون نہ سر ٹکراؤن ہجر یار مین
ہاے کیا اندھیر ہے سرکار مین
ہے غضب جادو تری گفتار مین
لٹ ہے گیسو کی لبِ دلدار مین
جان گھبراتی ہے جسمِ زار مین
دیکھ لو یوسف بکے بازار مین
جان آئے میرے جسمِ زار مین

خوف محشر کا نرکھ دل مین حشم
رہ تو عشقِ احمدِ مختار مین

وہ غصہ سے تیغہ اوٹھاے ہوے ہین
تری تیغ ابرو و تیرِ مژہ سے
گہر کا قمر پر نہ کیونکر گمان ہو
عجب طرز پردہ مین ہے دلبری کی
نظر ہے کدھر اور رخ کس طرف ہے

تو شیدا ابھی سب سر جھکاے ہوے ہین
جگر اور دل زخم کھاے ہوے ہین
لبون سے وہ زلفین دباے ہوے ہین
وہ بیٹھے بھی ہین تو لجاے ہوے ہین
طبیعت کہین وہ لگاے ہوے ہین

نہ پہونچے تو اے آہ گھر تک عدو کے
یہہ ساتون فلک تو جلائے ہوے ہین

نہ کیون برق و سیماب یون تلملائین
مرے دل کے انداز بھائے ہوے ہین

رکھی باڑہ پھر آج تیغ نگہ پر
غضب کا وہ سرمہ لگائے ہوے ہین

وہ پیغامبر سے مرے ہنسکے بولے
یہہ کہنا کہ مہندی لگائے ہوے ہین

ڈراتے ہو کیون زلف پرخم سے ہمکو
یہہ کالے ہمارے کھلائے ہوے ہین

نہین غیر سے گر لوٹ تو کیا ہے
وہ کیون ہمسے آنکھین چرائے ہوے ہین

جلے گھر عدو کا سناتے ہین نالے
فلک آدین اپنی آئے ہوے ہین

چھپے کس طرح خاکساری ہماری
کہ کپڑے بھی خاکی رنگائے ہوے ہین

ہماری ہو کیا آبرو عاشقون مین
کہ نظرون سے اونکی گرائے ہوے ہین

حشم آج پھرتے ہین کچھ چپکے چپکے
کسیکے یہہ شاید ستائے ہوے ہین

وہ جلسۂ احباب مین گو آئے ہوے ہین
یہہ سن کا تقاضا ہے کہ شرمائے ہوے ہین

آنسو گرین اس کثرت گریہ مین کہان تک
اب لخت دل آنکھونمین مری آئے ہوے ہین

آمادہ ہین کیا پیچ مین لانیکو کسیکے
بیطرح یہہ کاکل ترے بل کھائے ہوے ہین

جس گل مین نہین نام کو بھی بوے لطافت
لو ایسے پہ یہہ حضرت دل آئے ہوے ہین

ڈر ہے نہ کہین نوح کے طوفان کو بھلادین
کچھ طفل سرشک آج جو مچلائے ہوے ہین

اللہ رے غیرون کے تصرف مین دل اونکا
بیٹھے بھی ہین وہ آکے تو گھبرائے ہوے ہین

تا رنجہ ہو قاتل نہ ترا بازوے نازک
گو لاکھہ سفارش کرے اونسے کوئی میری

ہم سر کو ہتیلی پہ دھرلائے ہوے ہین
سمجھینگے وہ کیا غیر کے سمجھاے ہوے ہین

خود رفتگی ہیو جہ بھلا ہوتی ہے کیونکر
انداز کسیکے تو حشم بھاے ہوے ہین

ردیف و

سونگھی ہے رشک گل جو ترے پیرہن کی بو
یوسف بھی دل سے کرنے کی خود التجا کرین

کیونکر خوش آئے ہمکو بھلا نسترن کی بو
سونگھین عزیز اوسکے جو چاہِ ذقن کی بو

گیسوے عنبرین کے تصور مین ای صنم
گل کیطرح خوشی سے دل تنگ کھل گیا

ہون بد دماغ سونگھ کے مشکِ ختن کی بو
لائی صبا جو اوس بتِ غنچہ دہن کی بو

ہو جائیگا یقین ہے معطر ابھی حشم
پہونچیگی جس دماغ مین تیرے سخن کی بو

وہ حورشیم آکے اگر زیبِ مکان ہو
مصروف جو وصفِ درِ دندان زبان ہو

بیشک یہہ مکان غیرتِ گلزارِ جنان ہو
مچھلی بنے پھر آب گہر مین وہ روان ہو

گل میرا اگر باغ مین گلگشت کنان ہو
جس جا کہ تری کاکل و دندان کا بیان ہو

آئے جو صبا موسمِ گل فصلِ خزان ہو
گھر آئے وہان ابر سیہ برق طپان ہو

گر تو شبِ تیرہ مین نکل آئے مکان سے
عشاق کو تجھہ پر مہِ تابان کا گمان ہو

قاصد نہین کوئی جو انھین بھیجو نین نامہ
ہان اشک وان خط مراتو لیکے رواں ہو

نظرون سے نہان رہتا ہی کیون ہے تجھے حسرت
اے رشک پری شیشۂ دل مین تو نہان ہو

ہمدرد ہے مرقد پہ جمانا گل لالہ
تا بعد فنا تربت عاشق کا نشان ہو

کشتہ ہوا گر تو بھی حشم تیغ رضا کا
فردوس مین بے شبہ عطا تجکو مکان ہو

مستعد وہ جو ہین ملنے کی قسم کھانیکو
ہم بھی موجود ہین سم کھانیکو مرجانے کو

اسطرف بھی تو ذرا پھیر دے پیمانے کو
ساقیا حق رکھے دایم ترے میخانے کو

تو وہ گل ہے کہ ہے شیدا دل بلبل تجھ پر
کیون نہو شمع جبین لو تری پروانے کو

صحبت غیر مین رہتے ہو مری جان ہر دم
خوب یہہ طور نکالا مرے تڑپانے کو

خود فراموش ہون مین یاد بت یکتا مین
ناصحا تو عبث آیا مرے سمجھانے کو

سوز دل سے تعلق ہی بت شمع جبین
کسنے پروانگی دی جلنے کی پروانے کو

وہ ترا حسن خداداد ہے شیدا ہوگا
جو سنیگا ترے اس حسن کے افسانے کو

بے ترے شہر مین ہی چین نہ صحرا مین قرار
جاؤن کس جا دل بیتاب کے بہلانے کو

بے خطر آکے لپٹ جاؤ گلے سے جانان
مین نہ مانونگا شب وصل مین شرمانے کو

جان جائیگی مری دیکھنا اکدن قاصد
غیر آئینگے اگر یار کے بہکانے کو

خلق مین عاشق لیلی تو ہے مجنون مشہور
جان جان کہتے حشم ہین ترے دیوانے کو

کسطور اپنے ہونٹون پہ شور و فغان نہو
ہم ہون چمن ہو نہر ہو وہ جانِ جان نہو

رونق ہے کب مکین جو زیبِ مکان نہو
بیکار بس وہ تن ہے کہ جس تن مین جان نہو

اے تیر آہ گوشون مین چلائین کیون نہ ہم
آنکھون کے سامنے جو وہ ابرو کمان نہو

دل سے مین شیفتہ ہون تمھارا تو اے حضور
کیونکر نثار تم پہ مرا نقدِ جان نہو

یارب ترے سوا کوئی اپنا نہین کفیل
کیا کوئی مہربان ہو جو تو مہربان نہو

سیدھا تو کیجئے ذرا تیرِ نگاہ کو
زخمی جگر مرا بُتِ ابرو کمان نہو

گردون ہمین ستاتا ہے بس جیمین ہے یہی
چلئے اب اوس زمین پہ جہان آسمان نہو

جاتا ہے بزمِ غیر مین وہ غیرتِ چمن
کسطور میری روح عدم کو روان نہو

کیونکر قرار آئے وہان مجکو اے حشم
رونق فزا جہان مرا جانِ جہان نہو

چھوڑ کر بلبلو گلستان کو
ہم تو جاتے ہین کوے جانان کو

دیکھ لینگے جو روے جانان کو
پھول پھر جائینگے گلستان کو

لبِ رنگین تمھارے اے جانان
داغ دیتے ہین لعل و مرجان کو

غیر پہنلتے ہین اوسے ملبوس
کیون نہ پھاڑون مین جیب و دامان کو

تیرے سودے مین اے گلِ رعنا
چاک ہمنے کیا گریبان کو

لبِ رنگین سے تیرے خجلت ہے
گل و یاقوت و لعل و مرجان کو

زلف پر ہم نثار کرتے ہین
سنبل الطیب و مشک و ریحان کو

گلِ مقصود سے کبھی جانا ن
نہ بھرا تو نے میرے دامان کو

تارے شرمندگی سے ہوگئے پنہان
تم چنو گے جو رُخِ پرافشان کو

اونکے عارض کا دھیان آتا ہے
دیکھتا ہون جو ماہِ تابان کو

ہم ہین اے جانِ عاشقِ ابرو
کیون دکھاتے ہو تیغِ بران کو

بلبلو دیکھکر چمن کی بہار
یاد کرتا ہون کوے جانان کو

رُخِ انور چھپا کے زلفون مین
کیون رولاتے ہو مجھ پریشان کو

اے فلک یار کی غلامی کا
لگ گیا داغ ماہِ کنعان کو

سختیان کر کے مجھپہ آہ صنم
منع کرتے ہو آہ و افغان کو

پیچ مین لاتے ہین عبث وہ ہمین
آہ دکھلا کے زلفِ پیچان کو

رُخ کا بوسہ اگر لیا ہو حضور
رکھدو ہاتھون پہ میرے قرآن کو

رُخِ روشن پہ کب ہے زلفِ سیہ
ربط کافر سے ہے مسلمان کو

حشمِ خستہ جان کہان جائے
چھوڑ کر شاہ تیرے دامان کو

جلوہ فگن جو وہ بتِ نازک بدن نہو
تازہ چمن مین شاخ نہالِ سمن نہو

وصفِ غزالِ چشم تو لکھہ جلد اے قلم
آنکھون کے آگے سے کوئی مضمون ہرن نہو

گردن نہ تیری مصدرِ خوبی ہو کس طرح
مصدر وہ کب ہے جسمین کہ آخر کو دن نہو

اتنا نہین کوئی جو کہے مجھ سے اے حزین
جاکر ہم اوسکو لاتے ہین تو نعرہ زن نہو

جب تک ہمارا کلک نہ مشاطگی کرے
آراستہ کسیکی عروس سخن نہو

اے بت جو تیرے کعبۂ ابرو کو دیکھلے
مایل صنم کدہ پہ دل برہمن نہو

پوشاک فاخرہ جو پہنتے تھے رات دن
عبرت کی جا ہے اونکو میسر کفن نہو

چلنا اکڑکے ناز سے اوس گل کا ہے بجا
حسن جمال کیا ہے اگر بانکپن نہو

اونکو کلام اپنا سناؤ نہ اے حشم
حاصل جنھین کہ لذت قند سخن نہو

کب سے روتا ہون مین ادھر دیکھو
حال تو میرا سیمبر دیکھو

اے حشم غور سے اگر دیکھو
جلوۂ حق کو جلوہ گر دیکھو

زیب قد کب ہے جلوۂ پستان
سرو مین ہین لگے ثمر دیکھو

نظر اندازیان ہین غیرون پر
ہمکو بھی یار اک نظر دیکھو

تمنے کی ہے وہ ناوک اندازی
چھن گئے ہین دل و جگر دیکھو

میرے رونیکا جو نہین ہے یقین
تم بھی جانان کسی پہ مر دیکھو

رہ گئے ہم اکیلے منزل مین
کر گئے ہمسفر سفر دیکھو

دور سے اپنے پاس آئے وہ
آہ کا میری یہ اثر دیکھو

میرے رونیکا حال کہدیجو
اونکو تنہا جو نامہ بر دیکھو

مجکو بیمار عشق جو سمجھے
اوٹھے بالین سے چارہ گر دیکھو

قاصدا جانا پاس جانان کے
پاسبان کو جو بیخبر دیکھو

کرو آہستہ رقص محفل مین — بل نہ کھاے اجی کمر دیکھو
حضرتِ دل ابھی نہ تڑپو تم — انتظار اونکا اور کر دیکھو
عیب بینی کرو نہ اپنا شعار — منصفو چاہیے ہنر دیکھو
منتظر ہین نگاہِ مہر کے ہم — تم خدا کے لئے ادہر دیکھو
مانو کہنا کرو نہ جور و ستم — دیکھو اے غیرتِ قمر دیکھو
پاس عارض کے زلف مشکین ہے — متصل شام اور سحر دیکھو

اے حشم چلکے ہند سے اب تو
روضۂ شاہ بحر و بر دیکھو

گر خرامان دیکھ لے اوس غیرتِ شمشاد کو — سرو یاد آئے نہ ہرگز قمرئیے ناشاد کو
کوئی گریانِ ستم اور کوئی خندان مثلِ گل — طرفہ تر پایا بہارِ گلشنِ ایجاد کو
جی کہین لگتا نہین ہے اوس پری کے ہجر مین — کس جگہ بہلائین دیوانے دلِ ناشاد کو
راستبازون کو ہے قدرِ موشگافِ سینہ چاک — خوش قدون نے سر چڑھایا شانۂ شمشاد کو
دھیان بھولے سے جو آیا قامتِ دلدار کا — دار سمجھا مین گلستان مین قدِ شمشاد کو
حور و غلمان شیفتہ جن و ملک مشتاق دید — حق نے وہ رتبہ دیا ہے حسنِ آدمزاد کو
کم نہو جاتی اجی شیرین ادائی آپ کی — شکرین لب کا جو بوسہ دیتے مجھ فرہاد کو
دمبدم میرے ستانے سے ستمگر کیا حصول — پھیر دے اکدن گلے پر خنجرِ فولاد کو

وقت آخر بھی نہ بھولا مین بتِ خوش قد کی یاد
دفن کرنا سرو کے سایہ مین مجھ آزاد کو

تیرہ دل کیا خاک سمجھے عزتِ اہلِ صفا
قدر آئینہ ہو کیونکر کورِ مادرزاد کو

سخت دل جو ہین توقع اون سے نرمی کی نہین
موم ہوتے کسنے دیکھا ہے بھلا فولاد کو

سیرِ دیوانِ غزالی کی جو یادِ چشم مین
ہمنے آنکھون سے لگایا دیکھکر ہر صاد کو

بار پاتا غنچہ کیونکر بزم مین اوس حور کی
موقعِ سیرِ ارم کسدن ملا شداد کو

تیرے کوچے سے ہمارا کسطرح بستر اوٹھے
سرو قد آرام ہے تکیہ مین ہر آزاد کو

قند کو ہونٹون سے اوس شیرین ادا کے کیا مثال
پھر نبات ایسی کہو لازم ہے یہہ قناد کو

تیری بھی مشکل وہی آسان کریگا اے حشم
موم جس یعسوبِ دین نے کردیا فولاد کو

جہان مین رشکِ پری جانِ جان تمھین تو ہو
مین جسکے غم مین ہون دیوانہ سان تمھین تو ہو

سوا تمھارے گھر آنکھون مین کون کر سکتا
رواقِ چشم مین پردہ کشان تمھین تو ہو

ہنوز عشق چھپانا ہے لازم اے اشکو
ابھی نہ نکلو کہ رازِ نہان تمھین تو ہو

مین رویا بوسۂ لب کے لئے تو ہنسکے کہا
جہان مین ایک شکر خوار ہان تمھین تو ہو

کیا ہے صید مرے مرغِ دل کو جس گل نے
وہ تیر افگن و ابرو کمان تمھین تو ہو

زمین جسکی صفائی قدم سے روشن ہے
وہ رشکِ ماہ تہِ آسمان تمھین تو ہو

جہان مین فیضِ طپش سے جو ہے مسیح نفس
حشم وہ شاعرِ معجز بیان تمھین تو ہو

نقد دل لے چکے پھر سوے جگر دیکھتے ہو
کیا ہے اب مد نظر تم جو ادہر دیکھتے ہو

رکھ کے برچھی پہ مرا سر وہ یہہ بولے سب سے
شاخ کہنہ کو ملا تازہ ثمر دیکھتے ہو

دیکھو رخنہ کوئی پیدا نہو آہین جانان
غرفہ سے غیر کو تم شام و سحر دیکھتے ہو

خود نہ آ بیٹھو بغل مین تو نہ کہنا عاشق
دیکھ لو جذبۂ دل کا جو اثر دیکھتے ہو

ہوگیا دیکھتے ہی دیکھتے دشمن محبوب
دوستو نخل محبت کا ثمر دیکھتے ہو

سنئے حال دل پر درد توجہ سے مرا
کسطرف دھیان تمھارا ہے کدھر دیکھتے ہو

آپکی آنکھون مین اعجاز مسیحائی ہے
زندہ ہوجاتے ہین کشتون کو اگر دیکھتے ہو

صدقے اوترے ہوے منہ چڑہ نہین سکتے صاحب
کیا رخ آئینہ شمس و قمر دیکھتے ہو

اپنی صورت کی صفائی پہ نہ بھولے ہو کہین
آجکل آئینہ کیون آٹھ پہر دیکھتے ہو

ہو معلوم کہ معدوم کروگے ہمکو
گہہ دہن اپنا کبھی اپنی کمر دیکھتے ہو

دونون بیتاب تڑپتے ہین پڑے پہلو مین
ہات رکھ رکھ کے عبث قلب و جگر دیکھتے ہو

اے حشم وصل کسی حور سے ہوگا شاید
رات کو خواب مین جو شمس و قمر دیکھتے ہو

بر مین وہ شوخ باعث تسکین اگر نہو
دم بھر قرار شام سے پھر تا سحر نہو

مرجانے کی جگہہ ہے کہ اغیار جمع ہون
گھر تیرے اے مسیح ہمارا گذر نہو

تیغ غم فراق سے گو دل نڈھال ہے
پر دور ہے وفا سے جو سینہ سپر نہو

رسوا ہوے ذلیل ہوے جسطرح سے ہم
بدنام یون بھی عشق مین کوئی بشر نہو

خوبان سنگدل سے حشم وہ لگائے دل
پہلو مین جسکے قلب نہو یا جگر نہو

جب سے ہے سلسلۂ گیسوے جانان مجکو
خانۂ عیش ہوا صورتِ زندان مجکو

یاد آیا جو گلِ عارضِ جانان مجکو
بلبلو خار ہوئی سیرِ گلستان مجکو

شبِ فرقت مین جو یاد آگئے دندان مجکو
دیدۂ غول ہوا اخترِ تابان مجکو

کیونکر اولجھن نہو زلفون کی محبت مین بھلا
اب بلاؤن نے کیا آہ پریشان مجکو

اے صبا ابر بہاری کی طرح روتا ہون
یاد آتا ہے اگر وہ گلِ خندان مجکو

دل مرا جب سے غنی فیضِ توکل نے کیا
بوریا فقر کا ہے تختِ سلیمان مجکو

چھوڑتا ہون ترے دامن کو مگر شرط یہہ ہے
چاک کرنا نہ پڑے اپنا گریبان مجکو

اپنے جامہ سے مین باہر وہین ہو جاتا ہون
یاد آتا ہے جو اوسکا تنِ عریان مجکو

مین وہ دیوانہ ہون قابو مین ہین جسکے پریان
کیا عجب لوگ کہین رشکِ سلیمان مجکو

رُخ چھپائے ہوئے جاتے ہو خدا حافظ ہے
وقتِ رخصت بھی دکھایا نہ یہہ قرآن مجکو

اے حشم فقر کو فخر اپنا سمجھتا ہون مین
نہین اصلا ہوسِ شوکتِ شاہان مجکو

دھیان مین سبزۂ رخسار کے مرجانے دو
منع کرتے ہو عبث زہر مجھے کھانے دو

وادیِ عشق مین نامی ہوے دیوانے دو
رہگئے وامق و فرہاد کے افسانے دو

رشکِ گل پان و حنا روز تمھین آتے ہین
رنگ اغیار کا ایسا نہو جم جانے دو

وحشت قلب و جگر ہجر مین ہے زور پر
مجھ اکیلے سے نہ سنبھلین گے یہہ دیوانے دو

کچھ تو بٹجائے مرا دل کو غم ابرو کا
تیغ کا پھل مجھے اے دم جوشی کھانے دو

مجھپہ سو جان سے وہ شیدا ہین مین شیدا اونپر
اونکو اغیار جو بہکاتے ہین بہکانے دو

ہمکو پروانگی آنکی نہین دیتا وہ
شمع کی شکل حشم سر ہمین کٹوانے دو

چشم بیگون مین نہ اپنی سرمۂ خونخوار دو
کب یہہ شایان ہے کہ دست مست مین تلوار دو

آرزوئے وصل مین مرنا گوارا ہے مجھے
ہجر کے صدمے مگر مجکو نہ تم زنہار دو

چار بوسون کا ہون طالب تم سے بہر پنجتن
پہلے دو ہونٹون کے دو پھر بوسۂ رخسار دو

تخلیہ مین جو کہو ہمکو گوارا ہے مگر
گالیان غیرون کے آگے تو نہ اے دلدار دو

وقت خلوت ہے نہ شرماؤ خدا کیواسطے
بوسہائے قند لب دو تم تو بے تکرار دو

دونون ابرو مجکو دو بچھو ہین اے رشک قمر
کاکل پیچان تری میرے لئے ہین مار دو

کہہ چکے قاصد کہین آکر یہہ مجھسے اے حشم
نامۂ دلدار لو انعام کے دینار دو

سودا نہ ہو کیون زلف دوتا لیگئی دل کو
دے دیکے نئے پیچ بلا لیگئی دل کو

الفت ہوئی پھر چاہ زنخدان کی تمہارے
اس چاہ مین پھر آب و ہوا لیگئی دل کو

گیسو نے مرا کام کیا چہرہ سے ملکر
مہتاب پہ بڑھ بڑھکے گھٹا لیگئی دل کو

پھنستے ہی بنی اوسنے رکھا زلف مین جب بھول
کل دام مین افسوس قضا لیگئی دل کو

گھونگھٹ مین کن انکھیون سے ہمین یار نے مارا
در پردہ اون آنکھون کی حیا لیگئی دل کو

عارض نے تری زلف سے مِل مِل کے پھنسایا
کیا دام مین سورج کے ضیا لیگئی دل کو

مرغِ دلِ بیتاب پہ عنقا کا گمان ہے
جب سے کمر اوس گل کی صبا لیگئی دل کو

کیونکہ نیچی نگاہین کئے روتے ہو چشم آج
دز دیدہ نظر یار کی کیا لیگئی دل کو

اندھیرے ہے وہ زلف دوتا لیگئی دل کو
شبخون ہوا کالی بلا لیگئی دل کو

اگل مجھے یاد آئے ترے پھول سے رخسار
گلزار کی جانب جو صبا لیگئی دل کو

مجنون کی طرح پھرتے ہین ہم ٹھوکرین کھاتے
جسدن سے کہ اک لیلی ادا لیگئی دل کو

دکھلا کے مجھے کیا آپ نے دز دیدہ نظر سے
آنکھون مین چورا کر یہہ بلا لیگئی دل کو

کوچہ مین ترے ٹھوکرین کھاتا ہے ہر اکدم
جب سے ہوسِ بوسۂ پا لیگئی دل کو

پھر فصلِ بہار آئی جنون زور پر آیا
پھر دشت نوردی کی ہوا لیگئی دل کو

مایل نہوا دل یدِ بیضا پہ چشم کا
پر تیری ضیائے کفِ پا لیگئی دل کو

ذائقہ کیا لبِ شیرین کا چکھایا مجکو
تمنے گویا نمکِ قند بنایا مجکو

رخ کے ساتھ آپ نے گیسو جو دکھایا مجکو
روز روشن مین اندھیرا نظر آیا مجکو

تونے کیا نظرون سے ایجان گرایا مجکو
خاک مین دیدہ و دانستہ ملایا مجکو

مجھپہ قربان وہ ہوتے ہین خدا کی قدرت
آپ پروانہ بنے شمع بنایا مجکو

ملک الموت تمھین نکلے مسیحا بھی تمھین
گاہ بیجان کیا گاہ جلایا مجھکو

چاہ مین صاف مرا یوسفِ دل غرق ہوا
آپ نے چاہِ زنخدان ہو دکھایا مجھکو

صدمۂ ہجر سے موقوف تڑپنا نہوا
بعد مردن جو تہِ خاک دبایا مجھکو

شکر ہے تو نے زلف سنگھایا اوسنے
صدمۂ ہجر کے باعث جو غش آیا مجھکو

دفترِ خلق سے لے جان تری الفت نے
صورتِ حرف غلط ہائے مٹایا مجھکو

غیر کو پاس بٹھایا نہ مرا پاس کیا
اپنے پہلو سے حشم اوسنے اوٹھایا مجھکو

کھل نہین سکتی زبان اک بدہن کے روبرو
ناطقہ بھی بند ہے اوس کم سخن کے روبرو

آنے دو مجھکو تم اپنی انجمن کے روبرو
بلبلِ شیدا کو ہے تسکین چمن کے روبرو

تو جو آئے سیمتن الکبار تنکے روبرو
سروقد گڑ جائین تیرے بانکپن کے روبرو

آپ کی فرقت مین چشمون سے ہین دو نہرین روان
دیکھتے ہین سیر ہم گنگ و جمن کے روبرو

زلف کب ہلتی ہین تیرے عارضِ پرنور پر
سانپ یہہ لہرا رہے ہین اپنی من کے روبرو

بے تکلف روح قالب سے جدا ہو میری جان
موت گر آئے تمھاری شکل بنکے روبرو

تابع اسلام ہے کافر کہ چہرے پر ہے زلف
یا صنم قران رکھا برہمن کے روبرو

کیا کسیکی چشم کا تجھکو تصور آگیا
اے دلِ وحشی جو رویا ہے ہرن کے روبرو

موتنگا تو چپ رہو کالے کا منہ کالا کرو
کیا نکالا ذکر زلفِ پرشکن کے روبرو

عشقِ ابرو مین جو دل کو آرزوے قتل ہے
سینہ اپنا ہے سپر اوس تیغ زن کے روبرو

موت دے خالق مجھے مثلِ شہیدی اے حشم
جب کھڑا ہون روضۂ شاہِ زمن کے روبرو

جبتک کہ پاس اپنے وہ گلگون قبا نہو
باغ و بہار و سرو و سمن کا فرا نہو

بوسے لئے جو مینے تو جھنجلا کے بولے وہ
سودا ہے تجکو دیکھہ کوئی دیکھتا نہو

ایسے مریضِ عشق کی ہے خاک زندگی
پہرون بھی جسکو غش سے افاقہ ذرا نہو

رونے مین ہنسکے پیار سے اوسنے نگاہ کی
کسطور لب پہ نالہ مرا قہقہا نہو

اس بانکپن مین دیکھو رہے دھیان مہربان
نامحرمون کے سامنے سینہ کھلا نہو

ہرچند اس سے خوش ہون کہ آیا خطِ صنم
ڈر ہے سلام غیر کو بھی لکھہ دیا نہو

میٹھی نگہہ حسینون کی ہے قہر اے حشم
کھا جاے زہر اِن پہ مگر مبتلا نہو

کیا ہے چار دن کے ہجر نے وہ ناتوان مجکو
نظر آتا نہین اب جسم مین اک استخوان مجکو

نہ شب کو نیند آتی ہے نہ دن کو چین ملتا ہے
قیامت کا ہوا ہے ہجر کی شب امتحان مجکو

کٹی ہے عمر عشرت مین کبھی دیکھی نہین فرقت
گوارا ہجر کی ہون کس طرح پھر سختیان مجکو

یہی گھر ہے کہ جسکو رشکِ جنت مین سمجھتا تھا
جہنم سے نہین کم آج یہہ میرا امکان مجکو

سوے بیت الحزن گر آج وہ تشریف لے آئین
غمِ فرقت سے ملجاے کہین جلدی امان مجکو

دئے حد سے زیادہ آپ نے صدمے جدائی کے
حشم کی ہے تمنا ابتو کیجے شادمان مجکو

ہو گیا رشکِ عدو باعثِ سودا دیکھو
پھر ملے غیر سے تم پھر ہمیں چھیڑا دیکھو

کر دیا عشقِ بتان نے ہمیں رسوا دیکھو
دل دکھائیگا تماشے ابھی کیا کیا دیکھو

کشتۂ ناز و ادا زندہ نہ یون ہونگے کبھی
تم زبان سے نہ کہو حضرتِ عیسےٰ دیکھو

ذبح کر کے مجھے افسوس رقیبون سے مرے
کیسے خوش ہو کے یہہ کہتے ہین کہ اہا دیکھو

چال سے آپکی ہوتا ہے ظہورِ محشر +
ٹھہرو ٹھہرو ابھی ہو حشر نہ برپا دیکھو

ضبط اچھا ہے حشمت نالے نہ آئین تا لب
ہو نہ جائے کہین عالم تہ و بالا دیکھو

ردیف ہ

کوے قاتل مین رن پڑا ہے یہہ
سب سمجھتے ہین کربلا ہے یہہ

تجکو جانا تھا آشنا ہے یہہ
پر نہ سمجھے کہ بیوفا ہے یہہ

رخ پہ گیسو وہ چھوڑ کر بولے
ماہ پر آ گئی گھٹا ہے یہہ

قتل کر کے مجھے وہ کہتے ہین
دیکھو معشوق کی ادا ہے یہہ

خط نہ لکھا حضور نے مجکو
میری تقدیر کا لکھا ہے یہہ

دیکھکر نبض کو اطبا نے
کہا کب قابلِ دوا ہے یہہ

اسکو صحت دوا سے کیا ہوگی
کسی گلرو پہ مبتلا ہے یہہ

تو ہو ساقی ہوے ہو سبزہ ہو
باغ کی سیر کا مزا ہے یہہ

بے خطا مجھ سے آپ روٹھے ہین / طرفہ اے جان ماجرا ہے یہہ
اے صبا خاک پاے جانان لا / درد سر کے لیئے دوا ہے یہہ
آتے آتے وہ پھر گئے افسوس / اپنی تقدیر کا لکھا ہے یہہ

اے حشم ہو نصیب وصل صنم / بس خدا سے مری دعا ہے یہہ

کیون نجاؤن مین بھی اوس رشک مہ کامل کے ساتھ / قیس تو جاتا تھا کوسون لیلی کے محمل کے ساتھ
اسطرح عشاق پھرتے ہین مرے قاتل کے ساتھ / نجم تابان جسطرح سے ہون مہ کامل کے ساتھ
دوستو رکھتا ہون مین تو عشق اوس قاتل کے ساتھ / پر عداوت اوسکو ہے اس عاشق بسمل کے ساتھ
جان جان ہوش و خرد تاب و توان باقی نہین / نذر سب کچھ کر دیا پہلے ہی ہمنے دل کے ساتھ
دل لگی خوش آئے کیا ہجر بت عیار مین / ہمدمو سارے تعلق ہین سرور دل کے ساتھ
دیکھنے سے روشنی کیونکر نہ آنکھون کو ملے / مجکو الفت اے پریرو ہے تمھارے تل کے ساتھ
اپنے ہاتھون سے جو رخسارے چھپا لیتے ہین وہ / دس چمکتے ہین مہ نو دو مہ کامل کے ساتھ
کیا سبب چھوڑا اسسکتا کام کرنا تھا تمام / تجکو قاتل کیا عداوت تھی دل بسمل کے ساتھ
ہے یہی افسوس حسرت ہو ہمین تو دید کی / غیر جائین باغ کو اے گل سدا اہل دل کے ساتھ

کیسی خوشنودی سے پھر اوقات گذری اے حشم / کاش پیش آئین عنایت سے وہ مجھ مایل کے ساتھ

ہے جی مین چومئے بت شیرین ادا کے ہاتھ / کیا غم جو اس خطا پہ کٹین مبتلا کے ہاتھ

مانگین تمام رات دعائین اوٹھا کے ہاتھ
سر کے مگر نہ چہرے سے اوس مہ لقا کے ہاتھ

اے جان دستِ نازکِ یوسف کو بھولتے
یعقوب دیکھتے جو مرے دلربا کے ہاتھ

جی چاہتا ہے بلبلو اب تو برائے وصل
بھیجون پیام اوس گلِ تر کو صبا کے ہاتھ

آنکھون سے خون روئینگے ہم آنسوؤن کی جا
جاؤگے تم حنائی جو ہمکو دکھا کے ہاتھ

مجنون جو تیرے ہاتھون کو ایجان دیکھتا
خوش آتے پھر نہ لیلی شیرین ادا کے ہاتھ

ٹھوکر کے ساتھ ہم ہوے پامال اے حشم
رقصان ہوا جو بزم مین وہ گل اوٹھا کے ہاتھ

تیرے سوزِ عشق سے اے گل جو داغ آیا ہے ہاتھ
عندلیبِ دل یہہ کہتا ہے کہ باغ آیا ہی ہاتھ

پست رتبہ سامنے جھکے ہین سارے نازنین
نازک ایسا اک بتِ عالی دماغ آیا ہی ہاتھ

کب تری چوٹی مین موبافِ زری ہی جلوہ گر
اندہون کالے کو لعلِ شبچراغ آیا ہی ہاتھ

بعد مدت وصل کا تیرے اوٹھاؤنگا مزا
لطفِ مے نوشی ہے شیشہ کو ایاغ آیا ہی ہاتھ

زلف کے ہٹنے سے مضمون خال کا کب ہے بلا
اے حشم بیدام اب گویا یہہ زاغ آیا ہی ہاتھ

رنجِ اغیار سہے دیکھی جفا کیا کیا کچھ
الفتِ یار مین مجھپر نہوا کیا کیا کچھ

کوہ و صحرا مجھے دکھلاے بنا کر مجنون
وحشتِ دل نے مرے ساتھ کیا کیا کیا کچھ

مرضِ عشق ذرا بھی نہوا کم بخدا
کی طبیبون نے صنم میری دوا کیا کیا کچھ

تم جو ایجان گئے چھوڑ کے تنہا مجھکو
رنجِ دوری کا تمھاری نہوا کیا کیا کچھ

التفات اوسنے کسی بات نہ قاصد پہ کیا
نامۂ شوق مین تھا ہمنے لکھا کیا کیا کچھ

کیا بھلا ہمین بھلائی ہے بتاؤ جانان
اپنے منہ سے ہمین کہتے ہو برا کیا کیا کچھ

طبع وارفتہ نہین چھوڑتی یادِ جانان
گو ملی دل کے لگانے کی سزا کیا کیا کچھ

دل دیا مال دیا جان بھی صدقے کردی
اے حشم اون سے نکی مینے وفا کیا کیا کچھ

دل کو نہین اب تاب الم اور زیادہ
دیکھو نکرو مجھپہ ستم اور زیادہ

ہین جمع وہان غیر یہہ سن کی یہان آہ
ہوتا ہے مجھے ہجر مین غم اور زیادہ

اک بوسہ مجھے دو لبِ شیرین کا خدارا
خواہان نہین مین تمسے صنم اور زیادہ

سردار جنان جب گئے مسموم جہان سے
سرسبز ہوا باغِ ارم اور زیادہ

صندل غمِ فرقت مین جبین پر جو لگاؤن
ہو درد ترے سر کی قسم اور زیادہ

قاتل عوضِ سنگ چٹاے جو مرا خون
تو کاٹ لے شمشیرِ دودم اور زیادہ

شاید تجھے بہکایا ہی غیرون نے مری جان
الفت جو تری ہو گئی کم اور زیادہ

بہ جاے زمین فرقتِ جانان مین یقین ہے
اشکون کا جو ہو جوش یہ یم اور زیادہ

نظارہ میسر نہین ابروے صنم کا
اس غم سے کمر ہو گئی خم اور زیادہ

مرجانے کی جا ہے کہ مری سنکے افسوس
کرتے ہین وہ غیرون پہ کرم اور زیادہ

خوشگو ہے حشم کہتے ہین سب دیکھکے دیوان
سرسبز ہو یہہ باغ حشم اور زیادہ

دو چار جو بوسے لئے تو ہنسکے وہ بولے | واللہ نہ دینگے تمھین ہم اور زیادہ

تم لیچکے بوسے تو ہوے وصل کے خواہان
بس پیار مین آؤ نہ حشم اور زیادہ

ہٹا دے تو جو اوس رخ سے نقاب آہستہ آہستہ | صبا احسان ترا ہو بےحجاب آہستہ آہستہ

ہوا اوس گل کو ہوا شوق شراب آہستہ آہستہ | نبیگا چہرہ شکل آفتاب آہستہ آہستہ

ہے گریاں ہجر مین چشم پُر آب آہستہ آہستہ | برستا ہے برابر کیا سحاب آہستہ آہستہ

نہ پھول اتنا تو حسن عارضی پر دیکھ اے گل رو | خزان ہوتا ہے گلزار شباب آہستہ آہستہ

مجھے ڈر ہے نہ پہونچے کوئی صدمہ دست نازک کو | گلے پر کھینچئے خنجر جناب آہستہ آہستہ

ہوا جاتا ہے قلب اوس سنگدل کا منقلب مجھ سے | دکھاتا ہے زمانہ انقلاب آہستہ آہستہ

نہ گھبرا جذبۂ الفت کبھی خالی نہ جائیگا | وہ آئینگے دل خانہ خراب آہستہ آہستہ

طبیعت کا ہماری بھی خدا حافظ ہے بہتر ہے | جو ملنا ترک کرتے ہین جناب آہستہ آہستہ

غم فرقت رولائیگا رولائے غم نہین ہمکو | کہ ہو جائیگا موقوف اضطراب آہستہ آہستہ

جبین یار سے قطرے پسینے کے نہین گرتے | ٹپکتا ہے گل تر سے گلاب آہستہ آہستہ

جو دشمن ہجر کے خواہاں ہین سُن کر وہ خوش ہونگے | سوال وصل کا دیجے جواب آہستہ آہستہ

ذرا دیکھو رگ گل پائے نازک مین نہ چبھ جائے | قدم رکھئے چمن مین اے جناب آہستہ آہستہ

بُت سرکش جو یون ہر دم مجھے اے دل جلائیگا | جگر ہو جائیگا اپنا کباب آہستہ آہستہ

شکر خوابی مین وہ گل ہے نہو بدخواب ڈر یہ ہے | تو نالے کر دل خانہ خراب آہستہ آہستہ

نہ کیون شرماے باتون مین ابھی وہ ماہ کم سن ہے
یقین ہے دور کردیگا حجاب آہستہ آہستہ

اگر الفت ہے تیرے دل مین سلطان دو عالم کی
تو ہوگا اے حشم تو کامیاب آہستہ آہستہ

ردیف ی

پہلو سے جدا وہ بت عیار نہو جاے
یارب کہین جینا مجھے دشوار نہو جاے

ڈر ہے کہ خفا مجھ سے مرا یار نہو جاے
دل قید مصیبت مین گرفتار نہو جاے

عالم نظر آتا ہے سیہ اے مہ تابان
آنکھون کا تمھاری کوئی بیمار نہو جاے

رہتی ہین عجب دل کو پریشانیان ہردم
یارب کوئی کاکل مین گرفتار نہو جاے

ابرو تری شمشیر مژہ تیر ہے قاتل
ڈر ہے کہ دوچار ان سے دل زار نہو جاے

ہم عشق مین تیرے ہوے جسطور کہ رسوا
بدنام کوئی یون سر بازار نہو جاے

تو طالب بوسہ ہے حشم پر ہمین ڈر ہے
زلف اوسکی ترے حق مین کہین مار نہو جاے

ہوکے آزردہ جو وہ مجھ سے جدا ہونے لگے
دوستو دشمن بھی رونے پر مرے رونے لگے

نافۂ مشک خطا گویا ہوے سارے حباب
گیسوے مشکین کو دریا مین جو وہ دھونے لگے

گر خون کا بلبلو رنگ طلائی دیکھکر
نقد دل کو ہات سے ہیہات ہم کھونے لگے

یار کا خال سیہ دیکھا جو اے نجم فلک
دانۂ اندوہ کشت دل مین ہم بونے لگے

حال بیتابی جو کچھہ اوسین رقم تھا اے حشم
پڑھکے خطِ شوق وہ بیساختہ رونے لگے

ای دلبرِ من عتاب تا کے　این سختی و این عذاب تا کے
گر نیست صنم بیا خدا را　آخر ز من اجتناب تا کے
در آتشِ عشق شعلہ خوئے　باشد دلِ من کباب تا کے
دارم دمِ واپسین بیا بین　از عاشقِ خود حجاب تا کے
کن حشم ز جلوہ ات منور　جانان برخت نقاب تا کے
در سوز و گداز عشق دلبر　اے حشم نزول آب تا کے

حالا بپذیر اے حشم صبر
اندر دلت اضطراب تا کے

یہہ دیر و کعبہ بھی ہمنے چھوڑا نہ اب محبت فنا کرینگے　صنم کے کوچے مین جبہہ سائی ہر ایک لحظہ کیا کرینگے
بچھلے کوچے مین اوسکے بستر کرینگے ابرو کو اوسکی سجدے　وہی ہمارا ہے دیر و کعبہ صلوۃ فرضی ادا کرینگے
پڑہینگے ہر دم وظیفہ اونکا رہینگے دن رات شغل گریہ　کبھی تو وہ مہربان ہونگے کبھی تو مطلب روا کرینگے
خیال ہر دم یہی ہے رہتا اسی تصور مین ہمین پڑا رہتا　یہی ہے حسرت ہر ایک لحظہ کہ کب وہ بوسہ عطا کرینگے
ہمارے چہرہ کا رنگ فق ہے الم کے باعث سے سینہ شق ہے　مدام دلبر یہی قلق ہے کہ آپ وعدہ وفا کرینگے
خوشی نہ ہے اپنی بس اب اسی مین یہی ہے حسرت ہمارے جی مین　ہو تربت اپنی تری گلی مین یہی خدا سے دعا کرینگے

الم سے تڑپا حشم ہے ایسا کہ برق کا بھی کلیجہ کانپا

مریض الفت کی وہ مسیحا کب آکے اید ل دوا کرینگے

تم نے پہلے تو آشنائی کی
کس لئے اب یہہ بیوفائی کی

مجھ سے آئینہ رو مکدر ہے
کیونکر امید ہو صفائی کی

وصل کا نام سنکے روٹھے ہو
بات کیا ہے بھلا بُرائی کی

چوم لونگا مین آستانۂ یار
بخت نے میرے جو رسائی کی

زور خوبی مین اے حشم اوسنے
پنجۂ مہر سے کلائی کی

سیدھی باتون مین کج ادائی ہے
کہئے تو کیون یہہ بیوفائی ہے

جو ضیا ہے تمھارے چہرہ مین
آئینہ مین یہہ کب صفائی ہے

سینہ اپنا نہ شل دل ہے چاک
اسلئے زلف تک رسائی ہے

ہین فرشتے درود خوان تجھہ پر
شکل صل علی یہہ پائی ہے

چومئے ہات اوس مصور کے
جسنے صورت تری بنائی ہے

اوسنے دکھلائے کیا خم ابرو
تیغ گویا گلے لگائی ہے

دیر و مسجد سے کام کیا ہمکو
اب ترے در پہ جبہہ سائی ہے

مر گیا پنجۂ نگارین پر
اس سبب سے کفن حنائی ہے

بے سبب ہوتے ہو خفا جانان
دل مین کیا آپ کے سمائی ہے

کوئی تجھسا نہین غریب نواز
سب سے بہتر تری گدائی ہے

عشق صادق نہ کیون حشم ہو ترا
تیری باتون مین بیربائی ہے

اگر کوچہ مین تجکو اوس کمان ابرو کے جانا ہے
تو اک دن او دلِ پر داغ تیرِ دن کا نشانا ہے

اگر وہ غیرتِ گل باغ مین گلگشت کو آئے
تو بلبل تجکو لازم راہ مین آنکھین بچھانا ہے

خبر لے ماہر و آنے کی تیرے جب مین سنتا ہون
تو استقبال کو پہلے سے ہوتی جان روانا ہے

ذرا تو اے پریرو ناوکِ مژگان کو دے جنبش
رگِ جان مین اگر مدِ نظر نشتر لگانا ہے

مزارِ کشتگان پر کسلئے کھینچا ہے تگیرہ
کہ دودِ آہ و نالہ اونکو ظالم شامیانہ ہے

مجھے سوزِ الم تھا بعد مردن بھی وہ کہتا ہے
کہ جسمِ عاشقِ مضطر کو لازم اب جلانا ہے

گئے ہم بزمِ جانان مین تو اوسنے ہمکو اوٹھوایا
یہہ برگشتہ ستارہ ہے کہ برگشتہ زمانا ہے

غرض اب تو نہین دیر و حرم سے اے حشم اصلا
مجھے کافی پئے سجدہ صنم کا آستانا ہے

ابر کہتا ہے کوئی دریا کوئی گوہر مجھے
دیکھئے کیا کیا بنائیگی یہہ چشمِ تر مجھے

قاتلِ عالم مجھے دے اس گرانی سے نجات
ناتوانی سے وبالِ دوش ہے یہہ سر مجھے

اسلئے مین نے بچاے ہین ہما سے استخوان
میہمانی تیری کرنی ہے سگِ دلبر مجھے

گلشنِ کوے صنم مین اے صبا بلبل نمط
ایکدم مین اوڑ کے جاتا ملتے جو شہپر مجھے

وامق و فرہاد گذرے اے حشم لیکن یہان
مین وہ مجنون ہون جنون مین فوق ہے سب پر مجھے

زرا واعظ تجھے کیا پند استغفار مین آئے
ابھی تو خلد کو بھولے جو کوے یار مین آئے

نہین وہ کاٹ رہتا خم اگر تلوار مین آئے
سوا ابرّان ہو بل جو ابروے خمدار مین آئے

گمان لوگون کو نرگس کا عبث ہی میری تربت سے
نکل کر دیدۂ تر انتظار یار مین آئے

مین ایسا سوختہ دل ہون شرر آگ کا میری
جلاے گر دہان مرغ آتش خوار مین آئے

دل و دین نذر پہلے کر چکے ہین اے حشمت اوسکو
ہے نقد جان بھی حاضر گر خیال یار مین آئے

جب سے مجکو قمر لو یاد قد دلدار ہے
باغ مین جو سرو ہے میرے لئے وہ دار ہے

مہوشان دہر کو اوس سے ہو کیونکر ہمسری
یہہ ہین پتلے خاک کے وہ مطلع الانوار ہے

گر تن خاکی کو اپنے خاک پا اوسکی کہون
ہے بجا لیکن اوسے اس خاک سے بھی عار ہے

کیا حقیقت روبرو خورشید کے ذرون کی ہو
سارے گل و خار ہین وہ غیرت گلزار ہے

کیا کمان ابروے دلدار کی خوبی لکھون
اوسکا ہر تیر قرہ میرے جگر کے پار ہے

ذبح کی خاطر مرے قاتل نے کیون کھینچی ہے تیغ
قتل کرنیکو تو کافی ابروے خمدار ہے

ہجر مین اوس آتشین رخسار کے لیے دوستو
ہر گھڑی آتشکدہ یہہ سینۂ افگار ہے

اسقدر اب درد فرقت نے مجھے لاغر کیا
جسم سوزن ہے تو ہر رگ بھی مثال تار ہے

تیرے شیدائی کی جان آئی ہے ہونٹون پر صنم
مضطرب ہر دم براے شربت دیدار ہے

یہہ دعا ہر دم خدا سے مانگتا ہون اے حشمت
مہربان ہو جائے مجھپر گر خفا وہ یار ہے

جو اندنون مین ہین تیور جناب کے بدلے
تمام شب مین تڑپتا ہون خواب کے بدلے

جو زلف چہرہ پہ چھوڑی چمن مین اوس گل نے
عیان سحاب ہوا آفتاب کے بدلے

سوار ہو وہ صنم رخش برق وش پہ اگر
ہلال پانو کو چومے رکاب کے بدلے

غم فراق مین تیرے مجھے تو اے ساقی
ہے خون شراب کی جا دل کباب کے بدلے

ندینا غیر کو آگے مرے مے گلگون
تو پیالے عہد مین ساقی شراب کے بدلے

چھپایا سینہ کو اوس گل نے ہوکے چین بجبین
غضب کی موجین دکھائین حباب کے بدلے

سرود عیش سے کیا کام غمزدون کو صنم
ہمارے نالے ہین کافی رباب کے بدلے

ہمارا دل بتِ غنچہ دہن شگفتہ ہو
کرم جو ہم پہ کرو تم عتاب کے بدلے

حشم یہ ضعف ہی ثمرہ نہال الفت کا
ملے ہے عشق مین پیری شباب کے بدلے

نصیب وصل ہوا ہجر یار کے بدلے
گلِ مراد ملا ہمکو خار کے بدلے

ہلال دیکھون نہ ابروے یار کے بدلے
نہ لون مین خار کبھی ذوالفقار کے بدلے

حضور کے دُرِ دندان اگر ہون عکس فگن
گہر ہون سنگ سے پیدا شرار کے بدلے

خیال کچھ نہین اون کو ہمارے جھکنے کا
غرور کرتے ہین وہ انکسار کے بدلے

ہزار شکر کہ اوسنے ہماری تربت پر
چڑھاے اشک گل نوبہار کے بدلے

ہٹے جو گیسوے مشکین تمھارے چہرہ سے
عیان قمر ہوا ابر بہار کے بدلے

سیاہی اور سفیدی ہی چشم جانان سے
ہین رنگ ابلقِ لیل ونہار کے بدلے

ہوے ہین اہلِ گیسو خیال قد نرہا — ملے گی پہانسی رقیبون کو دار کے بدلے

حشم نے گوندھ کے دیکھی جو یار کی چوٹی
حواس جمع ہوے انتشار کے بدلے

رحم فرماؤ خدا کے واسطے — آؤ مل جاؤ خدا کے واسطے
اب نہ ترساؤ خدا کے واسطے — شکل دکھلاؤ خدا کے واسطے
دل پریشان ہی مرا اے جانِ جان — زلف سلجھاؤ خدا کے واسطے
لختِ دل بہہ جائینگے آنکھوں کی راہ — اب نہ رلواؤ خدا کے واسطے
جوڑ کر ہاتھون کو جب مین نے کہا — تم نہ شرماؤ خدا کے واسطے
زہر کھا لونگا جو پاؤنگا نہ قند — بوسے دلواؤ خدا کے واسطے
بولے وہ کیا موت نزدیک آئی ہے — دور ہو جاؤ خدا کے واسطے
مین جو پانون پر گرا بولا وہ بت — سر کو سرکاؤ خدا کے واسطے

اے صنم اپنے حشم کو ہر گھڑی
اب نہ تڑپاؤ خدا کے واسطے

یون زمین پر ہین حسین اوس سیمبر کے سامنے — جیسے گردون پر ستارے ہون قمر کے سامنے
پیش بینی جلوۂ گیسوے جانان ہے کہان — سانپ لہراتے ہین یہہ شمع اگر کے سامنے
ابروے خمدار کب ہے موے سر کے روبرو — جلوۂ شمشیر بران ہے سپر کے سامنے
منعمو کیا پھولتے ہو جو توکل پیشہ ہین — ہاتھ پھیلاتے نہین وہ اہل زر کے سامنے

اے بتِ جادو نظر تابو اگر سیر آئینے
ہر گھڑی تجکو رکھون اپنی نظر کے سامنے

جوش زن بڑھ بڑھ کے ہوتا ہے زبس طوفانِ اشک
ابر کا رتبہ گھٹا ہے چشمِ تر کے سامنے

بے نقاب آیا نظر مجکو جو وہ ابرو کمان
ہوگئے تیرِ قضا کے او رجگر کے سامنے

فاتحہ پڑھنے کی جی مین شاید آجاے کبھی
چاہئے تربت ہماری تیرے در کے سامنے

الفتِ رخسار مین کب یاد مژگان ہے مجھے
قدر کانٹون کی نہین گلہاے تر کے سامنے

پھیر لیتا ہے وہ منہ سنکر حقیقت عشق کی
دل کی حالت کیا کہون اوس فتنہ گر کے سامنے

اے حشم رزم سخن مین ہے یقین مجکو یہی
فتح حاصل مجکو ہوجاے ظفر کے سامنے

آپ خفا ہوکے جو گھر جائینگے
جان سے ہم اپنی گذر جائینگے

باغ مین جو وہ گلِ تر جائینگے
نظرون سے سب پھول اوتر جائینگے

بار سے اے جان لچک جائینگے
بال جو بالاے کمر جائینگے

چرخ سے آئیگی صدا الحذر
نالے اگر لب سے گذر جائینگے

کہدو رقیبون سے نہ جائین اودھر
ورنہ وہان سینکڑون سر جائینگے

قتل ہمین تیغ سے کرتے ہو کیون
ہونٹ ہلا دو ابھی مر جائینگے

بام پہ آئیگا جو وہ شوخ چشم
دیکھنے کو اہل نظر جائینگے

ہوگا سیہ اپنی نظر مین جہان
گیسوے جانان جو بکھر جائینگے

دیکھینگے تیرے لب و دندان اگر
صدقے ابھی لعل و گہر جائینگے

دل مین یہی قصد ہے بس اے حشم
رات کو اوس ماہ کے گھر جائینگے

رخ مین ضو آفتاب کی سی ہے
جسم مین بو گلاب کی سی ہے

کس طرح آفتاب رخ دیکھون
منہ پہ چادر سحاب کی سی ہے

اس حیات دو روزہ مین ایدل
شکل ساری حباب کی سی ہے

اے پریرو تمھارے تکیون مین
بوے خوش مشکناب کی سی ہے

کی رقیبون نے اوس سے غمازی
شکل ساری عتاب کی سی ہے

قلب اوس سنگدل کا مجھ سے پھرا
شان جو انقلاب کی سی ہے

اے حشم آسمان بنی ہے زمین
آمد اوس ماہتاب کی سی ہے

جب تو محو خرام ہوتا ہے
جان جان قتل عام ہوتا ہے

ہات مین اونکے وقت مینوشی
ماہتاب آکے جام ہوتا ہے

جمع ہوتے ہین سینکڑون شیدا
جب وہ بالاے بام ہوتا ہے

اپنی صورت دکھاو رشک قمر
ورنہ عاشق تمام ہوتا ہے

خال عارض پہ زلف کو چھوڑو
دانہ بھی زیر دام ہوتا ہے

ہم ہین ناکام تیری محفل مین
اور ہر اک شادکام ہوتا ہے

اے حشم بیٹھے بیٹھے مسند پر

کب بھلا کوئی کام ہوتا ہے

چاند سی شکل اگر تو نے دکھائی ہوتی
جان ہونٹون پہ مریضان نہ آئی ہوتی

زلف شبگون رخ دلبر پہ جو آئی ہوتی
آبرو ماہ کی بدلی نے گھٹائی ہوتی

اونکو منظور اگر جلوہ نمائی ہوتی
میری جانب کو سواری ابھی آئی ہوتی

شرم آتی ہے تو صورت نہ دکھائی ہوتی
اپنی آواز تو اوس گل نے سنائی ہوتی

نیند آتی مجھے آرام سے اے راحت جان
اپنا گل تکیہ اگر تیری کلائی ہوتی

تیرے سودائی کو اے گل ہے غشی کا عالم
ہوش آتا ابھی جو زلف سونگھائی ہوتی

اپنی صورت مجھے حیرت نہ کبھی دکھلاتی
مجھ سے اوس آئینہ رو کو جو صفائی ہوتی

یار سو خلق مین یون کاہیکو ہوتا بدنام
طبع اوس گل پہ مری کاش نہ آئی ہوتی

تیرے دل سے مین اوترتا تو یقین ہے مجکو
لشکر غم کی مرے دل پہ چڑھائی ہوتی

ہم جو نسبت لب رنگین صنم سے دیتے
دل مین اپنے نہ شفق پھولی سمائی ہوتی

شوق دیدار مین اے گل مین بلائین لیتا
دور اسدم جو ترے رخ سے دولائی ہوتی

قاصد اترۂ معراج ہمین مل جاتا
بام جانان پہ اگر اپنی رسائی ہوتی

عالم عیش مین پابند رضا ہم رہتے
تھا یہی لطف کہ شاہی مین گدائی ہوتی

قصد اوڑنیکا پری رکھتی ہے ہوتا یہ گمان
رقص مین اوسنے جو پشواز اوٹھائی ہوتی

شکل دکھلاتے نہین وہ تو خدارا قاصد
اونکی تصویر مجھے لاکے دکھائی ہوتی

کیون نہ کم ظرف کو حاصل ہو غرور دولت
کسطرح کوزے مین دریا کی سمائی ہوتی

موم ہو جاتا یقین ہے وہ ابھی اے قاصد
دل سے لو شمع جبین کے جو لگائی ہوتی

بادشاہی بھی جو ملتی نہ گوارا کرتے
تیرے در کی ہمین حاصل جو گدائی ہوتی

اے حشم نخل تمنا مین مرے پھل آتا
روضۂ سرورِ دین تک جو رسائی ہوتی

تپِ فراق سے میرے جو تن مین اگ لگی
تو غل ہوا کہ چنارِ کہن مین آگ لگی

خیال تھا ہمین تیرے جو آتشین رخ کا
فنا کے بعد ہمارے کفن مین آگ لگی

تمھارے شعلۂ رخسار کا جو عکس پڑا
تو بلبلون مین ہوا غل چمن مین آگ لگی

مین پھنک رہا تھا تپِ ہجر مین جو اے گلِ تر
اسی جہت سے مرے پیرہن مین آگ لگی

جو بہرِ رقص گیا شب کو وہ گلِ رعنا
تو برقِ حسن سے سب انجمن مین آگ لگی

یہہ گرمئ تپِ فرقت کا ہے اثر اے گل
کہ جلتے جلتے ہمارے بدن مین آگ لگی

قبائے سرخ پہنکر گیا جو وہ خوش قد
تو بولین قمریان سروِ چمن مین آگ لگی

حشم یہہ زلفون پہ کب اوسکا سرخ آنچل ہے
گمان سب کو یہی ہے ختن مین آگ لگی

جو آکر باغ مین دم بھر مرا گلگون قبا ٹھیرے
تو روئے گل پہ رنگ اصلا نہ اے بادِ صبا ٹھیرے

صنم جس روز سے ہم عاشقِ زلفِ دوتا ٹھیرے
پریشان حال سودائی گرفتارِ بلا ٹھیرے

اگر گیسوئے مشکین رخ پہ تیرے مہ لقا ٹھیرے
گمان ہوگا حلب مین آکے یہہ اہلِ ختا ٹھیرے

یہہ حسرت ہے مرے گھر رات کو وہ مہ لقا ٹھیرے
شرف ہو جو گدا کے پاس آکر بادشا ٹھیرے

گمان ہو سب کو بالاے قمر تارِ شعاعی کا ترا آنچل جو رخ پر اے مہ زرین قبا ٹھیرے
مری آنکھین ہین جو یا خاکپاے آئینہ رو کی نگہ مین طوطیو بتلاؤ کیونکر طوطیا ٹھیرے
دلِ پُر داغ خطِ سبز مین ہین چھوڑئیے گیسو کہ صیدِ یار کو طاؤس ہین سبزے مین آ ٹھیرے
تمھارے دردِ فرقت مین مجھے ہر طور مشکل ہے ہزارون مین خطا ٹھیرے اگر تڑپون بپا ٹھیرے
ہزارون شکر کے سجدے کرون مین عین حسرت سے مری جانب جو الفت سے نگاہِ دلربا ٹھیرے
کنارا ہم نکیون تم سے کرین اے قلزمِ خوبی کہ جو نا آشنا تھے وہ تمھارے آشنا ٹھیرے
جنابِ ناسخ و عشق و طپش کے ہمتو پیرو ہین کسی کی بندشِ مضمون نگہ مین اپنی کیا ٹھیرے
غضب کی بات ہے ہر بات مین دعوی خدائی کا بتانِ ہند اے دل کیا معاذ اللہ خدا ٹھیرے
تمھارے پھول سے چہرہ کے ہمتو دل سے بلبل ہین کسی گل کا جمال اپنی نظر مین یار کیا ٹھیرے
بیانِ دام پھنس جانیکا عنقا کے یقین ہو جاے کمر پر یار کی آ کر اگر زلفِ رسا ٹھیرے
تڑپتے ہین خدا کیواسطے اب تو وفا کیجے جو وعدے تھے ہمارے آپ کے اے دلربا ٹھیرے
جو بد طینت ہین نیکون سے مقابل ہو نہین سکتے کہ بومِ نا سعادت کیا بھلا پیشِ ہما ٹھیرے
کسی پہلو نہین ملتی ہے راحت دردِ فرقت سے جو تم آغوش مین آؤ تو اے جانِ دل مرا ٹھیرے
تو وہ دُر ہے اگر چاہے تو چشمو نکے اشارے سے ابھی چلتا ہوا دریا بُتِ معجز نما ٹھیرے
کسیکا بارِ احسان ذی شرف لیتے ہین کب پیارے نہین ممکن کہ دیوارون کے سایہ مین ہما ٹھیرے
شفا پاتے ہین بیمارانِ الفت سینکڑون فورًا یہہ شیدائی نکیون کوچہ مین تیرے دلربا ٹھیرے

حشم کی یہہ تمنا ہے کہ یا رب مدفنِ عاصی

قریبِ روضۂ پاکِ جنابِ مصطفیٰ ٹھیرے

رُخ چھپایا نہین ہے بالون نے
گھیرا ہے گنجِ حسن کالون نے

شہرۂ لعلِ لب سنا جو حضور
کوہ سے مُنہ نکالا لالون نے

پانی دے دیکے خارِ صحرا کو
کیا ممنون میرے چھالون نے

تر وہ زلفین نہین پسینے مین
چاٹی ہے گویا اوس کالون نے

کر دیا عرش کو تہ و بالا
اونکے غم مین ہمارے نالون نے

رم طریقہ ہے شوخ چشمون کا
لی بُرائی عبث غزالون نے

اے حشم اپنی آنکھین دکھلا کر
ہمکو مارا ہے خوش جمالون نے

دیے ہین پیچ تری گیسوؤن کے بالون نے
گرائین بجلیان مجھ پر بڑا وبالون نے

کہان چھپائے ہین رخسار اونکے بالون نے
کیا ہے گورون کو تسخیر آکے کالون نے

خیالِ ابروے دلدار مین نکیون تڑپین
حلال ہمکو کیا ہاے ان ہلالون نے

قسم خدا کی جہان مین وہ آفتاب ہے تو
کہ داغ مہ کو دیا تیرے گورے گالون نے

وہ بحرِ حسن جو آیا نہ اپنے وعدے پر
جگایا سوتون کو بھی رات میرے نالون نے

مین دیکھتا نہین اک دن بھی صورتِ شادی
ملول ایسا کیا یار کے ملالون نے

قریب چشم نہین خطِ عارضِ جانان
پسند سبزۂ گلشن کیا غزالون نے

ہوا گمان کہ بجلی قریبِ مہ چمکی
چمک دکھائی جو عارض کے پاس بالون نے

ہنسی مین ہونٹ جو سر کے چمک گئے دندان
ملا یہہ ثمرۂ الفت کہ پھل گیا سینہ

فروغ بخشا ہے کیا موتیون کو لعلون نے
نہال خوب کیا ہمکو نونہالون نے

بیان ہند وہ شیرین کلام ہے تو حشم
کہ مُنہ کو چوم لیا شکرین مقالون نے

فرش مخمل چاہیئے نے شامیانا چاہیے
مجھ گریبان چاک کو دامان صحرا چاہیے

جو کہ اعلی ہین اونھین ادنی اسے جھکنا چاہیے
قلزم مواج کو قطرے کی پروا چاہیے

تیرے پستان کو سنہری یار انگیا چاہیے
شاہباز حسن کو سونے کی چڑیا چاہیے

سینہ بند چست کا پستان کو پردا چاہیے
حور عریان سر کو بے پردہ نرکھنا چاہیے

وصف جوڑے کا ترے بالون سے لکھنا چاہیے
موشگافی کرکے اس عقدہ کو کھولا چاہیے

داغ تن مین جلوہ گر دیکھو بہار چشم تر
چاندنی پھیلی ہوئی ہے سیر دریا چاہیے

کچھ رقم کرنا ہے اونکی سرگین آنکھون کا وصف
ہمکو اے مجنون سواد چشم لیلا چاہیے

آج کل کرتے ہو آنے مین یہان تو نزع ہے
ایسے بسمل کے لئے امروز فردا چاہیے

نذر کو عشاق لائین اشک سرخ و لخت دل
آج اوس سفاک کو پھولون کا گہنا چاہیے

کوچۂ قاتل مین اے دل جو گیا بسمل ہوا
نامہ بر بھی زندہ آئے وان سے دیکھا چاہیے

شبنم آسا اس چمن مین ہے بس اک شب کا قیام
میرے رونے پر تجھے اے گل نہ ہنسنا چاہیئے

ہجر ساقی مین نہین کچھ بادہ نوشی کا مزا
ابتو ساغر چاہیے ہمکو نہ مینا چاہیے

عشق مین اک سرو قامت کے ہوا ہون مین فقیر
میرے رہنے کو بس اک آزاد تکیا چاہیے

دور ہے ان روزون آنکھون سے بتِ جادو نگاہ
اب نہین یارب ہمین یہہ چشم بینا چاہیے

دردِ فرقت سے تراشیدا ہوا شکلِ ہلال
نامہ بر اوس ماہ سے جا کر یہہ کہنا چاہیے

گیسوے دلدار کے سودا زدہ ہین وا غلطو
ہم پریشانون سے اسد رجبہ اولجھا چاہیے

چومنے سے سنگِ اسود کے بھلا کیا فایدہ
لعلِ لب کا تیرے جانان مجکو بوسا چاہیے

ہے بجا تو نام تارون کے اگر ہون ای فلک
آسمانی میرے مہرو کا شلو کا چاہیے

قافیہ پیمائیون مین کچھ نہین لطفِ غزل
چست بندش چاہیے مضمون اعلا چاہیے

ہات آجاے اگر پانی زرِ خورشید کا
اوس مہِ سیمین بدن کا وصف لکھا چاہیے

دل مین ہے وصفِ دہانِ یار لکھون ای حشم
پر عوض خامہ کے مجکو بال عنقا چاہیے

نئی یہہ راہ اوسکے دیکھ لینے کی نکالی ہے
کہ میرے سامنے دنرات تصویرِ خیالی ہے

نہین موباف کھولا اوس پری پیکر نے چوٹی سے
خدایا خیر کرنا کینچلی ناگن نے ڈالی ہے

بدن مین روح جبتک ہے شرف ہی واسطے اوسکے
نہین اطلاق دل کا دل پہ جو الفت سے خالی ہے

صنم چمکا ستارہ صبح کا کب وصل کی شب کو
یہہ گویا آنکھ عزرائیل نے مجھ پر نکالی ہے

ہوا وہ غیرتِ گل عازمِ سیرِ چمن شاید
جو دستِ شاخ پر گلزار مین پھولون کی ڈالی ہے

رہائی بلبلِ دل کو نہوگی دامِ الفت سے
مصیبت مین پھنسا ہے آنکھ اوس گل پر جو ڈالی ہے

جوانی مین نہ دے ترغیب تو عزلت نشینی کی
ہمیشہ تیر سے زاہد کمان کا گوشہ خالی ہے

چمک ہو جسطرح ہنگامِ شب عقدِ ثریا کی
نہ زلفِ سیہ یون کان مین عقدِ لآلی ہے

حشم تو دو ہی دن رٹنے سے اوسکی ہو گیا مجنون
تمھارا نام کیا رشکِ پری اسمِ جلالی ہے

زلف کو یار نے بنایا ہے — مرغِ دل دام مین پھنسایا ہے

پان کیا آپ نے چبایا ہے — خون عشاق کا بہایا ہے

کس طرح شکوۂ فراق کرون — منتون سے اونھین منایا ہے

پان اوس گل کو بھیجکر افسوس — رنگ اغیار نے جمایا ہے

کر دیے کُن سے دو جہان پیدا — ایسا وہ خالق البرایا ہے

یار تلوؤن سے خارِ صحرا ہین — عشق نے یہ مزا چکھایا ہے

اپنے شیدا کو بے سبب جانان — کس لئے آپ نے ستایا ہے

شوق سے سر کے بھل نکیہ ان جارن — آج اوسنے مجھے بُلایا ہے

ہے وہ میرا حبیب بے سایہ — دونون عالم پہ جسکا سایا ہے

کوئی محبوب خوش نہین آتا — جب سے آنکھون مین وہ سمایا ہے

ہمنے اے کنجِ تربتِ روشن — نقدِ جان دیکے تجکو پایا ہے

مین بھی راضی ہون قتل پر اپنے — تمنے بیڑا اگر اوٹھایا ہے

ہے جدا جب سے وہ مہِ تابان — ابرِ غم آہ دل پہ چھایا ہے

گر گئے سب کی ہم نگاہون سے — تو نے نظرون سے کیا گرایا ہے

اے پریرو تمھاری فرقت مین — دم لبون پر ہمارا آیا ہے

ہوئی حاصل اوسے پشیمانی
راز دل جو زبان پہ لایا ہے

کیون جدائی نہ شاق ہو مجکو
بعد مدت کے تجکو پایا ہے

ملکے مسی لبونپہ اوس گل نے
داغ یاقوت کو لگایا ہے

کیون نہ ہم تیری بزم سے اوٹھین
پاس اغیار کو بٹھایا ہے

بیٹھکر ہم نہ اوٹھ سکے اصلا
ضعف نے اسقدر ستایا ہے

عطر گلہاے داغ وحشت نے
دامنِ دشت کو لبایا ہے

روے تابان یار کے آگے
ماہ نے دل پہ داغ کھایا ہے

عید کا دن ہے پہنولے جانان
پیرہن عطر مین لبایا ہے

اے حشم کیا ہو دیکھیے انجام
دل کو پہلے پہل لگایا ہے

ہوے صبر و توان رخصت قلق ہے
فقط باقی ہے جان ہوا کی رمق ہے

کھلا شیرازہ دستِ جور سے آہ
کتابِ دل کا ابتر ہر ورق ہے

پڑا ہے عکس کسکے سرخ لب کا
یہہ کیسا چرخ پر رنگِ شفق ہے

نہین ہے آج پہلو مین وہ دلبر
مرا فرطِ الم سے سینہ شق ہے

ابھی سے اے حشم مجنون ہوے تم
کتابِ عشق کا پہلا سبق ہے

شہید اتھاری زلف دوتا کے کبھی نتھے
قابل ہم اس بلاکے جفا کے کبھی نتھے

یہہ مرغانِ چمن کی چار سو نغمہ سرائی ہے
مبارک ہو مبارک ہو بہار عالم مین آئی ہے

سوالِ بوسۂ لب پر جوابِ تلخ دیتے ہو
کرو انصاف تو دل مین یہہ کیا شیرین ادائی ہے

قمر مین آگیا عقرب گمان ہے بس یہی سبکو
مرے مہرو نے زلف اپنی جو ہونٹون مین دبائی ہے

دیکھا جو لپٹے انوار اوسنے مرقد پر تو مین سمجھا
کہ تربت پر کسی نے شمع کافوری جلائی ہے

خفا پھرتے ہو کیا موجب جدا رہتے ہو کیا باعث
قسم کیا مجھ سے ملنے کی مریجان تمنے کھائی ہے

ہمارے دل کو بجلی کی طرح ہتی ہے بیتابی
تمہارے کان کی بجلی نظر جسدن سے آئی ہے

اندھیری رات مین گویا یہہ اک تارا چمکتا ہے
تری چوٹی مین کب اے ماہ تعویذِ طلائی ہے

ہمین تو جانِ شیرین تلخ ہے فرہاد کی صورت
طبیعت اک بتِ شیرین ادا پر جبسے آئی ہے

فراقِ شعلہ رو مین برق کی صورت تڑپتا ہون
بدن مین آگ کچھ ایسی تپِ غم نے لگائی ہے

وہ ہے دربار تیرا اے خدیوِ کشورِ خوبی
کہ خوبانِ جہان کے دل مین شوقِ جبہہ سائی ہے

دلِ پُر داغ مین یون گھر کیا تیری محبت نے
کہ خوشبو جس روش سے غنچۂ گل مین سمائی ہے

امانت کے کلامِ پُر رعایت پر یہ لا خطرہ
حشم لکھو غزل وقتِ طبیعت آزمائی ہے

لبِ شیرین پہ جانان گفتگوی تلخ آئی ہے
یہہ کونین آج کیسی تمنے شکر مین ملائی ہے

سحابِ چشم تر نے میرے یہہ شورش اوٹھائی ہے
کہ ان روزون گھٹا کی آبرو اگل گھٹائی ہے

مرادِ دل نے لیلے اپنے لبِ جان بخش کھلا کر
بتون نے کعبہ کو لوٹا مسیحا کی دوہائی ہے

یہہ جاے شکر ہے بعدِ فنا اوس بحرِ خوبی نے
مری تربت پہ آبِ اشک کی چادر چڑھائی ہے

جو کی اوسنے نظر شمشیر پر ہم ہو گئے بسمل
طبیعت اسطرح جلاد کی ہمنے بڑھائی ہے

یقین ہے بعد مُردن زلف جانان تک مین پہنچونگا
کہ شانہ گرنے کنگھی میری ہڈی کی بنائی ہے

گرے اشک اسقدر اپنے ہوئی پوشاک سرخ اوسکی
ہماری چشم پُرخون نے عجب مہندی چڑھائی ہے

رہا بعد فنا بھی طوق الفت اپنی گردن مین
ہماری خاک سے اوس سرو نے قمری بنائی ہے

گرا ہے آسمان غم جو اے رشک قمر ہم پر
تو ہمنے اپنے نالون سے زمین سر پر اوٹھائی ہے

دکھا کر گیسوے پُرتاب چھینا دل حسینون نے
ہمین لوٹا ہے پریون نے سلیمان کی دُہائی ہے

ترے پستان سرکش پر کہان ہین گیسوے پیچان
ترنج حسن کی بو سونگھنے کو ناگن آئی ہے

حشم کیونکر نہ مین اوسکو و نور مہر سے گردن
کہ شاہی سے سوا اوس ماہ کے در کی گدائی ہے

تیری نگاہ کیا بت بے پیر پھیر گئی
گویا کہ اندنون مری تقدیر پھیر گئی

ہر دم ہے عشق ابروے قاتل اگر یہی
سُن لیجیو کہ حلق پہ شمشیر پھیر گئی

دیکھی جو کہکشان شب فرقت مین اے قمر
آنکھون مین تیری مانگ کی تحریر پھیر گئی

کانون سے جب سُنا کہین نام کو حسن کا
آنکھون کے سامنے تری تصویر پھیر گئی

سارا جہان نگاہ حشم مین ہوا سیاہ
تیری نظر جو لے بُت بے پیر پھیر گئی

اے غیرت گلزار تجھے کچھ بھی خبر ہے
پروانۂ جانباز ترا شمع سحر ہے

اک بُت کی محبت مین مجھے کب یہ خبر ہے
کعبہ ہے کہان اور صنم خانہ کدھر ہے

خال و لب و عارض کی ضیا کیون نہو ہر سو
وہ اخترِ تابان ہیہ شفق ہے یہہ قمر ہے

ہنستے ہین وہان غیر مرے غیرتِ گل سے
رونے کا مجھے شغل یہان آٹھ پہر ہے

اعجاز دکھا رشکِ مسیحا ابھی ورنہ
بیمار حزین کا ترے دُنیا سے سفر ہے

افشان رُخِ روشن پہ چُنی کیا مری گلنے
کہتے ہین نجومی کہ ستارون مین قمر ہے

مُرنے ہوی زندہ کبھی زندہ ہوے مُردے
اُسکے لبِ جان بخش مین یہہ طرفہ اثر ہے

نازک ہے مزاج اونکا وہ ہو جائین نہ برہم
شکوہ لکھون کیونکر مجھے اس بات کا ڈر ہے

پہونچا ہے دماغ آج ہمارا ابھی فلک پر
تیری نظرِ مہر جو اے رشکِ قمر ہے

صدمے سہون کیونکر غمِ دوریِ صنم کے
قابو مین مرے آہ نہ دل ہے نہ جگر ہے

بجلی نظر آتی ہے چمکتی ہوئی مجکو
دانتون کا تصور جو یہان پیش نظر ہے

اے شوخ نظر صید ترے کیون نہون مردُم
آہو کی سی آنکھین ہین تو چیتے کی کمر ہے

اغیار ترے پاس ہین ہم دور ہین لیکن
اُف مُنہ سے نہین کرتے ہمارا یہہ جگر ہے

آنکھین وہ لڑاتے ہین رقیبون سے لبِ بام
عاشق کا رولانا جو اونھین مدنظر ہے

خوش آئی حشم کو جو ترے در کی گدائی
شاہی کی تمنا نہ اوسے خواہشِ زر ہے

ٹھوکرین کھاتے ہوے ہم ترے در تک پہونچے
پر یہہ حسرت رہی دلبر کی نہ بر تک پہونچے

وصل کی شب کو صنم چاک نہونے دون مین
ہاتھ میرا جو گریبان سحر تک پہونچے

جذبۂ الفتِ محبوب غضب ہوتا ہے
کس طرح دیکھئے یعقوب پسر تک پہونچے

تھی یہہ حسرت رخ و گیسو کی بلائین لیتا
اسقدر سنگ جگر ہے کہ جو تڑپون شب بھر
شک نہین ہے غم عصیان مین ہلکا کرتا ہون
آبرو پاتے ہین جو ترک وطن کرتے ہین
جان بھی آئے جواب پر تو یقین ہے ہمکو
تا کجا مانگ سنوارو گے گلے سے لپٹو
اوس کمان کش کی نگاہون سے نہ سینہ ہی چھدا
گل مضمون کی ہوئی کیا قدر وطن مین اپنے
کبھی رو دیے کبھی تڑپے کبھی ہم بیٹھ گئے

ہاتھ اک دن نہ مگر یار کے سر تک پہونچے
اوسکے دلبر نہ ذرا آہ اثر تک پہونچے
سرد ہوگا جو مرے اشک سقر تک پہونچے
کان سے لعل و گہر نکلے تو سر تک پہونچے
دوستو اونکو ہماری نہ خبر تک پہونچے
لیلئے لیل کے گیسو تو کمر تک پہونچے
دل مین ہوتے ہوئے یہہ تیر جگر تک پہونچے
پھول نکلے جو گلستان سے تو سر تک پہونچے
اسقدر صدمے اوٹھا کر ترے در تک پہونچے

انکو ہر لحظہ دعا ہے کہ حشم بھی یارب
مرقد بادشہ جن و بشر تک پہونچے

نہین ہی غم وہ بلائین اگر جفا کیلئے
مرا گلا ہے ترے خنجر جفا کیلئے
نصیب ہجر ہوا زشتئ مقدر سے
شب وصال مین اتنا ہے خیال ذرا
یہہ کیا ادا تھی الہی کہ کر گئی بیدم
پئے وفا جو کہا اونسے ہنسکے وہ بولے

ہماری جان بھی حاضر ہے دلربا کیلئے
تڑپ رہا ہون اسیواسطے قضا کیلئے
اوٹھائے ہاتھ پئے وصل جو دعا کیلئے
نہ بول اوٹھیو تو مرغ سحر خدا کیلئے
بہانہ اونکی ادا تھی مری قضا کیلئے
جفا کو چھوڑ دین ہم آپکی وفا کیلئے

ہزارون صدمے سہے پر نہ آئی ہمکو اجل
ہنوز زندہ ہین اُس تمک کی جفا کیلئے

ہٹے جو پیچھے کو خلوت مین وہ ادا کیسا تھا
تو ہمنے بوسے اونھین سینہ سے لگا کے لئے

ندیجے نام مرا لیکے بے سبب دشنام
زبان کو روکئے ایجان ذرا خدا کیلئے

ہر ایک کہتا ہے مجنون تمھاری الفت مین
ملا خطاب یہہ شیدائے جانفدا کیلئے

حشم ہے کوے شہنشاہ دوسرا کا گدا
نہ اوٹھیگا کبھی تعظیم بادشا کے لئے

جو سرخروئی ہے منظور مہربان میری
کرو قبول نہ پھیرو گلوریان میری

نشانہ تیر قشرہ کا ہوا ہے دل جب سے
کمر بھی ہوگئی خم صورت کمان میری

سواے درد جگر کون ہے مرا ہمدم
جو مر بھی جاؤن نہ پہونچے خبر وہان میری

نگاہ چاہ سے مجھپر کری وہ یوسف عصر
عزیزو ایسی ہی قسمت بھلا کہان میری

یقین ہی بلبل تصویر کے ہون اشک روان
کہ پوٹ درد کی اگلی ہی داستان میری

تمھارے عشق دہان نے جو کر دیا معدوم
تو چاہئے کہ ہو تربت بھی بے نشان میری

اگر ہو حرف شکایت سے آشنا ای گُل
تو شکل خامہ قلم کیجئے زبان میری

تمھارے مُنہ نہ لگانے سے مین ہوا یہہ ذلیل
سگ و ہُما نے بھی کھائین نہ ہڈیان میری

اوسے یقین مرض عشق کا تب آئیگا
بدن سے نکلیگی جب جان ناتوان میری

رہیگا سلسلۂ زلف اے حشم تا زیست
کٹینگی بعد فنا بس یہہ بیڑیان میری

دوری سے دور اے بتِ اجمل بغل مین ہے / تسکین کو تیرا تکیۂ مخمل بغل مین ہے

سونگھون میان وصل تو ہو دور دردِ سر / اے رشکِ باغ نکہتِ صندل بغل مین ہے

ہے آفتاب پہلوے پُر نور کی چمک / یا آئینہ یہہ لے بتِ اجمل بغل مین ہے

محتاجِ رخت ہو گئے کیا کیا دوشالہ پوش / پھرتے ہین کھاتے ٹھوکرین کمبل بغل مین ہے

کہتے ہین سب کہ پتلی ہے یہہ چشمِ حور کی / خالِ سیہ کہان بتِ اجمل بغل مین ہے

ہم ہین فقیر شال دوشالہ سے کام کیا / تن پر قبا ہے گرد ہے کمّل بغل مین ہے

کیا نور تیری جالی کی کُرتی سے ہے عیان / گویا قمر نہان بتِ اجمل بغل مین ہے

تو نے شرابِ الفتِ دُنیا جو ہے بھری / زاہد یہہ دل ترا نہین بوتل بغل مین ہے

سنبل ہین اب نہان گُلِ جنت سے بلبلو / لپٹی کہان یہہ زلفِ مسلسل بغل مین ہے

قاضی نہین ہے کچھ ترے تقویٰ کا اعتبار / دستارِ سبز سر پہ ہے بوتل بغل مین ہے

پہلو مین یہہ تجلّئے پستان ہے جلوہ گر / یا مہر و مہ کی ضو بتِ اجمل بغل مین ہے

زیبِ کنار بازوے شفاف ہے کہان / اے رشکِ شمع نور کی مشعل بغل مین ہے

پہلو مین اوسکے سوتے ہین وان چین سے رقیب / یہان دردِ عشق زلفِ مسلسل بغل مین ہے

پوشاک اونکی کیون نہ معطر ہے اے صبا / خوشبوے عطر و نکہتِ صندل بغل مین ہے

شاید لپٹ گئی کہین سوتے مین جو حضور / اب تک نشانِ زلفِ مسلسل بغل مین ہے

تائید عشق و فیض طپش ہے حشم ہمین / کیا غم جو کوئی شاعرِ اجہل بغل مین ہے

کرتا ہون وصل یار کی تدبیر دیکھیے — دکھلائے آگے کیا مری تقدیر دیکھیے

گیسوے یار سے ہے مرے دلکو سلسلہ — کب دور پانو سے ہو یہ زنجیر دیکھیے

ابرو تمھاری دیکھی خطا اتنی ہو گئی — بہر خدا نہ جانب شمشیر دیکھیے

تسکین کچھ تو ہو گی دل بیقرار کو — کھنچوا کے آج یار کی تصویر دیکھیے

چین بر جبین ہنوز ہے میری طرف سے یار — مٹتا نہین نوشتۂ تقدیر دیکھیے

دشمن سے ہنسکے ہمکو رلاتا ہے دوستو — اوس گل سے دل لگانیکی تقدیر دیکھیے

مدت سے آرزو ہے مرے دل مین اے حشم
چلکر یہان سے روضۂ شبیر دیکھیے

دیکھی جو زلف وصل مین اوس گلعذار کی — تاریکی آئی یاد شب انتظار کی

سیماب جلکے آتش غیرت سے خاک ہو — بیتابیان جو دیکھے دل بیقرار کی

چاہت کا پھل ملا مجھے بس اب اوٹھ گئی — اے نونہال یہ خفگی باربار کی

اوس غیرت مسیح سے جا کر کوئی کہے — حالت ہے غیر آج ترے جان نثار کی

مرتا ہون اے حشم غم دوری یار مین
مثل خزان ہے مجھکو خوشی کیا بہار کی

مجھے تو حسرت پابوس یار باقی ہے — پر اوسکو میری طرف سے غبار باقی ہے

نہ آئے آپ تو اچھا ہوا نہین پروا — ہمین اجل کا بس اب انتظار باقی ہے

موے پہ دا ہین جو آنکھین تو لوگ کہتے ہین — ہنوز حسرت دیدار یار باقی ہے

سدھارے تاب و توان صبر و ہوش فرقت مین
پر ایک دردِ جگر غمگسار باقی ہے

گلے لگاتا ہون فرقت مین وقت سونیکے
نشانی اونکی جو سونے کا ہار باقی ہے

لبون پہ جان ہے آ جلد او مسیحا دم
ہر ایک دم یہان دم کا شمار باقی ہے

یقین ہے کہ دمِ واپسین وہ گل آئے
یہہ حسرت آہ دلِ داغدار باقی ہے

کہا جو اوس سے کہ تاب و توان ہوئی رخصت
مشبک آہ مرا جسم زار باقی ہے

دیا جواب کہ تیر فقرہ کے ہو شاکی
ابھی تو خنجرِ ابرو کا وار باقی ہے

گئے جہان سے فرہاد و وامق و مجنون
صنم فقط حشم خاکسار باقی ہے

کھل گئی وجہ منہ چھپانے کی
جی مین درپردہ ہے جلانے کی

تم نہین جاتے روح جاتی ہے
رکھو موقوف یہان سے جانے کی

کوئی آتا ہے کہتے ہو ہر بار
خوب عادت ہے یہہ بہانے کی

الفتِ خال مین ہون بستۂ زلف
دام دکھیا طمع مین دانے کی

نحن اقرب کلام ہے اوسکا
کیا غرض ہمکو کعبہ جانے کی

چھوڑکر زلف خالِ عارض پر
طمع دی ہمکو تم نے دانے کی

مرغِ دل دام سے بچے کیونکر
طرفہ ترکیب ہے پھنسانے کی

اپنی فرقت مین ہمکو رلوایا
دلبری خوب دلربا نے کی

ق

ہم جب کہتے ہین اون سے بوسہ دو
اب نہین تاب غم اوٹھانے کی

اولٹی نقاب چہرۂ گلگون یار سے
ممنون ایسے ہم تو صبا کے کبھی نتھے

شکوہ ہے کیا کہ ہے یہہ زمانہ کا انقلاب
سرگرم وہ تو جور و جفا کے کبھی نتھے

جانان خطا معاف نہ آنیکی وجہ کیا
عذر ایسے پیشتر تو حنا کے کبھی نتھے

دلوائی کیون رقیب سے تعزیر جرم عشق
ہم قابل اس طرح کی سزا کے کبھی نتھے

بے طرح آج وصل مین شرماتے ہین حضور
پابند اتنی شرم و حیا کے کبھی نتھے

بہکانے سے رقیب کے دیتے ہے اب وہ داغ
یہہ طور میرے ماہ لقا کے کبھی نتھے

زخمی نکیون ہون قلب و جگر میری جان جان
تیر نگہ سے یون اچی تا کے کبھی نتھے

روتا ہون مین تو مجھ سے وہ کہتے ہین ای حشم
تجھ مین یہہ طور مکر و ریا کے کبھی نتھے

جانان ہے مجھے یاد تمہاری کئی دن سے
چشمے مین مری آنکھون کے جاری کئی دن سے

سنبل کیطرح ہم بھی پریشان ہین اے گل
تمنے جو نہین مانگ سنواری کئی دن سے

افسوس کہ ہنستا ہے وہان غیر سے وہ گل
ہمکو ہے یہان گریہ و زاری کئی دن سے

کسواسطے تم روٹھے ہو بتلاؤ سخن دارا
ہم منتین کرتے ہین تمہاری کئی دن سے

سینے پہ چلین برچھ کے کسطور نہ آرے
اوس گل کی نہین مانگ سنواری کئی دن سے

اے جانِ جہان صدمۂ دوری مین تمہارے
ہمکو نہین کچھ جان بھی پیاری کئی دن سے

اغیار سے کرتے ہین وہ ابرو کے اشارے
دلبر مرے یہہ زخم ہے کاری کئی دن سے

مضمون دہنِ یار کا یہان ہمنے نہ پایا
اب عرش پہ جاتی ہے سواری کئی دن سے

برباد دیے گلزار سے ثابت ہوا ہمکو
آتی نہین اوس گل کی سواری کئی دن سے

وہ غیرت گلزار جو آزردہ ہوا ہے
صرصر ہے ہمین باد بہاری کئی دن سے

اے غیرت گل تینے تو اتنا بھی نہ پوچھا
رہتی ہے تجھے کس لیئے زاری کئی دن سے

گریان ہیہ حشم زار نہ کسطور ہو جانان
صورت نہین دیکھی ہے تمھاری کئی دن سے

آتے نہین تم گھر جو ہمارے کئی دن سے
راتون کو گنا کرتے ہین تارے کئی دن سے

فرقت مین ہیہ بیمار ترا رشک مسیحا
افسوس کہ ہے گور کنارے کئی دن سے

دیکھی نہین ہے مانگ جو اوس جان جہان کی
چلتے ہین مرے سینہ پہ آرے کئی دن سے

دندان کا تصور ہے جو اے غیرت مہتاب
آتے ہین نظر خواب مین تارے کئی دن سے

قاصد یہی تو اوس بت سفاک سے کہنا
شیدا ہے ترا گور کنارے کئی دن سے

کسو جبہ سے افشان نہ چنی اوسنے جبین پر
بالاے قمر کیون نہین تارے کئی دن سے

دل میرا پریشان رہا کرتا تھا جانان
دیکھے نتھے گیسو جو تمھارے کئی دن سے

رو لوانا مرا یار کو کیا مدنظر ہے
کرتے ہین جو غرفے مین نظارے کئی دن سے

بیدار حشم کے ہوے اب طالع خفتہ
پاس اپنے سُلاتے ہو جو پیارے کئی دن سے

آنکھین نہ مجکو اے گل رعنا دکھائیے
اورون کو پتلیون کا تماشا دکھائیے

موتی کے بدلے لعل صدف مین ہین آشکار
جلوہ لبون کا جو لب دریا دکھائیے

تڑپے نہ میرا طایرِ دل خوف ہے یہی
انگیا کی جان مجھکو نہ چڑیا دکھایئے

الفت کا میری تو بھی نہ اصلا الیقین ہو
اونکو جو چاک کرکے کلیجا دکھایئے

جانان تڑپتا ہون مین نظارہ کے واسطے
آنچل ہٹا کے چہرۂ زیبا دکھایئے

دل مین ہین داغ زرد ہے چہرہ جگر ہے چاک
اوس رشکِ ماہتاب کو کیا کیا دکھایئے

پہچانے تاکہ چہرۂ پرنور اے حشم
قاصد کو اونکا کھینچکے نقشا دکھایئے

خوشبو لباسِ گل مین ترے پیرہن سے ہے
پھر غنچہ کامیاب شمالِ دہن سے ہے

الفت جو ہمکو ایک بتِ گلبدن سے ہے
آنکھون مین پھول خار ہین نفرت چمن سے ہے

کیون ہر روش نہ غنچۂ دل باغ باغ ہو
اتنو دہن قریب تمہارے دہن سے ہے

اے دوستو ہے دیدۂ جانان سے ہم شبیہ
اسو جہ انس دل کو ہمارے ہرن سے ہے

سارے سرور ذور ریئے جانان نے کھو دیئے
صحبت اب آہ ہمکو ملال و محن سے ہے

کیونکر سوال ملنے کا اوس گل سے کیجئے
نفرت اوسے تو اب مرے دیوانہ پن سے ہے

گرمِ خرام بادِ صبا ہو وہ کس طرح
نازک روی مین یار زیادہ دلہن سے ہے

پہلو سے اپنے آہ جدا جبکو کر دیا
اے ماہ یہہ گلہ ہمین چرخِ کہن سے ہے

کیون خوف روزِ حشر کا ہے ہمکو اے حشم
دل کو تمہارے عشق اگر پنجتن سے ہے

رسائی ہو جو تیرے مبتلا کی
بلائین لے ابھی زلفِ دوتا کی

سواری جائیگی جو دلرُبا کی — تو گلشن مین بن آئیگی صبا کی

خبر لاے جو اوس گلگون قبا کی — کرون مین منتین بادِ صبا کی

صنم اکسیر تیری خاکِ در ہے — ہمین کیا ہو تمنا کیمیا کی

پھنسا کر دل مرا باتون مین قاصد — دغا کی ہاے ظالم نے دغا کی

نہین لاتی ہے بوے زلفِ جانان — خطا کیا ہو گئی مجھ سے صبا کی

ہمارا دل ہوا پہلو مین بسمل — وہ بُرّش ہے تری تیغِ ادا کی

عیان ہو نیر تابان نہ یارب — کہ ہے یہہ رات وصلِ دلربا کی

کیا برہم مرے خورشید رو کو — فلک کا ہاے کیونکر ہو نہ شاکی

سوالِ وصل سے ہو کیون نہ خاموش — مرے گل کو ہے خو شرم و حیا کی

وہان اغیار سے ہنستے رہے وہ — یہان اندوہ کی بجلی گرا کی

نہ چومون مین تو اوسکے پا کو افسوس — رسائی ہو اگر دستِ حنا کی

صنم تعظیم کی شاہون نے اوٹھکر — وہ عزت ہے ترے در کے گدا کی

پریشانی حشم کی کچھ نہ پوچھو
کہ الفت ہے اسے زلفِ دوتا کی

ان روزون مہر مجھپہ مرے مہ لقا کی ہے — ذرّے پہ لطفِ مہر ہے قدرت خدا کی ہے

شہرت ہر ایک سمت رخِ پر ضیا کی ہے — صورت مین صاف روشنی نورِ خدا کی ہے

رخسارون کے قریب جو لٹکی ہے زلفِ یار — سورج کے آس پاس سیاہی گھٹا کی ہے

جھونٹا یہہ پانی اپنا عنایت کرین حضور
ہمکو تو چاہ بس اسی آبِ بقا کی ہے

اب بھی خبر لے آ کے تو اے غیرتِ مسیح
ہونٹون پہ جان ہائے ترے مبتلا کی ہے

طوطی و کبک ہوتے ہین غیرت سی منفعل
اے ماہ بول چال تمھاری بلا کی ہے

گیسو کے بال مصحفِ رخ پر ہین جلوہ گر
قرآن ہنود پڑھتے ہین قدرت خدا کی ہے

پیاسا ہون مین تو شربتِ دیدار کا ترے
کب احتیاج مجکو مری جان دوا کی ہے

کہتا ہے جو کوئی مرے رونیکا اونسے حال
ہنسکر وہ کہتے ہین اسے عادت بُکا کی ہے

ہم ہین گدائے خاک نشین اے ہُمائے فقر
شاہی کی آرزو نہ تمنا طِلا کی ہے

اِک دم کو چین آتا نہین ہے یہہ اضطرار
دل مین ہمارے یاد جو اِک دلرُبا کی ہے

سَنبُل کی شکل آہ پریشان ہون ہجر مین
اے جان جان قسم تری زلفِ دوتا کی ہے

سچ ہے یہہ قولِ ناظمِ خوشگو کا اے حشم
اونکو جفا کی خو مجھے عادت وفا کی ہے

عشق اک غیرتِ پری سے ہے
کام کیا ہمکو اب کسی سے ہے

یادِ ان روزون اونکی جی سے ہے
اشکباری مجھے اسی سے ہے

فیض سے ہوتا ہے بشر کو فروغ
اوجِ مہتاب چاندنی سے ہے

وصل کی شب صنم نہین آخر
مجکو دھوکا مگر ابھی سے ہے

کیا کرین سیرِ باغ اے گلرو
کام ہمکو تری گلی سے ہے

یاد تیرے دہن کی کیا بھولون
مجکو فرحت اسی کلی سے ہے

شکوۂ ظلم کیا کرون قاصد
شوق اونکو ستم گری سے ہے

دل کسیکا تباہ کر دینا
دور یہہ تیری دلبری سے ہے

میرے رونے پہ آپ ہنستے ہین
مجکو نفرت بس اس ہنسی سے ہے

کیون نہ تڑپون ہین صورتِ آدم
چاہ اوس رنگ گندمی سے ہے

کہتے ہین وہ کہ اے حشم تجکو
آبرو میری عاشقی سے ہے

قتل پر میرے جو تم پھرتے ہو خنجر باندھے
مین بھی بیٹھا ہون کمر مرنے پہ دلبر باندھے

شال سے اپنی کمر کو جو وہ دلبر باندھے
سب کہین دیکھئے عنقا کے ہین شہپر باندھے

کی خطا زلف کو جو مشک ختا باندھا تھا
ہے بجا مشکین جو وہ میری ستمگر باندھے

تیرے شیدا کو محبت کا ثمر مل جاے
بند انگیا کے جو سینہ سے لپٹ کر باندھے

کوئی نا فہم بھلا حسن سخن کیا جانے
کسطرح کور نہ آئینہ کو پتھر باندھے

خوبیٔ بخت سے شاہی بھی ملا کرتی ہے
افسری کس لئے ہین ظلِ ہُما پر باندھے

چاندنی کی شبِ تاریک مین اے دل ہو بہار
ہار پھولون کا جو کاکل مین وہ دلبر باندھے

مین وہ مجنون ہون کہ اِن روزون صنم گلیون مین
لڑکے پھرتے ہین مرے واسطے پتھر باندھے

کس سے بیر حمیٔ صیاد کا شکوہ کیجے
فصل گل مین مرے پر اور بھی کسکر باندھے

چاند پر عقد ثریا کا ہے دھوکا ہمکو
تم جو پیشانیٔ انور پہ ہو جھومر باندھے

آبرو پاتے ہین دندان سے وہ گل کہتا ہی
کوئی شیدا مرے دانتون کو نہ گوہر باندھے

نیلگون جسم نہو جاے یہہ ڈر ہے مجکو
بند انگیا کے اگر آپ نے کسکر باندھے

کچھ سلیقہ نہین ہے بندشِ مضمون کا ابھی
چاہیے حاسدِ دہقان کو کہ چھپر باندھے

روزمرہ نہو شفاف سخن مین جب تک
بھولکر اپنے کو ہرگز نہ سخنور باندھے

گو پھر اسر یہ ہما کیا کرین قسمت کو حشم
کیون یہہ بہتان ہین برعکس ہما پر باندھے

اپنی چوٹی مین یہہ موبافِ زری رہنے دے
سانپ کو کینچلی مین رشکِ پری رہنے دے

فرقتِ یار مین بہلاتا ہون دل کو اپنے
ناصحا مشغلۂ نوحہ گری رہنے دے

خوشنما کاہکشان مین ہے ستارون کی ضیا
موتیون سے مری جان مانگ بھری رہنے دے

لبِ رنگین صنم سے ہے شفق کو خجلت
اپنی سرخی تو عقیقِ جگری رہنے دے

تیرے پانو کو نہ ایذا دمِ پامالی ہو
چادرِ گل مری تربت پہ دھری رہنے دے

تو جو چاہے تو نہون خشک نہالِ گلشن
سبکی پوشاک ہمیشہ کو ہری رہنے دے

مجکو مدت سے تمنا ہے صنم زانو پر
گردنِ شیفتہ اکدم تو دھری رہنے دے

میرے مہرو کو جدا کر نہ مرے پہلو سے
دیکھ اے چرخ یہہ بیدادگری رہنے دے

ساقیا ہم ہین مے عشق سے تیری سرشار
کیا کرین بادۂ گلرنگ دھری رہنے دے

چہرۂ یار سے کیا خاک مقابل ہوگا
اے فلک ماہ کی تو جلوہ گری رہنے دے

تن مرا خشک کیا خار کی صورت تو نے
اے غمِ ہجر کچھہ آنکھون مین تری رہنے دے

نخلِ قامت کو حشم کے تو جلایا جانان

دل کی اک شاخ ہے اسکو تو ہری رہنے دے

کرو نہ مجھپہ ستم اے صنم خدا کے لئے
ملیگا مجھسا نہ کوئی تمھین جفا کے لئے

خدا کی شان ہمین آرزوے بوسہ رہے
ہو حکم بوسۂ پا کا مگر حنا کے لئے

وصال یار کی شادی نصیب ہو کیونکر
غم فراق بنا تھا مری غذا کے لئے

ہے آپ کی نظرِ مہر سے شفا ممکن
مین ڈھونڈھون حضرت عیسی کو کیون دوا کیلئے

خوشی سے پھول گیا اپنے جامۂ تن مین
جو میرے ہاتھ سے گل اوسنے مسکرا کے لئے

لئے جو بوسے تصور مین ہمنے رات اونکے
صدا یہہ غیب سے آئی ہتو خدا کے لئے

جہان مین نام ہے حاتم کا فیض کے باعث
عطا خدا نے کیا کیا شرف عطا کے لئے

خدا گواہ ہے قاصد کہ مال ہے کیا مال
ہماری جان بھی حاضر ہے دلربا کے لئے

ہمین تو ظلِ درِ یار ہے صبا کافی
ہما کا سایہ مبارک ہو بادشا کے لئے

سگِ صنم کی ہے دعوت یہی وصیت ہے
بچین نہ کچھ بھی مرے استخوان ہما کے لئے

وصال یار کا کب دیکھیئے میسر ہو
بلند ہاتھ ہین ہر دم اسی دعا کے لئے

وہی ملیگا مقدر مین جو کہ لکھا ہے
عبث یہہ خاک فشانی ہے کیمیا کے لئے

حشم کو اپنے نہ تڑپاؤ اسقدر ہر دم
دکھاؤ شکل بت مہ لقا خدا کے لئے

کجی ہے سیدھی باتون پر نئی یہہ کج ادائی ہے
بگڑتے ہین وہ ناحق مجھ سے غیرونکی بن آئی ہے

ہجوم یاس و رنج و صدمۂ دردِ جدائی ہے
ہمارے خانۂ دل مین بھی کس کس کی سمائی ہے

کہتے ہین وہ کہ ہوش ہین آو / باتین کرتے ہو منہ کے کھانیکی

رنج دینے لگے عزیز اپنے / کیا شکایت بھلا زمانے کی

دل لگی کرکے تمنے غیرون سے / دی سزا ہمکو دل لگانے کی

حال پُرغم کو میرے سن سنکر / مہر اصلا نہ دلرُبا نے کی

شاد ہوا مگر یہہ فرمایا / اونکو عادت ہے غم کے کھانیکی

لیگئے اپنے دور مین ساقی / خاک تک ہم شراب خانے کی

مین جو روتا ہوان اے گلِ خندان / وجہ کیا ہے یہہ مُسکرانے کی

اے حشمت گرچہ ہے تو سودائی / بات کہتا ہے پر ٹھکانے کی

اسقدر جان جہان مجکو ہے الفت تیری / جیتے جی جائیگی دل سے نہ محبت تیری

تو وہ گل رو ہے کہ بلبل ہین ہزارون تیری / ہر طرف گلشنِ عالم مین ہی شہرت تیری

ہے غضب حجتین ہین سینکڑون اک بوسہ پر / دیکھ لی ہمنے بس ایجان مروت تیری

ہائے تنہا مجھے تو چھوڑ کے کیا جاتا ہے / رخصت جان ہی مرے واسطے رخصت تیری

ہر گھڑی مجکو خجالت ہو نکیونکر یارب / ہو سکی مجھ سے نہ کچھ ہائے عبادت تیری

اپنی رحمت سے گناہون کو جو تو بخشیگا / ہوگی یہہ بندہ عاصی پہ عنایت تیری

دلمین انصاف تو کر اے بُت بیرحم ذرا / یہہ مروت یہہ وفا میری یہہ نفرت تیری

عوضِ مہر و وفا جور و جفا کرتا ہے / مجکو ظالم نہین اسپر بھی شکایت تیری

یارسولِ عربی ہے یہہ تمناے حشم
جل ہوا ابتو نصیب اوسکو زیارت تیری

ضد ہے اوس شمع جبین کو جو یہان آنیکی
لو مجھے صورت پروانہ ہے جل جانے کی

ابتو سینہ سے لپٹ جاؤ مری جان دیکھو
بات اچھی نہین یون وصل مین شرمانے کی

وعدہ سچا ہی سہی پر مجھے کیونکر ہو یقین
جھوٹ پر بھی تمھین عادت ہی قسم کھانیکی

جابجا چاک گریبان کئے پھرتا ہے
کیون نہ شہرت ہو ہر اک سو ترے دیوانے کی

صورتِ آئینہ حیران ہون مین اے قاصد
وجہ کیا یار کو صورت کے نہ دکھلانے کی

کھل گیا غنچۂ دل فرط خوشی سے اے گل
جب اوڑی باغ مین افواہ ترے آنیکی

باتین کرتے ہین وہ اغیار سے میری آگے
زندہ کسطور رہون بات ہی مرجانے کی

رند ہین جامۂ تزویر سے نفرت ہی ہمین
واعظو تمکو عبث فکر ہے سمجھانے کی

اے حشم پاؤن رکھا جب سے آزادی مین
کام کعبے سے نہ پروا مجھے بتخانے کی

شکایت دردِ ہجران کی کرون کیا اوس ستمگر سے
مزاج اوسکا ہے نازک کہہ نہین سکتا ہون کچھ ڈر سے

فلک کیا کر سکیگا ہمسری تو دیدۂ تر سے
ادہر روتا ہون مین تو ابر سے کہدے ادہر برسے

لب پان خوردہ کو نسبت ہی کیا یاقوت احمر سے
عجب وہ سنگدل تھا جسنے دی تشبیہہ پتھر سے

بجا ہے چاہِ نخشب گر کہون چاہِ زنخدان کو
جو نسبت دی ترے خالِ ذقن کو ماہِ انور سے

مٹایا خوب جھگڑا تونے سارا آج اے قاتل
نہ جاتا بے کٹے سر کے ترا سودا مرے سر سے

گھرنڈ اپنے دلِ افگار کے اوس سے بھی بڑھ کر ہین
ڈراتا ہے فلک ناحق ہمین خورشیدِ محشر سے

مجھے یہہ خوف ہے ہر دم کوئی رخنہ نہ پیدا ہو
وہ آکر جھانکتا ہے روزمرہ روزنِ در سے

برابر آنسوؤن کا مینھ یقین ہی آج برسیگا
اگر ہو کر خفا جائیگا دلبر تو مری بر سے

کرین اب اور کیا تدبیر قابو مین جو وہ آئے
کہ نکلا کام کچھ اپنا نہ اے دل منتِ زر سے

شمارِ عاشقان مین جانِ جان تو دیکھ رہنے دے
ملیگا کیا مٹائیگا جو میرا نام دفتر سے

خدا کی ہے یہہ قدرت تخلیہ ہو غیر سے ہر دم
تمھارے دیکھنے تک کو حشم ایجان جاترسے

مجھسے تیری جو نگہ ماہ لقا پھرتی ہے
صاف گردن پہ مری تیغِ جفا پھرتی ہے

آپ دکھلاتے نہین پھر بھی مجھے تیغِ ادا
سر اوٹھائے ہوئے یہہ میری قضا پھرتی ہے

عشقِ لیلی مین تو سرگشتہ فقط مجنون تھا
تیرے سودے مین صنم خلق خدا پھرتی ہے

مین تو کیا دخل ہوا کا بھی گھرِ اوس گل کے نہین
سر کو دیوارون سے ٹکراتی صبا پھرتی ہے

ہاتھ آتا نہین مضمون دہن کیا لکھین
ڈھونڈھتی عرش تک اب طبعِ رسا پھرتی ہے

کاش تا بابِ اجابت ہو یہہ پہونچنے کی سبیل
ٹھوکرین راستہ مین کھاتی دعا پھرتی ہے

بال زلفون کے ہوا سے نہین آتے رُخ پر
جھومتی چاند پہ یہہ کالی گھٹا پھرتی ہے

موت رخصت ہوئی آیا جو دمِ نزع صنم
یون اجل آئی ہوئی کسکی بھلا پھرتی ہے

ابتو غیرون کے ہین وان بادہ ہوائی جلسے
اے حشم دیکھئے کب اپنی ہوا پھرتی ہے

ہوئے غنچہ و گل فنا کیسے کیسے
چمن لٹ گئے اے صبا کیسے کیسے

تعشق مین دستِ نگارین کے اے دل
پسے دل برنگِ حنا کیسے کیسے

یہہ دارِ فنا بھی ہے پُر شور طوفان
ہوئے اسمین غرق آشنا کیسے کیسے

غمِ ہجر مین تو نے ان روزون ہمکو
دیے داغ اے مہ لقا کیسے کیسے

دہن کو زبان اور زبان کو تری ہی
ترے لطف ہین انجا کیسے کیسے

شبِ وصل مین آج اوس رشکِ گل نے
کرشمے کئے ہین ادا کیسے کیسے

یہہ دنیائے دون جائے عبرت ہے غافل
گدا ہو گئے بادشا کیسے کیسے

الٰہی تمنا جو میری بر آئے
کرون شکر تیرے ادا کیسے کیسے

نہ وامق نہ فرہاد ہے اب نہ مجنون
گئے خاک مین مُبتلا کیسے کیسے

مرے خون سے سینچکر گر خون نے
رکھے تازہ نخلِ جفا کیسے کیسے

مجھے پیچ پر پیچ دیتی ہے جانان
تمھاری یہہ زلفِ دوتا کیسے کیسے

نہ کوئی گیا ساتھ ملکِ عدم کو
رہے یون جلیس آشنا کیسے کیسے

حباب اپنی ہستی کو سمجھو حشمت تم
ہوئے اہل دولت فنا کیسے کیسے

تلوار باندھنے کو وہ ہو کر خفا چلے
کس شیفتہ پہ دیکھئے تیغِ قضا چلے

اس ہستئے دوروزہ مین کیا آئے کیا چلے
اپنے کو اور تہمتِ عصیان لگا چلے

دے دیکے لے کہ دولتِ عقبیٰ ہے لازوال
بس چل سکے تو آدمی راہِ خدا چلے

گلگشت اس چمن کی مبارک رہے ہمین
ہم اے مسافرو سوئے ملک بقا چلے

یہہ آرزو ہے بعد فنا میری قبر کو
ٹھوکر نہ مست ناز لگاتا ہوا چلے

مشکین بندھی ہوئین سر بازار خطا
کس شان سے ہین عاشق زلف دوتا چلے

جو باغ سے قفس مین اوڑا لائے بوئے گل
ایسی بھی قیدیونکی موافق ہوا چلے

سینہ چھا ہوا نہ وہ بت ابرو کمان ذرا
گوشون سے راتدن مرے تیر دعا چلے

کچھ تو کہو ملال کا باعث مین ہون فدا
ہو کر خفا کہان کو تم اے دلربا چلے

بس بس ہو دور مجھ سے وہ کہتے ہین بارہا
مجبور ہون مین آہ بس اب میرا کیا چلے

اوڑ کر ہوا سے آتی ہے یون غنچۂ زلف یار
جیسے قمر پہ جھوم کے کالی گھٹا چلے

جائے جو میری قبر پہ آکر وہ شہسوار
لپٹا غبار دامن زین سے مرا چلے

کیا غضب ہے عاشق گریان کو چھوڑ کر
خندان حضور جانب دولتسرا چلے

ہو رخش پر سوار جو وہ شہسوار حسن
آکر رکاب کو مہ نو چومتا چلے

نشہ شراب حسن کا ہی اوسکو اے حشم
کیونکر نہ جھوم جھوم کے وہ مہ لقا چلے

ہمسے وہ آنکھین چرائے ہوئے یکبار چلے
سیل اشک آج تو اے دیدۂ خونبار چلے

سیر کو ہو کے سوار آپ جو گلزار چلے
خاک اوڑاتے ہوئے ہم بھی پس دیوار چلے

گھر سے اس شرط پہ مقتل کو گنہگار چلے
اونکی گردن جھکے اور آپکی تلوار چلے

دیکھکر سینکڑون بیجان ہوئے بسمل لاکھون
کل تو کچھ ایسی قیامت کی وہ رفتار چلے

شکلِ مردم تجھے آنکھون مین بٹھاؤن ہر دم
اپنا قابو اگر اے شوخِ حیادار چلے

الفتِ ابروے قاتل کو نچھوڑون گا کبھی
دوستو سر پر اگر خنجرِ خونخوار چلے

حال آنے کا تمھارے نہ کھلا کچھ ہمکو
خیر ہے کس طرف آے کدھر اے یار چلے

جانِ جان تخت روان پر ہو سلیمان کا گمان
تو اگر سیر کو بالاے ہوادار چلے

یادِ مژگان کی دمِ مرگ بھی ہمسے نہ چھٹی
ساتھ لیکر ہم اے گل خلشِ خار چلے

سرخرو سب کو کیا پان کھلا کر تو نے
پر تری بزم سے ہم آہ دلِ افگار چلے

تو بلاے تو بلاشتاب ترے نظارہ کو
سر کے بھل رشکِ مسیحا ترا بیمار چلے

سُنکے شہرہ لب و دندان کا تمھارے اے گل
کوہ سے لعل تو یم سے دُرِ شہوار چلے

عشقِ ابرو مین صنم سینہ سپر ہے میرا
نہین پروا جو مرے فرق پہ تلوار چلے

غمِ دوری کے قلق پھر نہ سہون مین ہرگز
بس مرا دل پہ جو اے شوخ جفاکار چلے

گر ترا اے بتِ خوش چشم اشارہ ہو جاے
لیکے نذر آنکھین ہر اک آہوے تاتار چلے

جائین وہ بہرِ تماشا تو قدمبوسی کو
باغ سے بلبلو ہر گل ہوے بازار چلے

اے حشم پانون پہ ہو کبک بھی آکر قربان
ناز سے گر وہ مرا غیرتِ گلزار چلے

اونھین بھیجا یہہ ہمنے آج پیغامِ زبانی ہے
ہمین عاشق اگر سمجھو تمہاری قدردانی ہے

نہ ملنے کی اگر تمنے مری جان دل مین ٹھانی ہے
ترے غم سے زہر اپنی مجکو بھی اب زندگانی ہے

لبون کے رشک مین خون ہو گیا لعلِ بدخشان کا
ترے دندان کے آگے آب گوہر پانی پانی ہے

صبا وہ لالہ رخساروں سے اپنا دل لگاتا ہے
کہ مجنون بنکے جسکو خاک صحرا کی اڑاتی ہے

خدا نے کین عطا اہلِ جہان کو نعمتین کیا کیا
ازل سے میری قسمت مین مگر سوزِ نہانی ہے

نکیرین آئینگے جسدم خیال آئیگا قاصد کا
کہونگا لائے ہو خط یا کہ پیغام زبانی ہے

کرین غربال تن کو میرے کیونکر وہ تیرون سے
کہ اونکے کوچۂ الفت مین برسون خاک چھانی ہے

موا ہون اک صنم کے سبزۂ خط کی محبت مین
کفن کا اسلئے اے چرخ اخضر رنگ دھانی ہے

نہ چھوڑا او ہما تو استخوانون کو مری ہرگز
سگِ کوئے صنم کی مجکو کرنی میہمانی ہے

بتایا کوئی لفظ اخلاق مین بھی تمکو اے جانان
سکھائی یا معلم نے فقط ایذا رسانی ہے

غلط گوئی کی تہمت شاعرون پر کرتے ہین نادان
جسے جی چاہے کہدین حسن مین کب لاثانی ہے

نہین جائیگا دل سے داغ حسرت عمر بھر اسکا
یہہ گرما گرم تیرے شور الفت کی نشانی ہے

کوئی مضمون نکلکر جاے کیونکر میری بندش سے
کہ بحرِ طبع کو حاصل نہایت آب روانی ہے

تمھارے عشق مین تو کشتنی سارا زمانہ ہے
فقط مجھپر تمھین تیغِ ستم کیا آزمانی ہے

فسانہ قیس و وامق کا پرانا ہو گیا جانان
حشم کی داستان سنئے کہ یہہ تازہ کہانی ہے

نہین اے صبا کچھ قرارِ جوانی
خزان ہے قریب بہارِ جوانی

بنے نخل ماتم جوانی مین اے گل
ملا خوب ہمکو یہہ بارِ جوانی

عبث ناز کرتا ہے اسدرجہ وہ گل
کہ تھوڑے دنون ہے بہارِ جوانی

نہین لال ڈورے یہہ نشہ کے ساقی
ہے آنکھون مین جوشِ خمارِ جوانی

ترے عشق نے یہہ نیا گل کھلایا — ملی خاک مین سب بہارِ جوانی
ہین اعضا کی صورت اپنے یگانے — ہے آباد جب تک دیارِ جوانی

خزان ہے کوئی دن مین گلزار جان بھی
حشم کسکو ہے اعتبارِ جوانی

عاشقِ شیدا ترا جو وصل سے محروم ہے — رات دن روتا ہے ایسا ہجر مین مغموم ہے
پیش آیا نامہ بر اپنے مقدر کا لکھا — نامۂ دلبر مین حالِ برہمی مرقوم ہے
تنگ ہے طبعِ رسا اسکی صفت مین لا کلام — یہہ دہن ہے آپ کا یا نقطۂ موہوم ہے
راستی سے پیش آے کیا بتِ ابرو کمان — اندنون اپنا کجی پر آہ بختِ شوم ہے
خود نمائی خودکشی ان انکو کرتی ہے خراب — خادمانہ جو کرے خدمت وہی مخدوم ہے
ہم توکل پیشہ ہین اپنی نگہ مین منعمو — خاک کی مانند تختِ بادشاہِ روم ہے
جو کہ سرکش ہوتے ہین بے بہرہ رہتے ہین سدا — سرو دیکھو پھولنے پھلنے سے خود محروم ہے
میری وحشت کا بھی شہرہ چارسو ہے مثلِ قیس — حسن کی تیرے جو لے لیلی شمایل دھوم ہے

اے حشم کیون خوف تجکو ہی عذابِ قبر کا
جان و دل سے تو فداے چار دہ معصوم ہے

دریا پہ اگر آپ کنارا نکرینگے — ہم صورتِ ماہی کبھی تڑپا نکرینگے
واللہ تمھارے لبِ جان بخش کے شیدا — مرجائینگے پر منتِ عیسی نکرینگے
بسمل بھی جو کر دینگے ہمین بت حنائی — کھاتے ہین قسم خون کا دعوی نکرینگے

وہ ظلم جو کرتے ہین کرین شوق سے لیکن
ہم عاشق صادق ہین تو شکوا نکرینگے

دیکھینگے اگر پھول سے عارض ترے اے گل
پروائے چمن بلبل شیدا نکرینگے

نخوت ہے جو اوس بت کو تو اپنا بھی یہی قول
کعبہ بھی اگر ہوگا تو سجدہ نکرینگے

کیون لوٹ رہا ہے تو حشمت ایک ستم مین
کمبخت سنبھل وہ ابھی کیا کیا نکرینگے

سرو سہی کو اپنے اکیلا جو پائینگے
جوڑینگے ہاتھ منتین کرکے منائینگے

گردہ ہزار حسن سے گیسو بنائینگے
لیکن ہم اونکے پیچ مین ہرگز نہ آئینگے

غیرون کو پاس اپنے بٹھاتے ہین اب وہ ہائے
کیا جاؤن ہین کہ بزم سے مجکو اوٹھائینگے

مسی ملینگے ہونٹون پہ ان وزرون ماہرو
کیا لعل شب چراغ کو دھبہ لگائینگے

چھوڑو جفا کو ورنہ یہہ ہم عہد کرتے ہین
مرجائینگے مگر نہ کہین دل لگائینگے

نشے غزال چشمون کے ہوجائینگے ہرن
گر بے نقاب ہوکے وہ آنکھین دکھائینگے

بیہوش ہوگا نشے مین جسدم وہ بادہ نوش
لے لیکے بوسے خوب گلے سے لگائینگے

مل لو عزیزو ہمسے ملاقات ہے اخیر
اوسجا چلے ہین پھر کے جہان سے نہ آئینگے

اوس ماہرو کے خال سے دیگا اگر مثال
مارے خوشی کے دلمین نہ پھولے سمائینگے

جسدن نصیب ہوگا تمہارا ہمین وصال
شبہائے ہجر کے تمھین صدمے سنائینگے

جلتے ہین آپ جائین مگر اب یہہ ہے قلق
صورت حضور دیکھئے کبتک دکھائینگے

کس پھول کی شمیم پہ بھولی ہے تو نسیم
اوس رشک گل کی بو تجھے اک دن سونگھائینگے

ہو کر جدا جو ہمسے تو سوئیگا رات کو
سونے نہین تیری چشموں سے دریا بہائینگے

گو خال و خط کو دیکھکے تڑپے ہمارا دل
دانا اگر ہین دام مین اونکے نہ آئینگے

جانِ حزین حشم کی نکلجائیگی حضور
پہلو سے اوسکے آپ اگر اوٹھکے جائینگے

بچے عشق گیسوؤ زلفِ دوتا سے
خدا رکھے محفوظ ہر اک بلا سے

سفر کرنا اک دن ہے دارِ فنا سے
مسافر لگائین نہ دل کو سرا سے

نہ بھولونگا حسنِ گلوسوز تیرا
گلا بھی کٹیگا جو تیغ جفا سے

ترے وصل کا شکر کیونکر نہ کیجے
کہ مانگی ہین برسون دعائین خدا سے

کہان بیٹھیے کوے دلبر سے اوٹھکر
کدھر جلے بیمار دار الشفا سے

اثر کرتی ہے پاکبازون کی صحبت
بنے زر اگر مس ہو مس کیمیا سے

تری خاکِ پا ہمکو کافی ہے جانان
نہین شوق اسواسطے کیمیا سے

ملیگا نہ پھر چاہنے والا مجھسا
کنارہ کرو اب بھی جور و جفا سے

بہت روؤگے آہ تم یاد کر کے
گذر جائینگے ہم جو دارِ فنا سے

رہیگی نہ کچھ آبرو عاشقون مین
جو سر کا قدم اپنا راہِ وفا سے

بدونیاں کو ترک عادت ہے مشکل
گدائی چھٹے کسطرح پھر گدا سے

نہین مہر اوسکی نو بت لا نجومی
بھر اکسنے جامِ قمر کو ضیا سے

زیارت میسر ہو قبرِ نبی کی

حشم کی دعا ہے یہہ ہر دم خدا سے

دل محو یادِ ابروے رشکِ قمر مین ہے — ہونٹون پہ دم تصورِ تیغِ دو سر مین ہے

دانتون کا حسن کب لبِ رشکِ قمر مین ہے — سلکِ گہر چھپی ہوئی گلہاے تر مین ہے

نوکِ مژہ چبھی ہوئی جب سے جگر مین ہے — بسمل ہون جوشِ اشک مری چشمِ تر مین ہے

جاتا ہے کون کس لئے سب بیقرار ہین — بیتابی آج کیسی یہہ شمعِ سحر مین ہے

دانت اونکے پرتوِ لبِ رنگین سے ہین بہم — ضوِ لعل سے چراغ کی سلکِ گہر مین ہے

ہنس ہنس کے وان وہ آنکھین لڑاتے ہین غیر سے — یان طورِ ابرِ تر کا مری چشمِ تر مین ہے

پہنا نہ اوسنے ہار کہ تھی بار بوے گل — یہہ نازکی دماغِ بتِ سیمبر مین ہے

دھڑکا ہے دل کو روح کو ہین بیقراریان — شمعِ سحر ہین ہم کہ وہ عزمِ سفر مین ہے

در پر مین رو رہا ہون اوسے کچھ خبر نہین — لون چل رہی ہے دھوپ کڑی دوپہر مین ہے

کیا روغنِ آب و تاب کا ہے تیری ڈھال پر — جسکے سبب یہہ نور چراغِ قمر مین ہے

کیونکر نہ روؤن ابر کی صورت فراق مین — ہر دم تصور اونکا مری چشمِ تر مین ہے

عنقا صفت نظر مین نہ آؤن تو کیا عجب — دل بیقرار الفتِ موے کمر مین ہے

کالے کے مُنہ مین یا زمرد ہے جلوہ گر — موباف سبز یا کہ ترے موے سر مین ہے

نامِ خدا وہ حور ہے حسن و جمال مین — سب نقشہ باغِ خلد کا اوس گل کے گھر مین ہے

کیونکر نہ قد کو باغِ محبت سے ہو بہار — زینت گلون کی وجہ سے ہر اک شجر مین ہے

سنبل چمن مین رشک سے غلطان ہے خاک پر — خوشبو حضور آپکے وہ موے سر مین ہے

بیتابی آج کیسی ہے کہیئے تو اے حشم
کیا یاد پھر کسیکی دل نوحہ گر مین ہے

یہان سے چلیئے روضۂ محبوب یزدان دیکھیئے
جیتے جی حسرت ہے سیر باغ رضوان دیکھیئے

وقت لاغر پر بہار داغ ہجران دیکھیئے
آپ ہین سرو روان سرو چراغان دیکھیئے

سینہ میرا چاک کرکے داغ ہجران دیکھیئے
سیر اکدن اس چمن کی بھی مری جان دیکھیئے

کوچۂ جانان ئے آگے شوق جنت خاک ہو
دیکھکر گلشن کو کیا سیر بیابان دیکھیئے

چہچہے مرغان گلشن کرتے ہین اے رشک گل
چلیئے اسدم آپ بھی سیر گلستان دیکھیئے

خواب مین قرآن جو دیکھا دل نے یہہ تعبیر دی
اب کسی صورت سے چلکر روے جانان دیکھیئے

ہوکے مجنون دشت کو چلیئے ارادہ ہے یہی
شہر مین حسرت سے کب تک راہ جانان دیکھیئے

شہرہ حسن ذقن سن سنکے اے رشک چمن
بلبلون مین شور ہے چاہ زنخدان دیکھیئے

خاک رخ پر لب پہ نالہ ہے گریبان چاک چاک
یار تک جانے دے کیونکر ہمکو دربان دیکھیئے

مصحف رخ کا نظارہ بھی ہمین ہوگا نصیب
حافظو ہے یہہ ارادہ فال قرآن دیکھیئے

زلف کے سودے مین شب کو ہائے اولجھن یہہ رہی
کیا بلا نازل کرے خواب پریشان دیکھیئے

وہ جفائین کرتے ہین ڈوبینگے ہم بھی چاہ مین
کب تک آنکھون سے روان اشکون کا طوفان دیکھیئے

چھائیان ہین اوسکے منہ پر اور یہہ بیداغ ہی
ماہ تابان دیکھیئے رخسار جانان دیکھیئے

چشم سے تھمتی نہین اک پل کو اشکون کی جھڑی
موتی برساتا ہے گویا ابر نیسان دیکھیئے

سرزمین عشق جانان مین قدم رکھا ہے آہ
ہمکو صدمہ دیگا کیا کیا چرخ گردان دیکھیئے

شکلِ شبنم ہر گھڑی رونا جو ہو مد نظر — تو کسیلئے پھول سے لبہائے خندان دیکھیے

کیا چھریرا چاند سا ہے اوس مہِ نو کا بدن — ہے یہہ حسرت ہر گھڑی ہم ہو کے قربان دیکھیے

شکلِ غنچہ آپ ہین خاموش سن سنکر صدا — کب سے ہم یان در پر ہین اوس گلرو کے نالان دیکھیے

جان کنی کے واسطے ہیرے کا کھانا خوب ہے — اے حشم لیکن کسی گل کے نہ دندان دیکھیے

جو صدمے آپکے ہاتھونسے ہین اوٹھائے ہوے — کھڑے ہین مثل گنہگار سر جھکائے ہوے

یقین ہے خون ہزارون کرینگے باتون مین — وہ لاکھا پھول سے ہونٹونپہ ہین جمائے ہوے

مین شکل آئینہ حیران ہون جو کیا اسکی — جو آج بیٹھے ہو رخ سے نقاب اوٹھائے ہوے

نہ کیون ہو زہر مجھے ترک الفتِ گیسو — یہہ سانپ میرے تو ہاتھونکے ہین کھلائے ہوے

لکھا ہے حالِ دلِ زار اپنا سب مین نے — غزل سناؤن کسے اونکے بے سنائے ہوے

مثالِ طائرِ بسمل نہ کسطرح تڑپین — ہزارون زخم جگر پر ہین ہم تو کھائے ہوے

شکایت اونسے کرون کیا کہ خوف ہے مجکو — بگڑ نہ جائین مرے کام سب بنائے ہوے

ہمین رولاتے ہو بیوجہ کسلئے ہنسکر — تمھاری آتشِ غم کے ہین ہم جلائے ہوے

پری بنے کھولے ہین پر یہہ گمان ہوا سکو — چلے وہ ناز سے پشواز جب اوٹھائے ہوے

دہان یار مین جلوہ ہے دیکھیے من کا — وہ گل ہے ہونٹونمین لٹ زلف کی دبائے ہوے

مین رات کاٹون نہ آنکھون مین کیونکر اے مہرو — مہینے ہوگئے بر مین تمھین سلائے ہوے

وہ پاس آئین مرے کیا کہ دور ہین دل مین — رقیب پھرتے ہین ہر دم اونھین اوڑائے ہوے

یہہ کیا ملال ہے مجھ سے تو کیجئے ارشاد
جو آپ بیٹھے ہین اسوقت سر جھکائے ہوئے
خیال اودھر کا بھی رکھنا ذرا تو پیک نگاہ
چلے نہ جائین ادھر سے وہ منہ چھپائے ہوئے

کوئی غزل نہین سوز و گداز سے خالی
حشم بھی شمعر خون سے ہین لو لگائے ہوئے

خفگی تیری ماہ رو نہ گئی
مُنہ چھپانے کی ہائے خو نہ گئی
مرنے پر بھی کھُلی رہین آنکھین
دید کی دل سے آرزو نہ گئی
میرے دل سے گئی امید افسوس
ناامیدی غضب ہے تو نہ گئی
ہر طرف مین بگولا بنکے اوڑا
خاک ہونے پہ جستجو نہ گئی
چاہا نکلے بخار دل لیکن
ضعف سے آہ تا گلو نہ گئی
دختر رز کی دیکھئے عصمت
کبھی زاہد کے روبرو نہ گئی
جا نہین سکتے وان فرشتے بھی
غم نکر اے صبا جو تو نہ گئی
ختم ہے نازکی مگر اے گل
بانکپن کا بھی تجھ سے بو نہ گئی

شکر ہے عشق دُرِ دندان مین
اے حشم تیری آبرو نہ گئی

اپنی صورت دکھادے یار مجھے
کسیصورت نہین قرار مجھے
اوسکے غم نے کیا جو زار مجھے
بجتے ہین سب سمجھ کے خار مجھے
باغ جنت مین بے ترے اے گل
کسطرح آئیگا قرار مجھے

مرغ دل کی برآئینگی امید
وہ کرینگے اگر شکار مجھے

جل رہا ہون مین آتش غم سے
اے طبیبو نہین بخار مجھے

تیری فرقت مین بستر گل پر
مثل بسمل نہین قرار مجھے

قتل ایک مرتبہ تو کر قاتل
کیون ستاتا ہے بار بار مجھے

ہاے منہ پھیر کر وہ ہنستے ہین
دیکھتے ہین جو اشکبار مجھے

جھوٹے وعدے ہزارون تو نے کیے
کسطرح اب ہو اعتبار مجھے

نیم جان کر رہا ہے ان روزون
اوس مسیحا کا انتظار مجھے

اے حشم اونکے درد فرقت مین
ہاے جینا ہے ناگوار مجھے

مرے گل کو ہوئی مد نظر تحریر سرمے کی
سوا ہے پیش مردم اسلیئے توقیر سرمے کی

کریگا قتل تیرے دیدۂ میگون کا دنبالہ
نہ دینا دیکھ دست مست مین شمشیر سرمے کی

رسائی دست وچشم نرگسین یار تک پائی
مقدر آئینہ کا دیکھئے تقدیر سرمے کی

تری تیغ نگہ بے سرمہ ہمکو سرد کرتی ہے
تجھے حاجت بھلا کیا ہے بت کشمیر سرمے کی

غضب ہے دیکھے سرمہ دل ہمارا لے لیا اوسنے
ہمارے حق مین جادو ہو گئی تاثیر سرمے کی

پھنسائے خانۂ چشم سیہ مین دل ہزارونکے
بنائی تو نے اے گل خوب یہہ تعمیر سرمے کی

مرا کحل سخن دل لیتا ہے اہل بینش کا
جو اعمی اے حشم ہین اونکو کیا توقیر سرمے کی

آپ جاتے ہین تو سنسان مکان رہتا ہے
کیون نہ ہم روئین کہ جوشِ خفقان رہتا ہے

صبر کا ہجر مین کب نام و نشان رہتا ہے
دل بہلتا ہے اوسی جا وہ جہان رہتا ہے

ہاے مین پوچھتا پھرتا ہون بتادے کوئی
جلوہ افروز مرا ماہ کہان رہتا ہے

ہمکو تو بھول گیا کیا یہہ غضب ہے لیکن
دہیان تیرا ہمین ہر ایک زمان رہتا ہے

صدمۂ ہجر سے سوتے ہین بھی رشکِ یوسف
ایک دریا ہے کہ چشمون سے روان رہتا ہے

جسکو دکھلاتے ہین وہ دستِ نگارین کی بہار
کیا غضب ہے وہی پامال خزان رہتا ہے

کسکا افسوس کرین کسکے لئے روئین ہم
اک نہ اک قافلہ یہان روز روان رہتا ہے

تمنے اک دن بھی مری جان نہ اتنا پوچھا
اے حشم کس لئے تو نعرہ زنان رہتا ہے

اوٹھا لے تو اگر اے ماہ ذوفنون مٹی
ابھی ہو دستِ حنائی سے لالہ گون مٹی

جبین نے فیضِ قدم نے ترے کئے روشن
فلک پہ مہر تہ چرخ نیلگون مٹی

یہی جو ہجر مین اوسکے ہی خاک افشانی
تو ایک دن ہمین کردیگا یہہ جنون مٹی

تمھاری زلف کہان پانون مین اولجھتی ہے
یہہ سانپ چاٹتا ہے ہوکے سرنگون مٹی

کمال تنگ ہون جینے سے جی مین آتا ہے
ترے فراق مین اے جان جان مین ہون مٹی

یقین ہے وہ پریرو ابھی سنخر ہو
جو پھینکون اوسکی طرف پڑھکے مین فسون مٹی

غبار آئینۂ دل پہ اوسکے آیا ہے
اوڑاؤن سر پہ نہ کسطور اے جنون مٹی

مجھے وہ دیکھکے اب منہ کو ڈھانپ لیتے ہین
جبین پہ ہاے نہ کسو جہ مین ملون مٹی

مین قتیل ہو کے جو تڑپون گا نیزے کی چین
بہے گی دیکھنا قاتل برنگ خون مٹی

سمجھ کے پھول نہ پھولا سماؤن مین دلہین
جو مارے ہنس کے مرا ماہ پُرفسون مٹی

یہہ اوس قمر سے کہو تھا جو شیفتہ تیرا
لے اوسکو کر چکا افسوس چرخ دون مٹی

ہوے شہید امام ازل جو خنجر سے
تو لے حشم ہوئی شیشہ بنا کا خون مٹی

تیرے دانتون نے پایا نور کا وہ شعلہ رو پانی
کہ جسکے رو برو ہے موتیون کی آبرو پانی

تمنا میری بر آئے اگر خلوت مین ہنس ہنس کر
پلائے ہات سے اپنے وہ ماہ تند خو پانی

سوائے شربت وصل صنم جیسے ٹرپ کر جی
کرے برسون جو داغ دل کی تیرے شست و شو پانی

تمہارے قامت موزون سے ہم تشبیہ دین کیونکر
خجالت سے ہوئی ہے آبروے سرو جو پانی

نجائیگی محبت اونکی ابرو کی مرے دل سے
اگر یہہ کھینچیگا شمشیر دو دم کا تا گلو پانی

دل حسرت زدہ ہون آتش غیرت کیون بھڑکر
طلب کرتے ہین وہ غیرون سے میرے رو برو پانی

یقین ہے خاک سے خوشبوئے عنبر صاف پیدا ہو
جو ٹپکے کاکل جانان سے وقت شست و شو پانی

گل رخسار جانان یاد کر کے ہم جو روئین گے
میان باغ ہو جائیگا جاری جا بجا سو پانی

زبان دانی کا تمکو حاسدو دعوے بیجا ہے
حشم کی طرح مشکل ہے زبان ہکنا پانی

صورت ہمین تم دکھاؤ پیارے
فرقت مین نہ اب رلاؤ پیارے

ساغر مے وصل کا خدارا
بُلوا کے ہمین پلاؤ پیارے

شمشیر فراق و تیر غم سے | تازہ ہوے دل کے گھاؤ پیارے
مر جائین تڑپ کے ہجر مین ہم | اتنا نہ ہمین ستاؤ پیارے
ہر وقت ہین میرے کان مشتاق | آواز مجھے سناؤ پیارے
ترساؤ نہ ہر گھڑی خدارا | صورت تو مجھے دکھاؤ پیارے

حسرت ہے یہ ہر گھڑی حشم کو | بلواؤ کہ آپ آؤ پیارے

پہلو سے جدا وہ جان جان ہے | لب پر مرے جان ناتوان ہے
بستر پہ جو دیکھتے ہین احباب | مرنے کا ہر ایک کو گمان ہے
کیا ہجر مین سیر باغ دیکھون | ویرانہ نگہ مین بوستان ہے
مین کھینچتا ہون جو آہ پر سوز | سب کہتے ہین کیسا یہ دھوان ہے
ہے جان خیال زلف مین آہ | جینا بھی مجھے وبال جان ہے
پہونچی جو تمھاری بوے گیسو | ہر غنچۂ باغ عطردان ہے
ہونٹون پر زلف کی نہین لٹ | کالا لالون کا پاسبان ہے
تیرا نکرے جو ذکر جانان | کس کام کی منہ مین پھر زبان ہے
کب مانگ پہ ہے زری کا آنچل | سورج کی کرن مین کہکشان ہے
اللہ یہ غفلت اے مسیحا | بیمار تمھارا نیم جان ہے
اے الفت زلف یار پیچان | نظرون مین ہماری پیچوان ہے

حاضر ہے حشم کی جان ایجان
منظور جو تمکو امتحان ہے

کیون بگڑتے ہو مدعا کیا ہے — یہہ تو کہدو مری خطا کیا ہے
روٹھنا منہ کو پھیرنا ہر بار — آپ فرمائین یہہ ادا کیا ہے
غیر مخلوط شیفتہ بسمل — تم ہی بتلاؤ یہہ ادا کیا ہے
اور ہی کچھ ہے گردش تقدیر — چرخ کیسا اور آسیا کیا ہے
رہبری خود کریگا جاذبۂ شوق — پیشوا کون رہنما کیا ہے
محو دیدار کو نہین یہہ خبر — وقت ہے کون اور ہوا کیا ہے
ہمسے حال وفا کوئی پوچھے — بیوفا کہتے ہین وفا کیا ہے
اوسکو کہتے ہین جو کہ آہو حشم — ایسے اندھون کو سوجھتا کیا ہے
قتل کر مجکو ایکدن ہر بار — آبلہ دل کا توڑتا کیا ہے
کرتے ہین مفت وہ شکر رنجی — سخن تلخ مین مزا کیا ہے
ابتدا مین یہہ سوز عشق ابدل — دیکھئے اسکی انتہا کیا ہے

ذی وفا لے حشم کجا دیکھو
کیا زمانہ ہے اور ہوا کیا ہے

تم ہو روٹھے یہہ ماجرا کیا ہے — کچھ تو فرماؤ مدعا کیا ہے
رنج اوٹھانے تھے اپنی قسمت مین — کسی معشوق کا گلا کیا ہے

کرتے ہین آیا آن مین بسمل
خوش اداؤن کی بھی ادا کیا ہے

اوس گل تر کے درد فرقت مین
سیر گلزار کا مزا کیا ہے

پوچھتا پھرتا ہون طبیبون سے
مرض عشق کی دوا کیا ہے

مثل شبنم جو روتا ہی تو شبنم
دل کسی گل پہ آگیا کیا ہے

رو ٹھنے کا سبب اے رشک مسیحا کیا ہے
تم ہی بتلاؤ برائی مری اچھا کیا ہے

کوچۂ یار سے ہے کام غرض کیا ہمکو
دیر و کعبہ کسے کہتے ہین کلیسا کیا ہے

مین جو روتا ہون پڑے وصل تو وہ کہتے ہین
خیر ہے کسلیئے روتے ہو ارادا کیا ہے

مین یہہ کہتا ہون تعجب کی جگہہ ہے افسوس
جا کر پوچھتے ہو تم کہ تمنا کیا ہے

شکوۂ ہجر صنم دیکھہ عبث ہے ایدل
رنج سہنے کے سوا عشق کا ثمرا کیا ہے

سینکڑون ہو گئے اب چاہنے والے پیدا
مجھسے ملنے کی بھلا آپ کو پروا کیا ہے

تھا نہ جب عشق ترا ہم یہہ کہا کرتے تھے
پیار کرنے کا حسینونکے نتیجا کیا ہے

ہوگا بے شبہہ وہی جو ہے خدا کو منظور
کوشش و فکر سے انسان کی ہوتا کیا ہے

وجہ سے جلوۂ رخ کی ہین دو عالم روشن
چاند و سورج کو ترے سامنے رتبا کیا ہے

غم سے ہون بلبل تصویر کی صورت حیران
آئینہ اونکا مرے ہاتھ سے ٹوٹا کیا ہے

وصل سے شاد کریگا کہ رولائیگا مجھے
تجکو اب مد نظر اے گل رعنا کیا ہے

صدمۂ ہجر وہ مین سنکے یہہ فرماتے ہین
ایسے گھبراتے ہو تمنے ابھی دیکھا کیا ہے

ذات پاک نبوی کا ہی وسیلہ کافی
اے حشم آپکو اندیشۂ فردا کیا ہے

ہر بات مین گالی ہے بت بے پیر نکالی
اچھی یہہ مری آپنے توقیر نکالی

حیران ہوے سب بلبل تصویر کو دیکھو
اوس گل کی مرقع سے جو تصویر نکالی

بوسہ خم ابرو کا طلب کرنے پہ افسوس
قاتل نے مرے قتل کو شمشیر نکالی

منہجاتے ہو تم روٹھتے ہو گاہ مری جان
کیا مجھ سے نہ ملنے کی یہہ تدبیر نکالی

خاک در دلبر پہ حشم آہی گئی نیند
سونے کے لئے خوب یہہ اکسیر نکالی

زلف خوشبو کے اگر پیچ و شکن دیکھینگے
مشک مین صاف خطا اہل ختن دیکھینگے

گل رخسار بت غنچہ دہن دیکھین گے
بلبل دل کو خوشی ہے کہ چمن دیکھینگے

رشک یوسف تو دوپٹے کو ہٹادے رخ سے
دل کو ہے چاہ ترا چاہ ذقن دیکھینگے

غنچون کا کیا ہے بھلا منہ جو مقابل ہونگے
تنگ آئینگے اگر اونکا دہن دیکھینگے

جامۂ تن مین نہ ہم پھولے سمائینگے صبا
وصل کی شب کو جو وہ گل سا بدن دیکھینگے

نشے آہوے ختن ہونگے نہ کسطرح ہرن
چشم کو تیری جو اے صید فگن دیکھینگے

وہ اسیطرح شب وصل مین روٹھینگے اگر
ہاے ہم عیش مین بھی رنج و محن دیکھینگے

روٹھکر ہمسے جو وہ رشک قمر جائیگا
داغ تازہ یہہ ہم اے چرخ کہن دیکھینگے

اے حشم بخت مدینہ مین جو پہونچاؤنگا

روضۂ پاک شہنشاہِ زمن دیکھینگے

تھی مجکو جو یاد اک قمر کی
شب ملے وہ ایسے وصل کی رات
اتنا بھی نہ ہائے اوسنے پوچھا
دوری کے الم سے کیا کہون مین
رونے کی ہمارے ہائے قاصد
تڑپایا ہے ہجر ماہرو نے
پہلو سے مرے نہ سر کو دیکھو
کچھ خیر ہے مجھ سے کیون ہو روٹھے

رو رو کے تمام شب سحر کی
چادر بھی ذرا نہ منہ سے سرکی
کیون سیل رواں ہی چشم تر کی
حالت ہے جو کچھ دل و جگر کی
تو نے نہ ذرا اونھین خبر کی
حالت کہون کیا مین رات بھر کی
دیتا ہون قسم مین اپنے سر کی
مین بھی تو سنون وہ بات شر کی

راتون کو جو گنتے ہو ستارے
لو تمکو قسم ہے کس قمر کی

برگشتہ ثمرہ پہ کیا نظر کی
کیا روز فراق کون بیتاب
کیون ہے ابھی آسمان قایم
کیا تم بھی پڑے ہوئے ہو ناصح
آزادی سہی پہ کچھ تو سمجھو
دانتون سے مثال دے مرجان

حالت ہوئی منقلب جگر کی
کیون کہتے ہو شام کو سحر کی
کیا فکر ہے آہ کو اثر کی
باتون مین تمھاری بو ہے شر کی
کیا قدر ہے سرو بے ثمر کی
تقدیر لڑی ہے کیا گہر کی

سو جان و دل اونکو دو حشم تم
پرستش ہے مگر وہان تو زر کی

بڑھی ٹھوکر سے تیری اسقدر توقیر تپھر کی
بنائین کیمیا گر اے صنم اکسیر تپھر کی

لبِ جانبخش اپنے جو ہلاے وہ گلِ رعنا
تو گویا شکلِ بلبل ہو ابھی تقریر تپھر کی

نہایت تنگ دیوانہ ہے تیرا دستِ طفلان سے
سہے ایذائین کب تک ہاے یہہ دلگیر تپھر کی

عجب نیرنگ دکھلاے ہین مجکو اوسکی پستان نے
نگہین شکلِ مخمل ہاتھہ مین تاثیر تپھر کی

مگر لعلِ یمن کہیئے تو ہے یہہ سخت نادانی
ترے دانتون سے کیا ہمسنگ ہے تنویر تپھر کی

نہ چھوئین پانون ہم افسوس بہرِ شستشوی گل
رسائی پانون تک پائے نہ ہے تقدیر تپھر کی

دلِ سنگین سے شاید ملکے نکلے ہین جو ابھر
ترے پستان مین سختی ہے بہت کشمیر تپھر کی

پسِ دیوار سر پھوڑا کرین عاشق یہہ مطلب ہے
خوش آئے کیون نہ تجکو سنگدل تعمیر تپھر کی

نگہ ہو اور بھی خونریز آنکھون مین جو سرمہ دو
کہ حاجت ہوتی ہے اکثر پئے شمشیر تپھر کی

حشم پر سختیان کرتے ہو تم مین سخت حیران ہون
مری جان کیا ہے جانِ عاشقِ دلگیر تپھر کی

ہمسے وہ اگر ملنے کی پروا نہین رکھتے
اچھا ہے کہ کچھہ ہم بھی تمنا نہین رکھتے

در پردہ لڑاتے ہین وہ اغیار سے آنکھین
اور کہتے ہین ہم آپ سے پردا نہین رکھتے

ترسا نہ مجھے شربتِ دیدار سے اپنے
تشنہ ہو جو کافر بھی تو پیاسا نہین رکھتے

وہ ہمکو ستاتے ہین ذرا سمجھین تو دلمین
انسان ہین تپھر کا کلیجا نہین رکھتے

مُردے کو وہ کر دیتے ہین اک بات مین زندہ
یہہ بات تو ہرگز بھی مسیحا نہین رکھتے

بلبل کی طرح اونکے ہین پروانے ہزارون
سچ ہے مرے ملنے کی وہ پروا نہین رکھتے

نسبت تمھین کیا حور سے غلمان سے پری سے
یہہ ناز یہہ غمزہ یہہ کرشمہ نہین رکھتے

اندھیر ہے عشاق کو بیوجہ ستانا
ہین بت بھی غضب خوف خدا کا نہین رکھتے

چھپ چھپ کے وہ اغیار سے کرتے ہین اشارے
ہم وہم جو رکھتے ہین تو بیجا نہین رکھتے

ہم سر کو جھکاتے ہین وہ تلوار تو کھینچین
مرجانے سے گھبرائین دل ایسا نہین رکھتے

خم خانۂ وحدت کے شرابی جو خستہ ہین
دل مین مے دولت کا وہ نشا نہین رکھتے

نہوگا ہمسا بھی غم رسیدے خستہ جان کوئی
شفیق اپنا ہے کوئی نہ مہربان کوئی

وہ محو عشق ہون اصلا خبر نہو مجکو
اُڑا دے جامۂ تن کی جو دھجیان کوئی

جفائین جیسی کہ مجھپر حضور کرتے ہین
کرے نہ ایسی بھی عاشق پہ سختیان کوئی

قدم نہ سر کے گا اپنا زمین الفت سے
جفا کرے نکرے ہوکے آسمان کوئی

تڑپ رہا ہون مین بجلی کی شکل فرقت مین
دکھا گیا ہے جو کانون کی بجلیان کوئی

وفا کے نام سے کرتے ہو تم ستم افسوس
نثار تم پہ کرے خاک نقد جان کوئی

ہلال ابروے جانان کا جان فدائی ہون
عبث ہے مجھپہ اوٹھاے جو انگلیان کوئی

عجیب حشر کا سامان ہے کوئے قاتل مین
کوئی ہے خستہ کوئی کشتہ نیم جان کوئی

اوٹھاؤن دور سے جانان کے کسطرح قلق
قریب جانے نہین دیتا پاسبان کوئی

خیال زلف صنم مین ہوا ہون سودائی
جنون ہو خوب جو پہنا دے بیڑیان کوئی

غضب ہے نامہ کو بازو سے ہم جدا رکھین
نہو گا رشک پری ایسا حرز جان کوئی

ہمارا قافلۂ صبر و ہوش جیسا لٹا
تباہ ایسا ہو یارب نہ کاروان کوئی

ادائے یار نے اک آن مین ہمین مارا
گلے پہ پھیر دے اب تیغ دو زبان کوئی

تڑپ تڑپ کے یقین ہے کرے وہ نالہ و آہ
سنے جو ہائے مرے غم کی داستان کوئی

سناؤن حال غم ہجر اے حشم کسکو
انیس اپنا ہے کوئی نہ رازدان کوئی

گہہ پیار ہے الفت ہے کبھی مجھسے جفا ہے
انداز ترا جان جہان سب سے جدا ہے

رفتار پہ اسوجہ مری جان فدا ہے
آفت ہے ترا بانکپن اور قہر ادا ہے

جس دن سے طبیعت مری اس بت پہ ہے آئی
لب خشک ہین تر چشم ہے دل لوٹ رہا ہے

گردون پہ نہ کس طرح دماغ اپنا ہو ہمدم
بستر پہ مرے اک بت خورشید لقا ہے

گیسو کی طرح مجھ سے الجھتے ہین وہ ہر بار
پر غم نہین یہان سلسلۂ صبر و رضا ہے

اے آئینہ رو مجھ سے نہین دل جو ترا صاف
پھر گالیان دینے کا تو کیا لطف مزا ہے

محبوب خوش آواز کا سن سن کے ترانہ
صوفی کی طرح اپنا عجب حال ہوا ہے

کرتے ہو لگاوٹ تو رکاوٹ بھی ہے لازم
پیارے مین قدا لطف تکلف مین بڑا ہے

ہر ایک ترے ہجر مین کہتا ہے یہ مجھسے
کچھ خیر ہے ان روزون یہ کیا حال ترا ہے

الفت سے حسینون کی کنارہ کر اے انسان
اچھلا نہ کبھی چاہ مین جو غرق ہوا ہے

کچھ خوف نکر دل مین حشم حشر کے دن کا
حامی ترا واللہ رسول دوسرا ہے

رخ پہ بکھرے ہوے ہین گیسوے جانان کیسے
لطف دیتا ہے گھٹا مین مہ تابان کیسے

نقطۂ خال ہے رخسار پہ حیرت افزا
آگیا قبضہ مین ہندو کے یہہ قرآن کیسے

گاہ غم حسرت و حرمان کبھی اور یاس کبھی
خانۂ دل مین مرے ہوتے ہین مہمان کیسے

جسکے رخسار کو نیلا کرے بوسہ کا خیال
ایسے نازک سے نکالے کوئی ارمان کیسے

جبکہ ہم حشر مین پکڑینگے ستم کے بدلے
دیکھین اسوقت چھڑا لیتے ہین دامان کیسے

کل نہ سوچے جو کیا ترک تعلق ہم سے
آج خود اپنے کیئے پر ہو پشیمان کیسے

ساتھ ہین آہ و غم و نالہ و درد دوری
لوگ سمجھے ہین مجھے بے سر و سامان کیسے

قتل عاشق تو ہے بازیچۂ اطفال اسے
مار کر مجکو نہ مکرے بت نادان کیسے

ہووے گر آگ بھی دوزخ کی چھپائین تہ خاک
شعلۂ آہ شرربار ہون پنہان کیسے

لللہ واہ خوب عیادت کا طریقہ سوجھا
اپنے مجروح کے گھر لاے نمکدان کیسے

اپنے قابو مین ہے اک رشک پری ان روزون
لوگ مجکو نہ کہین رشک سلیمان کیسے

چھوڑ اسلام لیا کفر بتون کی خاطر
پڑ گئے پیچھے یہہ غارتگر ایمان کیسے

ایسی حسرت کے بھی صدقے کہ پس قتل مرے
دیکھو بیٹھے ہین وہ انگشت بدندان کیسے

ہمنے مانا کہ حشم تارک دنیا بھی ہوے
دل سے جائیگی مگر یاد حسینان کیسے

فایدہ کیا ہے بنے لاکھ مسیحا کوئی / تیرے بیمار کو اچھا کرے اچھا کوئی

اوسمین سو عیب ہین اے حضرت ناصح لیکن / اُس سے اچھا تو دکھا دے ہمین اچھا کوئی

عام جلسہ مین مجھے اوسنے کچھ ایسے دیکھا / سب نے دیکھا پہ سمجھو بھی نہ سمجھا کوئی

ہون وہ میخوار ازل گو کہ لبون پہ دم ہے / رکھ تو دے سامنے اب ساغر و مینا کوئی

ذبح کر کے مجھے ہوتے ہین وہ خوش کیا کہنا / واہ وا تڑپے کوئی دیکھے تماشا کوئی

جب کہا مین نے کہ مرتا ہون مین تم پر تو کہا / مر کے دکھلائیے مرتا نہین دیکھا کوئی

خم ہے گردن ابھی چمکائیے تیغ ابرو / جان دینے سے بھی جانباز ہی ڈرتا کوئی

بوسے دینا ترا یاد آتا ہے اور یہ کہنا / دیکھ کمبخت کرے اسکا نہ چرچا کوئی

بیٹھکر غیر کے گھر مجکو بلانا دیکھو / تم سا ہوگا نہ جہان مین ستم آرا کوئی

خواہش وصل جو کی اونسے کہا جھنجلا کے / ہوش مین آئیے ہے آپکو سودا کوئی

تیرے انداز پہ مایل ہو نہ کیون خود صانع / دست قدرت نے بنایا نہ پھر ایسا کوئی

ترک ہواون سے تعلق پہ تسنیم یا د رہے / تمکو اون سا نہ ملیگا اونھین تمسا کوئی

مر گئے پر بھی ہین الفت قاتل ہے وہی / جان جاتی رہی چاہت مین مگر دل ہے وہی

زک فرشتون کو دے سر شمائل ہے وہی / لاکھ جھنکوائے کنوے چاہ کے قابل ہے وہی

مین بھی ہون غیر بھی ہے بوسہ کسے دینگے حضور / جسکی صورت ہو سوال اصل مین سایل ہے وہی

دیکھی مجنون نے کوئی نعش تو رو رو کے کہا / جسمین لیلی تھی مری ہاے یہ محمل ہے وہی

یار فرش اپنا قمر چادر مہتاب بچھائے
چاندنی جسکی ہو اوجلی مہ کامل ہی وہی

حاضرات اور کسے کہتے ہین دلمین ہی وہ شوخ
جسکے شیشے مین پری بند ہو عامل ہی وہی

بخشے قامت سے قیامت یہہ حساب آج ہی کیا
جو کسی مد مین نہ تھی مد مقابل ہی وہی

پڑتی ہے آنکھ حسینونمین اوسی پر سبکی
شمع رو سب ہین مگر رونق محفل ہی وہی

بات بھی رکھتی ہی یہان عشق کمر مین پہلو
جو سمجھ لو مری تقریر کا حاصل ہی وہی

عشقبازی مین بھی لذت ہی گلا کٹنے کی
درد دل سے جو تڑپنے لگے بسمل ہی وہی

وصل مین رکھتی ہی جو بے اثر آب حیات
ہجر ساقی مین ہمین زہر ہلاہل ہی وہی

قصہ حاتم کا ابھی یار پڑھے جاتا ہے
سامعین جمع ہین آرائش محفل ہی وہی

سامنے جسکے نہین مشعل خورشید مین تیل
رخ روشن پہ ترے رشک قمر تل ہی وہی

اے حشم یار سے ہے چاند دو چار آجکل تک
اب جو چھپنے کو نہ بھلکے مہ کامل ہے وہی

دل لیجئے تو مال نہایت نفیس ہے
اوسپر یہہ عمدگی کہ نہ قیمت نہ فیس ہے

دونون مین فرق ہی اگر اونیس بیس کا
اونیس ماہ چاردہم یار بیس ہے

یاقوتی لب کو اسنے بنا دی ہی فرحت تل
معجون طرفہ اونکی مسی کا کسیس ہے

وعدہ کیا جو آپنے فردائے حشر کا
زخم جگر مین کل سے قیامت کی ٹیس ہے

ذکر فقیر بزم مین آیا جو اے حشم
بولا وہ شاہ حسن کہ خیر اک رئیس ہے

غزلیات تمام شد

تضمین برغزل حضرت اوستادی سید نذر الحسن صاحب طپش

عجب ہے عزت وشانِ محمدؐ
زہے رخسار تابانِ محمدؐ
ملک ہین زیر فرمانِ محمدؐ
وہ ہے حسنِ فراوانِ محمدؐ
کہ یوسف بھی ہے قربانِ محمدؐ

بڑھے کیونکر نہ عز وجاہ اسلام
بھری ہے دل مین مہرِ ماہ اسلام
کہ آقا ہے ہمارا شاہ اسلام
ہمین بتلائی آکر راہ اسلام
ہوے ہم پر یہہ احسانِ محمدؐ

درِ احمد کا کرلین گر نظارا
نگہ مین ہیچ ہو اقبال دارا
غنی ہوجاے بیشک دل ہمارا
کرین ہرگز نہ شاہی کو گوارا
جو ادنیٰ ہین غلامانِ محمدؐ

وہ مولا ہے مرا ساقیٔ تسنیم
نبی جتنے ہین سب دیتے ہین تعظیم
کہ جسکی کرتا ہے خالق بھی تکریم
ملک جھکتے ہین آکر بہر تسلیم
وہ ہے نامِ خدا شانِ محمدؐ

دکھاے حق مجھے سرورؐ کا روضا
کہین بختِ رسا پہونچادے اوسجا
کہ دل بہرِ زیارت ہے تڑپتا
مجھے ہو کعبۂ اقدس کا دھوکا
اگر دیکھون مین ایوانِ محمدؐ

وہ چہرہ ہے مرے آقا کا پرنور
کہ ہے پرنور جس سے شعلۂ طور
فدا ہو گیسوؤن پر کاکلِ حور
ابھی سب دل کے پیچ و تاب ہون دور
جو دیکھون زلف پیچانِ محمدؐ

عجب رتبہ محمدؐ کو ملا ہے
کہ جسکا حکم حکمِ کبریا ہے
حشم اوسکا ملا یک سے سوا ہے
بشر کا اے طپش کیا تذکرا ہے
ملک ہین زیرِ فرمانِ محمدؐ

تضمین بر غزل فقر محمد خان گویا

مجھ سے اُس گل کو کج ادائی ہے
آنکھ اغیار سے لڑائی ہے
میری اس جنگ مین صفائی ہے
حسرت ای جان شبِ جدائی ہے
مژدہ اے دل کہ موت آئی ہے

یا تو نفرت تھی میرا تھا دشمن
مُنہ چھپاتا تھا تو تہِ دامن
ملتجی یا ہے تو مہِ روشن
تجھ سے مغرور کی جُھکی گردن
یہہ بھی اک شان کبریائی ہے

بانکپن اوسنے یہہ نکالا ہے
دوش پر گیسوؤن کو ڈالا ہے
محشرِ تازہ ہونیوالا ہے
اوسنے تلوار کو سنبھالا ہے
دیکھئے کسکی موت آئی ہے

تیرے پہنچے ہین واہ کیا پر نور
پری ہیہات کہیئے ہو رنجور
جنکو پہونچے کبھی نہ شعلۂ طور
ملے حسرت سے ہاتھ دیکھکے حور
تیری وہ نازنین کلائی ہے

بخت برگشتہ ہے صبا اپنا
جب سے ہے عشق مجکو ابرو کا
ہے کشیدہ جو وہ گل رعنا
بات سیدھی بھی وہ نہین کرتا
کج ادائی سی کج ادائی ہے

دل مرا لیکے وہ بت خوشخو
منع کرتا ہے کعبہ جانے کو
غمزے کرتا ہے کیسے عشوہ جو
زاہدو قدرت خدا دیکھو
بت کو بھی دعوئے خدائی ہے

اے حشم اوسکو عشق ہی تمسے
جب یہہ طاقت نہین اوسی دیکھے
تم جو مانگو تو جان بھی دیدے
منہ ہے گویا کا اوس سے بوسہ لے
بات دشمن نے یہہ بنائی ہے

ایضاً

چمن مین تری جا بجا گفتگو ہے
تو خود روبرو ہے عبث جستجو ہے
ہر اک گل مین گویا ترا رنگ و بو ہے
یہہ اک تیرا جلوہ صنم چار سو ہے
نظر جسطرف کیجئے تو ہی تو ہے

ترے درد فرقت مین اے ماہ نور
گل و خار کا مجکو یکسان ہی بستر

اندھیرا اوجالا ہو مرغوب کیونکر ‌ ‌ ‌ نہو وصل تو رات دن ہے برابر
سحر کی نہ کچھ شام کی آرزو ہے

خدا کے لئے غیر حالت ہی میری ‌ ‌ ‌ ہے خلوت کا وقت اور آمد گھٹا کی
گلے سے لپٹ جا نہین غیر کوئی ‌ ‌ ‌ ملا دے لبِ جام کو لب سے ساقی
چمن ہے ہوا سرد ہی آبجو ہے

تصور بھلا جاے کیا دل سے تیرا ‌ ‌ ‌ نگہ مین سمایا ہے جو تیرا جلوا
ترے دھیان مین ہای پھرتا ہون ہر جا ‌ ‌ ‌ نہ مجھسا کوئی محو دیدار ہوگا
جسے دیکھتا ہون سمجھتا ہون تو ہے

مجھے خوش نہ کیون آئے دامان صحرا ‌ ‌ ‌ ہوا ہے مرے دل کو گیسو کا سودا
نہین اے حشم مجکو ہوش سراپا ‌ ‌ ‌ نہین چاک دامن کہین مجھسا گویا
نہ بخیے کی خواہش نہ فکرِ رفو ہے

تضمین بر غزل شاہِ زمن خسرو اقلیم سخن حضرت ابوظفر بادشاہ دہلی انار اللہ برہانہ

کچھ نہ پوچھو ہاے مستون مین نہ ہشیارون مین ہون ‌ ‌ ‌ کیا بتاؤن تمکو مین کسکے طلبگارون مین ہون
بلبلون مین ہون نہ پھولون مین نہ اب خارون مین ہون ‌ ‌ ‌ صوفیون مین ہون نہ رندون مین نہ میخوارون مین ہون
اے بتو بندہ خدا کا مین گنہگارون مین ہون

ہاے کیونکر ہو نہ مجکو اپنا جینا ناگوار ‌ ‌ ‌ کنج تنہائی مین رہتا ہون ہر اکدم اشکبار

حال اپنا کون پہونچاے بھلا تا گوش یار — ناکوئی مونس ہے میرا اور نہ کوئی غمگسار
غم سے مرا غمخوار ہے مین غم کے غمخوارون مین ہون

ایک گرد و پیر پڑی ہے میری جسدن سے نظر — مثل بلبل نالہ کش رہتا ہون مین شام و سحر
عشق گیسو نے کیا ایسا مجھے بے بال و پر — سب اسیران چمن روتے ہین میری حال پر
دام مین صیاد کے تازہ گرفتارون مین ہون

ہے غضب چشم غضب سے دیکھتے ہو تم مجھے — کیا قصور اے مہربان تمنے بھلا دیکھے مجھے
بے نوائی کس طرح در کو تمھارے چھوڑدے — گالیان دو یا نکلوادو تم اپنی بزم سے
ایک مدت سے تمھارے ناز بردارون مین ہون

گو حشم ہون نام کو لیکن مین ہون بیحد زبون — روتے روتے ہون نکیونکر اپنی آنکھین لال گون
کچھ نہ پوچھ اب شیفتہ جسکا ہو نہین حال سے فزون — اے ظفر مین کیا بتاؤن تجھ سی جو کچھ ہون سو ہون
لیکن اپنے فخر دین کے کفش بردارون مین ہون

خمسہ بر غزل رند لکھنوی

محبت کا تمھاری ہم تو دم ایجان بھرتے ہین — قلق سہتے ہین اور کوی وفا مین پانو دھرتے ہین
جفا اسپر بھی تم کرتے ہو تو جی سی گذرتے ہین — تمھارے ہاتھ سے تنگ آئے ہین خون اپنا کرتے ہین
بمجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم پہ مرتے ہین

نکیونکر خوش ہون لطف صحبت جانان میسر ہے — ہم اونکے عاشق شیدا ہین اونکا پیار ہم پر ہے

وہ ہین لیلی تو اپنا عشق بھی مجنون سے بڑھکر ہی
بحمد اللہ محبت دونون جانب سے برابر ہے
وہ ہمپر جان دیتے ہین اگر ہم اونپہ مرتے ہین

رہا کرتا ہے فرقت مین وہ عالم اشکباری کا
جگر پھٹتا ہے رونے پر مرے ابرِ بہاری کا
عیان سب پر ہی جو صدمہ ہی مجکو انتظاری کا
نہین معلوم اونھین کیا حال میری بیقراری کا
غلط کہتے ہین دم دیتے ہین جھوٹے ہین مُکرتے ہین

وہ شیدا ہین تمھارے ناز اوٹھانے نازنین دیکھو
ہماری جان ہاتھون سے نہ اب جائے کہین دیکھو
نہ روٹھو ہم خوشامد کرتے ہین اے مہ جبین دیکھو
تمھارا روٹھنا ہر بار کا اچھا نہین دیکھو
بری ہین ہم جو دلبر رکھتے ہین وہ کر گذرتے ہین

نہایت ہاے پچھتاتے ہین جانان تمکو دل دیکے
ہے جی مین زہر کھا جائین ہم ایسے جینے سے گذرے
غضب ہے اس جفا پر آپ ہین غافل ہمین سمجھے
ہوئی ہے راہ و رسمِ نامہ و پیغام غیرون سے
ہمین بھی آپ کے اخبار کے پرچے گذرتے ہین

امیدِ وصل ہی کیونکر نہو بشاش یہہ شیدا
کہ خلوت ہی خوشی سی سرخ ہے اسدم مرا چہرا
چمن ہے سامنے ٹھنڈی ہوا ہی اونکا یہہ نقشا
نہایت نیند مین ہین قصد ہی آرام کرنے کا
بڑھاتے ہین چھپرون کو بجلیان ہاے اوترتے ہین

جو شیدا تل کے ہین وہ دانۂ غم دلمین بوتے ہین
طلبگارِ نظارہ شکلِ شبنم ہاے روتے ہین
سپند و نقش جلواتے ہین نقدِ جان کو کھوتے ہین
مہ و خور جاے قرصِ سیم و زر خیرات ہوتے ہین
نظر اونکو ہوئی ہے راتدن صدقے اوترتے ہین

نہین جاتی بھلائین دل سی کیونکر یاد دلبر کو
ہم ایسے پیچ مین آئے نہین آرام دم بھر کو
ذرا مہلت نہین رونے سے اپنے دیدۂ تر کو
لگا ہے روگ اتبو عشق کا اس جان مضطر کو
جو ہوگی زندگی بچ جائینگے بالفعل مرتے ہین

نہین ملتے کسی سے اتبو شیدا ہین کسی گل کے
وگرنہ ہیہ کسی صحبت مین بھی ہرگز نہین جاتے
حشم نے اونکو بلوایا ہے اس باعث ہین آئیجے
شریک بزم ہین گو دوستونکی پاس خاطر سے
نہ سمجھو انکو رندون مین کسی پر زندہ مرتے ہین

خمسہ

جو ایک شمع جبین سے تھا تسلسل
حشم اسوجہ بہر زینت دو قُل
ہوا اپنا چراغ زندگی گل
لئے پھرتی ہے بلبل غنچہ مین گل
شہیدِ ناز کی تربت کہان ہے

خمسہ

مین کرون اونکی تمنا کس لئے
گر خبر لیتے تو مرتا کس لئے
اے حشم مجکو ہو پروا کس لئے
جیتے جی آکر نہ دیکھا کس لئے
خیر ہے آئے مسیحا کس لئے

نامہ عاشق بہ معشوق

اے غنچۂ باغ دلربائی
اے نور چراغ دلربائی

اے اختر چرخ دلستانی — اے گوہر بحر مہربانی
رکھتا ہون مین شوق وصل تیرا — طاقت سے بدن ہی طاق میرا
اب شوق وصال اسقدر ہے — جینا مجھے شاق اے قمر ہے
جب سے ہے خیال آہ تیرا — ہے حال بہت تباہ میرا
کیا لکھون گذرتے ہین قلق جو — رہتا ہون پڑا لپیٹے منھ کو
بستر کی شکن ہی شکل نشتر — ہے سایہ درمثال اژدر
تجھپہ مری کیا طبیعت آئی — معشوقون سے مجکو نفرت آئی
جب سے ہے کیا ترا نظارہ — ہے دیدہ بتان سے بھی کنارہ
جب تجھسا کوئی نظر نہ آئے — کسطور جگر قرار پائے
ثانی ترا ہے کہان جہان مین — ایک گل نہین تجھسا بوستان مین
ہے تیری وہ زلف عنبر افشان — خوشبو سے بسا ہے جسکی بستان
سنبل تری زلف پر فدا ہے — اس دام مین دل مرا پھنسا ہے
وہ زلف سیاہ رشک گلشن — ڈسنے کیلئے ہی کالی ناگن
زلفین ہین کہ سانپ کا ہی جوڑا — ہے اشہب دل کو میرے کوڑا
چوٹی نہین زیب پشت زیبا — اژدر ہے زبان نکالے گویا
وہ جلوۂ ابروان خمدار — عاشق کے گلے پہ کھینچے تلوار
ابرو جو جبین پہ جلوہ گر ہین — گویا دو ہلال ماہ پر ہین

یون چین کا ہے جبین پہ جلوہ ۔ جیسے کہ ہو موج زیب دریا
بجلی سے سوا غضب کی چیون ۔ جنبش ہے غمزہ کی تیر افگن
مژگان تری اے مہ منور ۔ بہر رگ جان ہے نوک نشتر
وہ نرگسین آنکھین سرمہ آلود ۔ دل کھینچنے کے لئے ہین موجود
چار آنکھین ہو ئین جو تجھسے آ یا ۔ وارفتگی چشم نرگس زار
آہو نے یہہ چشم فتنہ افزا ۔ پائی نہین غور سے جو دیکھا
سب کہتے ہین رخنہ جو نمایان ہے ۔ بینی تری خط استوا ہے
وہ کان کہ حور کو ہو حیرت ۔ حیرت کے سبب ہو ہوش غیرت
رخسارون نے حسن ایسا پایا ۔ پھولون کا بھی رنگ ہے اوڑایا
ہے باد صبا کو عشق انکا ۔ پھولون نے کیا جو اون سے دعوا
اسدرجہ طمانچے منہ پہ مارے ۔ رخ لال ہوا گلون کا بارے
بخشی ہے خدا نے رخ کو وہ تاب ۔ کیا منھ ہے مقابل آئے مہتاب
اب تیرے دہن کی کیا ثنا ہو ۔ تنگی سے جو کالعدم ہوا ہو
وہ ہونٹ ہین لال شکر افشان ۔ حیرت مین ہین صاحب بدخشان
وہ ہونٹ ترے ہین یار گلگون ۔ لعلون کو بھی ہین نثار کردون
مسی جو ملے ہے رشک گلشن ۔ ہونٹون پہ فدا ہے برگ سوسن
منہ مین ترے یون ہی حسن دندان ۔ جیسے ہون صدف مین دُر غلطان

دیکھے جو چہ ذقن کا جلوا　　یوسف کو ہو گرنے کی تمنا
گردن ہین عجیب ہے صفائی　　صنعت صانع نے ہی دکھائی
گیا لگھون صراحی اوسکو اگل　　یہہ لطف نہین ہی اوسمین بالکل
پستان ہین جو زیب قد زیبا　　ہین سرو مین دو انار گویا
پستان ہین کہ قمقمے ہین پرنور　　ہین سخت دلی سے اپنی مغرور
پستان یہ ہی ضو جو چھٹیونکی　　سرکش ہین یہہ دو زن فرنگی
پستان یہ ہی بھٹیون کا جلوا　　ہے قمقمون پر یہہ ڈاٹ گویا
وہ شانے ہین تیرے غیرت ماہ　　جنسے کہ عیان ہے شان اللہ
اللہ یہہ شانین اور شوکت　　معشوقون نے پائی کب یہہ دولت
بازو ہین عجیب پر صباحت　　قوت ہین ہین بازوے لطافت
وہ دست حنائی ہین مرجان　　شرمندہ ہے جنسے شاخ مرجان
ہین ناخن دل خراش جانان　　یا دش یہہ ہلال ہین نمایان
ایسا ہے شکم ملایم و صاف　　باہر ہین زبان سے جسکے اوصاف
چکر ہین نہ کیون ہو طبع میری　　گرداب ہی پائی ناف تیری
ممکن نہین اسمین فرق ہو جاے　　دل اسمین گرے تو غرق ہو جاے
غنقاے خرد بھی ڈھونڈ آیا　　مضمون کمر کہین نہ پایا
نازک ہے غضب کمر تمھاری　　گیسو کا ہے جسکو بوجھ بھاری

وہ تمکو سُرین حق نے بخشے　　شرمندہ ہون مہر و ماہ جنسے
وہ رانین بھری بھری تمھاری　　پُرنور وہ گول گول پیاری
یاد آتی ہین جبکہ آہ گُل رُو　　مین بیٹھتا ہون بس اپنے زانو
شفاف ہین ایسی ساق پُرنور　　جنسے جلے دن مین شمع کافور
وہ پانو ہین گُل سے خوبصورت　　بلبل کو ہو جنسے فرطِ حیرت
نازک ہین وہ پانو غیرتِ گل　　مشتاق ہی جنکی چشم بلبل
ہات آئین جو تیرے پانو گل سے　　آنکھون مین رکھے گران نہ گذرے
انداز و ادا ہے ایک آفت　　ہے چال نمونۂ قیامت
وہ ناز سے تیرا مُسکرانا　　وہ شوخیِ چشم کا دکھانا
وہ شرم سے گاہ مُنہ چھپانا　　وہ شعر لگاوٹون کی گانا
سینہ سے لپٹنا گاہ جانی　　وہ پیار وہ لطف و مہربانی
یاد آتے ہو جبکہ آہ مجکو　　رہتے نہین ہوش ماہ خوشخو
بیہوش ہون اس الم سی ہردم　　ہر لحظہ الم ہے میرا ہمدم
ہمدم کوئی جز الم نہین ہے　　فرحت مجھے ایک دم نہین ہے
کوئی نہین ہے شفیق میرا　　ہے دھیان ترا رفیق میرا
دن رات مین موردِ بلا ہون　　فرقت کی بلا مین مبتلا ہون
اس غم نے کیا ہے لاغر ایسا　　دو گام قدم نہین ٹھر کتا

تجھکو نہین وہان خبر یہہ اصلا | بسمل سا یہان ہین ہون تڑپتا
دوری کا تری مجھے الم ہے | کس سے کہون جو کہ دل پہ غم ہے
دل اسلیئے تجھکو دیدیا تھا | دلدار یہ شیفتہ کریگا
پر یہہ نہ خبر تھی آہ دلبر | دل لیکے جفا کریگا مجھپر
امید وفا تھی مجکو تجھ سے | دل مین نہین تھے دغا کے کھٹکے
اب مجکو یہی گلا ہے تجھ سے | کی تو نے دغا غضب کی مجھ سے
سنتا جو ہمارے غم کا قصا | تو سنگ بھی صاف موم ہوتا
ہم سمجھے تھے موم تجکو دلبر | لیکن تو ہے سنگ سے بھی بڑھکر
ہم جانتے تھے کہ گل ہی گلرو | پر خار سے بھی سوا ہے اب تو
اب سنگدلی کو چھوڑ جانی | کر موم دلی سے مہربانی
اب جلد نکال خار جی سے | غنچہ مرے دل کا تو کھلا دے
سودا مرا جس گھڑی ہی بڑھتا | اوسدم یہہ غزل ہون آہ پڑھتا

غزل

صورت ہمین تم دکھاؤ پیارے | فرقت مین نہ اب رولاؤ پیارے
ساغر مئے وصل کا خدارا | بلواکے ہمین پلاؤ پیارے
شمشیر فراق و تیر غم سے | تازہ ہوے دل کے گھاؤ پیارے

مر جائین تڑپکے ہجر مین ہم
اتنا نہ ہمین ستاؤ پیارے
ہر وقت ہین میرے کان مشتاق
آواز مجھے سناؤ پیارے
ترساؤ نہ ہر گھڑی خدارا
صورت تو مجھے دکھاؤ پیارے

حسرت ہے یہہ ہر گھڑی حشم کو
بُلواؤ کہ آپ آؤ پیارے

اب رحم کی کر نظر خدارا
اس تیرے تغافلون نے مارا
للّٰلہ یہہ چھوڑ کج ادائی
دل سے تو بھلا دے بیوفائی
بیتاب بہت مین ہو رہا ہون
شبنم کی طرح سے رو رہا ہون
گو دیتی ہے رنج تیری فرقت
اور کرتے ہین لوگ سب ملامت
لیکن ترا دھیان ہر گھڑی ہے
ہر ایک گھڑی مجھے کڑی ہے
پر ضبط بہت ہون آہ کرتا
صدمہ مرے دلپہ ہے گذرتا
القصہ جو ہو قصور میرا
وہ جلد معاف کر خدارا
خط کا مرے تو جواب لکھنا
لکھنا مین فدا شتاب لکھنا
تا آنکھون سے تیرے پاس آؤن
یا جلد یہان تجھے بلاؤن
کیفیت مختصر کو جانی
تو جان نا طول کی نشانی

حق سے ہے دعا حشم کی دایم
رکھے تجھے تندرست وقایم

نامۂ عاشق بہ معشوق

اے باد بہار باغ خوبی — اے روشنی چراغ خوبی
اے رونق گلشن لطافت — اے گوہر قلزم نزاکت
اے شیرین ادائے رشک شیرین — اے رونق بزم حسن و تمکین
اے لالہ عذار و رشک شمشاد — اے باعث ناز و حسن بنیاد
اے زینت حسن و رشک مہتاب — یان تک تو لکھا ہے تجکو القاب
آداب کا اب کرون مین آغاز — ہے شوق و نیاز چشمۂ ناز
ملنے کا ہے تجھ سے شوق دلمین — ہے وصل کا ہائے ذوق دلمین
دیدار کی ہے چشم کو حسرت — اسوجہ سے راتدن ہے رقت
ہو حسن فزون ترا ہمیشہ — تجکو رکھے کبریا ہمیشہ
بعد اسکے سن اے گل لطافت — لکھنے کی نہین ہے گو کہ طاقت
پر صدمہ ہے دلپہ جو کہ گذرا — ناچار مین اب ہون تجکو لکھتا
اللہ کے فضل اور کرم سے — آگاہ نہین تھا مین الم سے
دلپر سے درد و غم نہین تھے — معشوق عجیب ہمنشین تھے
آنکھون سے نہین تھے اشک بہتے — ہم شاد ہرایکدم تھے رہتے
معشوقون سے صحبتین تھین دن رات — کرتے تھے وہ خاطر اور مدارات

اقبال سے لطف کبریا سے
معشوق بھی ناز تھے اوٹھاتے

سامان تھے عیش کے میسر
آتا تھا نہ کچھ ملال دل پہ

واقف نتھا اپنا عشق سے دل
ہم تھے نہ کسی نگہ کے گھایل

تھے لذت عشق سے نہ آگاہ
کہتے تھے کہ کہتے ہین کسے چاہ

اُلفت کا نہ صدمہ تھا اوٹھایا
دل تھا نہ کسی صنم پہ آیا

گو رہتی تھی مہوشون سے صحبت
پر تھا نہ کسی کا رنج فرقت

آزاد وہ سرو قد جو ہوتے
دوری مین نہ اونکی ہم تھے روتے

آتے تھے حسین جو پاس اپنے
دل کرتے تھے خوش اودا سے اپنے

پھر آنے سے اونکے اپنے جی کو
ہوتی تھی نہ کچھ خوشی نہ صدمہ

تقدیر کی بات ہونے والی
آسایش و عیش کھونے والی

یعنی جو کجی پہ تھا مقدّر
برگشتہ تھا ہم سے چرخ اخضر

ناگاہ کجی پہ آئی تدبیر
لے پہونچی کراولی مین تقدیر

گردش ہوئی چرخ کو جو مرغوب
مجکو کیا ہاے شکل مجذوب

پہونچاؤن مین نالے آسمان تک
گردون کا گلہ کرون کہان تک

ایسا ہوا اتفاق ناگاہ
تو آیا کراولی مین اے ماہ

واقف تھا نہ زینہار تجھ سے
آنکھین جو ہوئین دوچار تجھ سے

پس تیر نگاہ تیرا دلبر
در آیا ہمارے دل کے اندر

کہتے مشکل نہ کہتے مشکل — نظروں مین چرالیا مرا دل

آنکھین ہین یہہ سرمگین کہ خنجر — زخم انسے ہوا جگر کے اندر

دیکھی جو تمھاری تیغ ابرو — دلپر نرہا ہمارا قابو

رخسار یہہ گل سے دیکھکر یار — دل ہوگیا اپنا بلبل زار

یہہ ہونٹ جو لال لال دیکھے — اے ماہ عجب ملال دیکھے

یعنی کہ جگر مرا ہوا خون — سو جان سے ہوگیا مین مفتون

کچھ اور نہ اوس گھڑی بن آیا — ہونٹون کو الم سے بس چبایا

اب تونے جو زلف مین پھنسایا — ہم کہتے ہین کیا ہوا خدایا

اولجھن مین ہے دل ہمارا ہردم — رلواتی ہے زلف ہمکو پیہم

یہہ زلف ہے یا بلاے جانی — یا سانپ ہے موت کی نشانی

پستان ہین دو ترنج بے رنج — دل کو نہو کس طرح شش و پنج

پنجہ مرا اون تلک جو پہنچے — ارمان نکل آئین سارے دل کے

پر ایسا نصیب کب ہے میرا — جو دسترس اپنی ہو دوبارا

اس غم سے ہے لب پہ جان جانان — کہنے کو ہمارے مان جانان

بیزار نہ ایسا ہو تو ہم سے — ہم مرتے ہین ہجر کے الم سے

شربت ہمین وصل کا پلادے — پھر سینہ کو سینہ سے ملادے

پھر ہونٹون سے ہونٹ ہون جو باہم — آئے نہ ہمارا ہونٹون پر دم

پھر ہے یہی دل مین اب تمنا
منظور ہے تمکو پر گوارا
یہہ ظلم غضب کا ستمگر ہے
یہہ بیخبری تری غضب ہے
رُلواتا ہے تیرا ہجر ہردم
تو ہمسے جو دور ہو گیا ہے
ہردم ہے مجھے ترا تصور
ہے پیش نظر یہہ شکل زیبا
پر حیف کی بات ہے یہہ اے ماہ
پروا نہین تجکو میری صلا
تو عیش و طرب مین وان ہی دلبر
آنکھین وہان سرمگین تمہاری
مسّی ترے ہونٹون پر وہان ہے
سُرخی ہی جو وان لبون پہ پان کی
آنکھون سے لہو مین رو رہا ہون
قربان مین تمپہ رشک انجم
دل صورتِ غنچہ کھل گیا تھا

پاس اپنے ہمین بُلا خدارا
دوری نے تمھاری آہ مارا
بیمار ہے اپنے بیخبر ہے
میرے لیئے موت کا سبب ہے
کھاتا ہے کلیجا ہجر ہردم
دل زخمون سے چور ہو گیا ہے
پر تجکو نہین مرا تصور
جاتا نہین دل سے دھیان تیرا
ہے مجکو تو اسقدر تری چاہ
اس غم سے یہان مین ہون گھٹتا
صدمے ہین یہان چشم کے دلبر
چشمون سے یہان ہین اشک جاری
تاریک نگہ مین یان جہان ہے
سوگند ہے مجکو رب جان کی
رو کر یہان جان کھو رہا ہون
تشریف یہان جو لائے تھے تم
مقصد مرے دل کا ملگیا تھا

یعنی بڑی دقت اور الم سے | تیرا ہوا تھا وصال ہمدم سے
اوس دن جو ہوا تھا وصل تیرا | دل شاد ہوا تھا خوب میرا
اوس روز سے کیا جدا ہوا تو | دلبر نہین اپنے ہاے قابو
جبتک نہوا تھا وصل دلبر | صدمے تھے نہ اسقدر جگر پر
پر جب سے ہوا ہے وصل اکگل | اصلا نہین طاقت تحمل
حالت تھی نہ ہاے غیر میری | یون شاق نتھی جدائی تیری
اس وصل نے آگ ہے لگائی | کھاتا ہے مجھے غم جدائی
دوری نے تری ہی مجکو مارا | صورت تو دکھادے پھر خدارا
مرتا ہون ہر ایک دم الم سے | مضطر ہون مفارقت کے غم سے
دل خنجر ہجر سے ہے گھایل | بیتاب ہان ہین مثال بسمل
بیتاب ہے دل سے ہون جو مضطر | گھبراتا ہے دل مکان کے اندر
تیر نگہ تونے ایسا مارا | بسمل ہوا ہاے دل ہمارا
بہلاتا ہون دل نہین بہلتا | لگتا نہین ہاے جی کسی جا
سنسان ہوا مکان نظر مین | تاریک ہے سب جہان نظر مین
گو اپنا مکان ہے رشک گلشن | ہے اپنی نظر مین مثل گلخن
گلدستے جو طاقون مین ہین جانان | ہین اپنی نگہ مین مار پیچان
بستر پہ جو پھولون کی ہے خوشبو | ہے خار دماغ مجکو گل رو

پہلو مین نپاے جب تجھے دل | کس طور بھلا کہین لگے دل
الفت کا تری ہے جوش مجکو | کھانے کا نہین ہے ہوش مجکو
اپنی ہے غذا غم جدائی | کھاتا ہون ترا غم جدائی
اسدرجہ ترا ہے دھیان ہمکو | آتی نہین نیند ایکدم کو
پہلو مین مرے اگر نہو تو | سونے کا مزا ہے خاک مہرو
ملبوس جو دیکھو ملگجا ہے | ہوش خور و خواب اوڑھ گیا ہے
ہوتا ہے بہت جو صدمہ دلبر | پڑھتا ہون مین اس غزل کو دلبر

غزل

پہلو سے جدا وہ جان جان ہے | لب پر مرے جان ناتوان ہے
بستر پہ جو دیکھتے ہین احباب | مرنے کا ہر ایک کو گمان ہے
کیا ہجر مین سیر باغ دیکھون | ویرانہ نگہ مین بوستان ہے
مین کھینچتا ہون جو آہ پُرسوز | سب کہتے ہین کیسا یہہ دھوان ہے
اے جان خیال زلف مین آہ | جینا بھی مجھے وبال جان ہے
پہونچی جو تمھاری بوے گیسو | ہر غنچۂ باغ عطردان ہے
گیسو نہین تیرے سرخ لب پر | لالون کا یہہ کالا پاسبان ہے
تیرا نکرے جو ذکر جانان | کس کام کی منہ مین پھر زبان ہے

کب مانگ پہ ہے زری کا آنچل
سورج کی کرن مین کہکشان ہے

اللہ یہ غفلت اے مسیحا
بیمار تمھارا نیم جان ہے

اے الفت زلف یار پہچان
نظرون مین ہماری بیجان ہے

حاضر ہے حشم کی جان بیجان
منظور جو تمکو امتحان ہے

اب بھی تو خبر لے میری ایماہ
ملنے کی نکال پھر کوئی راہ

کرتا ہون فدا مین تجھپہ جان تک
غفلت یہ تری بھلا کہان تک

بس جور و ستم نکر خدارا
اب رحم کی کر نظر خدارا

ساغر مے وصل کا پلا دے
پھر غنچۂ آرزو کھلا دے

آتے ہی وہ یاد لذت وصل
روتا ہون مین پہرون ہائے بی فصل

اللہ وہ دن بھی پھر دکھائے
تشریف تو میرے پاس لا دے

حسرت ہی یہ دل مین میری گلرو
پھر جام مے وصال دے تو

حق سے ہے دعا بس اب حشم کی
شیدائے حزین و پر الم کی

جب تک یہ زمین و آسمان ہے
جبتک کہ یہ عرش ہی جہان ہے

یہ حسن رہے ترا سلامت
رکھے تجھے بس خدا سلامت

قصیدہ در مدح و افسوس تبدیلی جناب مستر ہنری ڈیوس ولکاٹ صاحب بہادر

زہے عنایت خلاق باغ کون ومکان
کہ ہر گھڑی گل عشرت تھے چار سو خندان

درخت بنتے تھے ہر دم نہال ہوتے تھے
سرود عیش مین تھین محو قمری بستان

خوشی سے بلبل گلشن جہان رہے تھے ہزار
ہر ایک شاخ پہ تھین طوطیان شکر افشان

شکست غنچۂ گل سے صدا یہہ آتی تھی
کہ تازہ تر رہے یہہ باغ و صاحب بستان

وفور عیش سے بالیدہ سبزہ ہوتا تھا
چمن چمن رہا کرتا تھا طرفہ تر سامان

ہر ایک نہر خروشان تھی جوش عشرت سے
ہوا وہ چلتی تھی سب جس سے ہوتے تھے شادان

بلند شہر کا سارا نواح تھا گلشن
گل مراد سے پر تھا ہر ایک کا دامان

رئیس چلتے تھے سب باغ باغ تھے ہر دم
غریب مفلس و نادار سب کے سب شادان

دکھایا رنگ زمانے نے ناگہان ایسا
کہ بدلا موسم گل جس گھڑی تو آئی خزان

جو شاد شاد تھے غم سے وہ رہتے ہین ہمدوش
نہ وہ طرب ہے نہ رونق نہ عیش کا سامان

رئیس مضطر و غمناک رہتے ہین ہر دم
بلند شہر کے باشندے سارے ہین گریان

سبب سرور و الم گر حشمت سے پوچھئے آپ
کہ فرط عیش و محن سے ہی مضطر و خندان

کبھی خوشی اوسے صورت دکھاتی ہے آکر
کبھی الم کبھی حیرت پکڑتی ہے دامان

یہہ سارے طور دکھاے ہین ہجر صاحب نے
یہان حضور تھے جبتک کلکٹر ذیشان

کسیکے دلپہ نہ آتا تھا رنج اک دم کو
بلند شہر کے شادان تھے سارے خورد و کلان

ہر ایک کہتا تھا مسٹر ولاک جو حاکم ہین — ہمارے حال پہ کرتے ہین وہ بڑے احسان

کرم وہ کرتے ہین اسطور ہم غریبون پر — کہ جیسے ذرّون پہ ہو مہر نیّر تابان

جو بحر ہے کفِ دست انگلیان ہین موجِ کرام — نہ کیون ہرا رہے کشتِ امیدِ اہلِ جہان

ہے جوش بحرِ عطا و ہمم کا اس درجہ — کوئی غریب ہو خرمہرہ کا اگر خواہان

تو ہے یقین یہہ ہمکو کہ اک اشارے مین — عنایت اوسکو کرین درج گوہرِ غلطان

حضور جب سے بنارس مین جج ہوے جاکر — تو اس ترقیِ صاحب سے سب ہین اب شادان

بلند اس سے بھی رتبہ سوا کرے خالق — دلِ حضور کے بر آئین جتنے ہون ارمان

خوشی ترقیِ صاحب کی حد سے ہے افزون — مگر جدائی کے غم کا بھی کچھ نہین پایان

بلند شہر کی رونق تھی اس سبب سے سوا — کہ فیضِ پاے مبارک کا تھا بہر عنوان

تھا جوشِ بحرِ عطاے حضور اس درجہ — کوئی غریب نہوتا تھا ایک دم نالان

حضور پھر یہہ تمنا حشم کی ہے ہر دم — کہ اپنے لطف و کرم سے خداے ہر دو جہان

عطا جج کرے میرٹھ کی آپ کو فورًا — ہمارے دل کے بھی بر آئین تاکہ سب ارمان

حضور کی رہے حاصل ہمین بھی پابوسی — اوسی طرح سے غریب و رئیس ہون شادان

اوسی طرح سے ہر اک کی امید بر آئے — اوسی طرح سے بہارون پہ آئے یہہ بستان

قصیدہ در مدح و افسوس تبدیلی معہ تاریخ ولادت صاحبزادہ جناب مسٹر کلارک صاحب بہادر

اے خوشا میجر کلارک صاحبِ خلق و کرم — آپکے سب ہین ثنا خوان وہ دیا حق نے شرف

نامِ حاتم طے کیا جود و سخا نے آپ کے | عدل نے نامی کیا کسریٰ سے افزون ہر طرف

آفتابِ ذاتِ والا جب سے ہے پرتو فگن | حرفِ علت ہو گئے سارے یہان سے لبس ضعف

پاک رستے کر دیے بالکل خس و خاشاک سے | راہزن جتنے تھے جانین ہو گئین اونکی تلف

سرکش و بدذات کرتے تھے جو بدذاتی عیان | سمِ رخشِ قہر سے پامال ہین شکلِ علف

آپکی تیغِ نگاہِ قہر تو ہنگامِ غیظ | لشکرِ بدخواہ کی کرتی ہے فوراً صاف صف

کل ضلع کا آپ نے ایسا کیا ہے انتظام | شاد ہین ادنیٰ و اعلیٰ اے مہِ برجِ شرف

چشم بد دور آپ ہین اہلِ ہنر کے قدردان | رتبہ دان ایسے بھلا کسدن تھے شاہانِ سلف

یہ خبر مشہور جب دن سے کہ تبدیلی کی ہے | سب رعایا کو الم ہے اے شہِ مُلکِ شرف

لیکن اس جشن و طرب سے غم ہمارا کم ہوا | خوش نصیب اب آپکو حق نے جو بخشا ہے خلف

خاطرِ والا ہے میلا دلپسر سے باغ باغ | اس سبب ہے چارسو شورِ ربابِ چنگ و دف

چاند سے فرزند صاحب کو بھلا نسبت ہے کیا | سب یہ ہے روشن کہ چہرۂ قمر کے ہے کلف

اس چراغِ آرزو کی لو تھی سو روشن ہوا | غلِ مبارکباد کا کیونکر نہو ہر اک طرف

تین تاریخین نکالی ہین حشم نے اے حضور | فکر کے دریا سے در آئے دُرِ مقصد بکف

عیسوی سن سے طلوعِ آفتابِ فیض و عیش | نور کا ہے مادہ مشہور ہوگا ہر طرف

١٨ ٥٧

مصرعۂ تاریخ فصلی بے سرِ اندیشہ ہے | نیرِ برجِ حیا طالع ہوا با صد شرف

١٢ ٥٢

گوہرِ تاریخ ہجری کی اگر ہے جستجو

اے حشم ہے جلوۂ باغِ مراد اُسکی صدف

١٢ ٩٢

قصیدہ تہنیت جلسۂ شاہنشاہی قیصر ہند حضور ملکہ معظمہ ادام اللہ ملکہا

ہر سو ریاض ہند مین جوشِ بہار ہے
اس درجہ چار سمت سرور آشکار ہے

جوشش بہار ہے کہ چمن ہر دیار ہے
دریا خروش مین ہے ہوا خوشگوار ہے

بادِ خوشی نے غنچۂ دل تازہ کر دیے
دامن مراد کے گلِ عشرت سے بھر دیے

خندان ہر اک ہے دلمین خوشی کے وفور سے
سردار ہند آئے ہین نزدیک و دور سے

دل سب کے ہین شگفتہ نسیم سرور سے
بشاش سب نکیون ہون جلوسِ حضور سے

اب بخت اہل ہند کے بیدار ہو گئے
صہبائے فخر و عیش سے سرشار ہو گئے

ہر شہر ہند غیرتِ بُستان ہے آجکل
ہر شخص مثل پھول کے خندان ہے آجکل

طرفہ جہان مین عیش کا سامان ہے آجکل
مملو گل مراد سے دامان ہے آجکل

سامان عجیب حق نے فرح کے دکھائے ہین
جتنے رئیس ہند ہین دہلی مین آئے ہین

دہلی بھی آج دید کے قابل مقام ہے
مجرائیون کو ہر گھڑی شوقِ سلام ہے

محفل کے در پہ مجمع ہر خاص و عام ہے
وہ آج رعب ملکۂ چرخ احتشام ہے

سر دار جتنے ہند کے ہین سرنگون ہین آج
استادہ در پہ مجرے کو اہل فسون ہین آج

لطف خداے پاک یہہ ناگاہ ہو گیا
لندن کا تھا جو شاہ شہنشاہ ہو گیا
تابندہ ہند مین قمر جاہ ہو گیا
کوکب خوش اختری کے سبب ماہ ہو گیا

لاریب یہہ بھی خالق یکتا کی مہر ہے
ذرہ ہر ایک ہند کا مہر سپہر ہے

سامان عجیب دہلی مین عیش و غنا کا ہے
کیا لطف اس معظمہ پر کبریا کا ہے
شور جلوس ملکۂ وکٹوریا کا ہے
کہتے ہین سب کہ فرق پہ سایہ ہما کا ہے

کس درجہ لطف انیز دیہون ہے اندنون
ظل ہما سے رشک ہمایون ہے اندنون

شاہنشہ زمن جو وہ عالیجناب ہی
غل تہنیت کا چار طرف بیحساب ہی
فضل خدا سے قیصر ہند اب خطاب ہی
دہلی کی سرزمین پہ کیا آب تاب ہی

رونق مین جتنے کوچے ہین اب لاجواب ہین
ذرے بھی کہہ رہے ہین کہ ہم آفتاب ہین

دربار ہے کہ نور کا سامان ہے چار سو
قالین کے پھول ہین کہ گلستان ہی چار سو
بس چاندنی بھی فرش پہ قربان ہے چار سو
لو لئے عیش لطف سے رقصان ہے چار سو

فرحت نما عجیب یہہ دربار جشن ہے

کہتے ہین سب بہار یہ گلزار جشن ہے

کس حسن اور قرینے سے رکھی ہین کرسیان
زیبا ہے پر یہہ جشن یہہ رونق ہان کہان

دربار کو اگر مین کہون عرش آستان
تارون پہ حاضرین کا ہوتا ہے ہان گمان

خالق نے طرفہ طور کے سامان دکھادیے
گویا کہ باغ عیش و طرب کے کھلا دیے

ہر اک طرف عجیب ہے گلدستونکی بہار
جس سمت دیکھو قمقمے روشن ہین بیشمار

قربان جنکے پھولون پہ ہون عندلیب زار
تارون پہ قمقمون کا گمان ہے ہر ایکبار

ہین قمقمے کہ نور قسم آشکار ہے
محفل کی سرزمین فلک زرنگار ہے

تعریف بزم جشن مین قاصر ہے اب زبان
دیکھا نہین سنا نہین اس نور کا سمان

ششدر مثال آئینہ ہون کیا کرون بیان
بس یادگار خلق ہے یہہ زیر آسمان

باہر قلم سے حسن ہے نظمِ جلوس کا
شہرہ رہیگا خلق مین بزمِ جلوس کا

جشن جلوس عام مبارک خدا کرے
شوکت یہہ احترام مبارک خدا کرے

یہہ رعب احتشام مبارک خدا کرے
عیش و فرح مدام مبارک خدا کرے

ہر وقت لطف خالقِ عالم پناہ ہو
اس سے زیادہ آپ کا اقبال جاہ ہو

سن جلوس کی تو حشم فکر کچھ نکر　　تاریخ اسکی زینتِ تخت اب ہے خوب تر
داخل مگر تو مادہ مین کردے فرق زر　　تو تخت زر کی زینت و خوبی ہو جلوہ گر

اہلِ سریرِ تخت پہ دایم مقیم ہون
تیغِ الم سے قلب عدو کے دو نیم ہون

قصیدہ در مدح حضورِ پُر نور والی حیدر آباد دکن ادام اللہ حشمتہم

رونق کا باغِ ہند مین ہر سو ظہور ہے　　سیراب چار سمت ریاضِ سرور ہے
بشاش دل مین اپنے ہر اہلِ شعور ہے　　آئے حضور شور یہہ نزدیک و دور ہے

رونق ریاضِ ہند مین ایسی عیان ہوئی
دہلی کی سرزمین ریاضِ جنان ہوئی

جب سے سنا تھا شہرہ آمد جناب کا　　ذرون کو انتظار تھا بس آفتاب کا
ادنیٰ یہہ فیض ہے رخ پُر آب و تاب کا　　پر تو سے جشن پر ہوا عالم شباب کا

پھیلا ہوا ہے جشن مین جلوہ حضور کا
جلوہ حضور کا ہے کہ عالم ہے نور کا

دہلی کا جشن پا گیا زینت چمن چمن　　کہتی ہین بلبلین کہ ہے فرحت چمن چمن
آنکھون مین آگئی ہے طراوت چمن چمن　　ہر سو ہے شور نغمۂ عشرت چمن چمن

تشریف آوری سے جو رونق سوا ہوئی

قربان پائے رخش پہ بادِ صبا ہوئی

رخشِ حضور واہ عجب انتخاب ہے
راکب بھی اسکا رشک گلِ آفتاب ہے
کہتے ہین نکتہ بین کہ فرس لاجواب ہے
پرتو فگن قدم جو سیانِ رکاب ہے

یکتا ہین دونون صورت و شان و جلال مین
ہے غلغلہ کہ آج قمر ہے ہلال مین

تیغِ حضور کی جو کرون وصف آشکار
نکلے جو آب و تاب سے ہنگام کارزار
آئے قلم مین جوہرِ شمشیر آبدار
بجلی چمک پہ اسکی ہو قربان بار بار

جلوے عیان جو اسکے میانِ مصاف ہون
اک وار مین ہزار صفین ہون تو صاف ہون

گر دیکھ پاتا آپ کے یہہ رعب صفدری
خوے حسن حسین طبیعت مین ہی بھری
تھرّاتا سام صورتِ خورشید خاوری
بالکل عیان ہے باتون سے حلمِ پیمبری

تائید حق ہے لطف رسولِ غیور ہین
پابند شرع و دین محمد حضور ہین

شادان ہین سب حضور کے خلقِ عظیم سے
وہ بندوبست ملک ہے رائے سلیم سے
ہر ایک فیضیاب ہے خوے کریم سے
راضی رعایا رہتی ہے ہر دم قدیم سے

جس شاہ کا وزیر ارسطون عصر ہو
کس طور سے نہ وان کے امیرون کو فخر ہو

کہتے ہین رات دن یہی سب خاص و عام ملک
سالار جنگ ہین جو مدار المہام ملک

بیشک نظام ملک سے ہے انتظام ملک
خوش اون سے ہے رعیت والا مقام ملک

نظم و نسق کا اندنون غل ملک ملک ہے
اور شور بحر جود و کرم فلک فلک ہے

وہ ملک خوب نظم کا سامان بھی خوب ہے
دانا وزیر خوب ہے سلطان بھی خوب ہے

گر باغبان بھی خوب گلستان بھی خوب ہے
کوکب بھی خوب ماہ درخشان بھی خوب ہے

یکتا وزیر ایسا ہو جس بادشاہ کا
مقصد حصول کیون نہو ہر دادخواہ کا

موجب کمال مجکو یہہ آلام کا ہوا
حاصل نہ مدعا دل ناکام کا ہوا

باعث قوی جو گردش ایام کا ہوا
پابوس مین نہ آپ کے خدام کا ہوا

حسرت یہہ دل مین رہگئی جو بار پاتا مین
خدام کو قصیدۂ ہذا سناتا مین

ہر وقت ہے حشم کی یہہ اللہ سے دعا
مین نے قصیدہ مدح مین جو آپ کی لکھا

ہر دم وزیر شاہ کو شادان رکھے خدا
خواہش صلے کی کچھ نہین تحسین کے سوا

نخل مراد شہ رہے سیراب دایما
گلزار سلطنت رہے شاداب دایما

قطعۂ تاریخ ولادت فرزند سید محمد صاحب تحصیلدار

لبست وچارم ماہ ذالحجہ کی تھی جو ناگہان
یعنی پیدا اسید نامی نثار احمد ہوے

جلوہ افگن ماہتاب لطف یزدان ہوگیا
باپ مان کے واسطے عزت کا سامان ہوگیا

فکر کی سال ولادت کی حشم نے جس گھڑی
اے حشم اعزاز فورا آکے تابان ہوگیا

قطعۂ تاریخ باغ لالہ خیراتی لال صاحب کارندہ ریاست

باغ کو آپ کے ہم باغ نہین کہتے ہین
دیکھکر خوبیان گلزار کی خیراتی لال
گلشن دہر مین گلزار ہزارون دیکھے

باعث آبروے روے زمین کہتے ہین
صدف ارض کا ہم دُرِّ ثمین کہتے ہین
مگر اس باغ کو ہم اُن مین نگین کہتے ہین

اسکی تاریخ مبارک کو ابھی کرلو غور
اے حشم گلشن فردوس برین کہتے ہین

قطعۂ تاریخ اختتام مثنوی مولوی سراج احمد صاحب رئیس خورجہ

جناب مولوی ذی کرامت
سراج احمد کہ نامش گشتہ روشن

علیم و مقبل و درگاہ قادر
شدہ خورجہ ز فیض او مفاخر

نمود این مثنوی او خوب تصنیف — بافضال جناب رب طاہر

بوقت جستجوے سال ختمش — حشم گفتہ کہ نظمِ خیال نادر ۱۲ ۲ ۴

ایضاً

سراج احمد کہ فرمودند این نظم — برائے خاطرِ حق جوے احباب

نمودہ جستجو در سال ختمش — رقم کردہ حشم تاریخ کمیاب ۱۲ ۴ ۲

قطعہ تاریخ ولادت فرزند مشفقی محمد عبدالرحمن خان صاحب رئیس بسی

ہونے سے فرزند نیکو بخت کے — عبدرحمان خان نہایت شاد ہے

کیون نہو شادان خدا کے فضل سے — ہر طرف شور مبارکباد ہے

اے حشم سال ولادت کر رقم

روشنئی خانۂ بنیاد ہے ۱۲ ۹ ۰

شدہ پیدا جو فرزند نکو بخت — رسیدہ آوازہ اش تا گوش مریخ

پئے تاریخ میلادِ ہمایون — رقم کردہ حشم زیبندہ تاریخ ۱۲ ۹ ۰

قطعہ تاریخ ولادت فرزند سید محمد عبدالقیوم صاحب رئیس بھلاودہ

مبارک پسر عبد قیوم کو — کہ صورت مین مانند خورشید ہے

حشم ہے جو سال ولادت کی فکر — لکھو اختر اہل امید ہے ۱۲ ھ ۹۲

تاریخ ولادت فرزند مولوی محمد حسین خان صاحب رئیس بدرکہ

ہین محمد حسین خان یکتا
پیر بھائی ترے حشم ہین وہ
حق نے اونکو عطا کیا فرزند
نام نامی جو ہے نذیر حسین
صد و سی سال تک رکھے زندہ

علم باطن مین صاحب توقیر
متقی اہل علم خوش تقریر
کیون نہو شاد ہر صغیر و کبیر
اوسکا حامی رہے بشیر و نذیر
باغ عالم مین مالک تقدیر

سال میلاد اے حشم اوسکا
اختر زندگی کرو تحریر
۱۲۹۲

تاریخ ولادت صاحبزادی جناب مسٹر کلارک صاحب بہادر

کلارک اہل کرم ہین جو ہیبر ذیشان
اونھین یہہ مرتبہ خالق نے آج بخشا ہے
خدا نے دختر خوش بخت دی ہے اونکو حشم
وہ سال عیسوی ڈھونڈو حشم تولد کا
جو سال عیسوی ڈھونڈا تو چرخ چارم سے
میان دختر دلبند سن ہجری نے
۱۲۹۳ھ

حلیم و گوہر دریاے عدل و دانائی
کہ ہر اسیر کیا کرتا ہے جبین سائی
ہر اک کے خانۂ دل مین خوشی نے جا پائی
کہ آشکار ہو جس سے نشاط و زیبائی
چراغ عیش و فرح لکھو یہہ ندا آئی
خوشی مین بے سر اندیشہ شکل دکھلائی
۱۸

واسوخت

کوچۂ عشق سے یارب کوئی آگاہ نہو
بھول کر چاہ زنخدان کی ذرا چاہ نہو
کسی انسان کو کبھی یہہ غمِ جانکاہ نہو
دل کو سودائے خمِ زلف کبھی آہ نہو
گل رخسار حسینان پہ نہ مایل ہوجاے
بلبل دل نہ کوئی طایر بسمل ہوجاے

چشم میگون صنم کا کوئی بیمار نہو
خنجر ناز حسینان سے دل افگار نہو
بادۂ عشق کو پی کر کبھی سرشار نہو
چشم اس غم سے الٰہی کوئی خونبار نہو
باغ الفت مین قدم رکھکے نہ رسوا ہوجاے
پھول ہوکر کوئی انسان نہ کانٹا ہوجاے

یہہ وہ خودکام ہے جسنے کئے لاکھون ناکام
اس مقدم کی ہے تالی کا نتیجہ آلام
نامور آدمی اسنے کئے دم مین بدنام
یہہ وہ ہے فصل کہ جس جنس کا ہے خانہ عام
یہہ ہے وہ شعلۂ دلسوز کہ جان جلتی ہے
نام اسکا جو کوئی لے تو زبان جلتی ہے

پنجۂ عشق سے انسان کو بچائے خالق
پر رخِ عشق کسیکو نہ دکھاے خالق
یہی بہتر ہے کہ دنیا سے اوٹھاے خالق
ابر الفت کے الم سے نہ گھٹاے خالق

یہہ وہ بجلی ہے کہ بادل کا جگر پھٹتا ہے
یہہ وہ مہتاب ہے بڑھکر نہ کبھی گھٹتا ہے

یہہ وہ گلشن ہے کہ پھول اسکے ہین شکل اخگر
یہہ ہی وہ نخل ہے کہ سم جسکا ہی ہر ایک ثمر
اسکی کلیون سے رہا کرتے ہین دلتنگ بشر
اسکے سایہ مین نہین پھولتا ہے کوئی شجر

نخل الفت مین اثر آہ یہہ تازہ دیکھا
کوئی گل دیکھا نہ ثمرہ نہ شگوفہ دیکھا

عشق وہ بزم ہے جسمین ہوا عاشق کا گذر
ملتے ہین آب کی جا دیدۂ تر کے ساغر
تحفۂ پان کے عوض اوسکو ملا خون جگر
اور دھوان آہون کا قلیان کے عوض ہو بوبرن

یہہ وہ صحبت ہے جہان خاک مین عزت ملجائے
یہہ وہ جلسہ ہے کہ اک آن مین ذلت ملجائے

یہہ وہ ابرو ہے کہ زخمی کرے شکل شمشیر
یہہ ہے وہ مانگ کرے مانگ کے دلکو تسخیر
یہہ ہے وہ زلف کرے دام مین سودے کے اسیر
یہہ ہے وہ چشم ہین سب دید سے جسکی دلگیر

زرد رخ سارے ہون جس سے یہہ وہ رخسارہ ہے
یہہ وہ لب ہے کہ جو غنچہ دم نظارہ ہے

یہہ وہ عقرب ہے کہ نیش اسکا ہی نشتر سے سوا
یہہ ہے وہ مار بہت مارے ہین اسنے صدہا
یہہ وہ کالا ہے کہ زہر اسکا ہے بس زہر قضا
یہہ وہ موذی ہے اذیت مین رکھے صبح و مسا

یہہ وہ ارقم ہے کہ منتر نہین جسکا ہرگز

زندہ رہتا نہین کاٹا ہوا اسکا ہرگز

یہہ ہے وہ بحر کہ پانی ہو جگر دریا کا
اسکے ساحل پہ کوئی بھولکے پیاسا جو گیا
اسکی ہر موج تلاطم مین ہے طوفان فنا
گوہر آبرو اک آن مین وہ کھو بیٹھیا

تشنہ لب سینکڑون ہمنے لب ساحل دیکھے
لوٹتے خاک پہ ماہی کی طرح دل دیکھے

یہہ وہ آسیب ہے جو لوگون کے سر پر آیا
خاک پر چاک گریبان کبھی بٹھلایا
شہر سے دشت مصیبت مین اُسے پہونچایا
اِسکا سایہ تو ہے واللہ پری کا سایا

یہہ ہے وہ بھوت اگر دیو پہ سایہ پڑجاے
جان دینے کو یقین ہے کہ زمین مین گڑجاے

یہہ وہ خنجر ہے ہوے جس سے جری سینہ فگار
یہہ وہ ناوک ہے سہم جاے لشہ آخر کار
قتل عشاق کو اک زہر بھری ہے تلوار
یہہ وہ بچھو ہے چھوا جسنے ہوا دل کے پار

یہہ ہے وہ نیمچہ دو نیم جگر ہین جس سے
دل ہوے سینکڑون عشاق کے زخمی اِس سے

یہہ وہ ہے فاختہ جس نخل پہ بیٹھی اکبار
یہہ وہ قمری ہے گلے کا ہوا جس شخص کے ہار
بارور ہونے نپائی کبھی اکدن زنہار
طوق گردن کے لئے ابکی بلاے تکرار

طرفہ تر گلشن ایجاد مین طاوس ہے یہہ
مار رکھنے کو دل خلق کے مانوس ہے یہہ

جسکا سایہ ہے بلا یہہ وہ ہما ہے واللہ
یہہ وہ عنقا ہے کہ معدوم کرے دم مین آہ
اسکے سایہ مین گدا ہوگئے ہین شاہنشاہ
بے نشان سینکڑون اسنے کئے خالق کی پناہ
یہہ ہے وہ باز شکستہ ابھی بازو کردے
صورتِ زاغ یہہ انسان کو سیہ رو کردے

یہہ وہ خاقانیٔ دوران ہے میانِ عالم
ہو کمر تیغ ہلالی کی طرح سے پُرخم
اسکی صحبت رکھے انسان کو اسیرِ ماتم
طبع صائب مین قصور آئے یہہ ہو دلپہ الم
اسکے جلسے مین جو مخفی بھی کوئی جاتا ہے
بے نظامی کے سبب تیشۂ غم کھاتا ہے

یہہ وہ شاعر ہے سنلے جو حشم کے اشعار
لہجۂ عشق وہ ہے سارے ہین شاعر ناچار
سوختہ آتش غم سے ہون جگر بے تکرار
گر کھلے اسکی زبان بند ہون سب نظم شعار
دوست بیجا ہے جو سمجھے ہین غزلخوان اسکو
ناسخ نظم خرد کہتے ہین انسان اسکو

یہہ اسد وہ ہے کہ غالب نہو کوئی اسپر
بھولکر مست مئے ذوق نہو کوئی بشر
اسکے ہاتون سے فقیرون کو ہو شاہون پہ ظفر
اسکی لذت سے یقین ہی کہ ہو مومن کافر
یہہ وہ آذر ہے کہ بتخانے گرائے اسنے
کعبے مین کافر و دیندار بسائے اسنے

مختصر یہہ ہے محبت سے بچائے اللہ
جو پھنسا دامِ تعشق مین ہوا بس وہ تباہ

اوروں کا ذکر ہے کیا دوستو خالق کی پناہ ایک ہم بھی ہیں کہ الفت میں ہوئے ہیں گمراہ

کاکلِ عشق کے سودے میں پھنسایا ہمکو
اک پریرو نے ہے دیوانہ بنایا ہمکو

ابتداعشق پریرو کی سناؤں میں کیا نام الفت سے بھی آگاہ نہیں تھا اصلا
سرِ موزلف حسینان کا نہیں تھا سودا عیش و عشرت سے بسر ہوتی تھی اوقات سدا

کوہ اندوہ کی سختی نہ ذرا سہتا تھا
پھول کی طرح شگفتہ مرا دل رہتا تھا

درد کے شعر جو پُردرد کوئی پڑھتا تھا یہہ سمجھتے تھے کہ لاریب ہے اسکو سودا
کرتا انشا جو کوئی فخر و رفیع الشنوا ہم سمجھتے تھے سراسر ہے یہہ جرات بیجا

مصحفی کی بھی غزل کوئی اگر گاتا تھا
مصحفِ روے حسینان کا نہ دھیان آتا تھا

بیت سادی جو کوئی سعدیٔ شیرازی کی گھر میں لڑکا بھی اگر سامنے پڑھتا تھا کبھی
خسرو دل کو ہمارے نہیں خوش آتی تھی شعر حافظ کوئی پڑھتا تھا تو کہتے تھے یہی

شعر مستانہ کا اب تو جو ہوا حافظ ہے
آبرو کا تری اے شخص خدا حافظ ہے

باب پنجم میں جو ہے فرط محبت کا بیان روے دل سیر گلستان سے میں رکھتا تھا نہان
مثنوی میر کی پڑھتا جو کوئی سحر بیان یا کہ دیوان کوئی دیوانہ مثالِ مستان

اونکے مضمون پہ وا اللہ ہنسا کرتا تھا
گریہ و زاری عشاق سنا کرتا تھا

پیدا ناگاہ ہوا جوش محبت مجکو ہوگئی حسن پرستی سے جو رغبت مجکو
عشق کے نام سے بیحد ہوئی الفت مجکو دوستو کچھ نرہا پاس ملامت مجکو
انس دل کو ہوا معشوقوں کے نظاروں سے
صحبتیں رہنے لگیں آتشی رخساروں سے

ایک دن دوستو اک سمت کو مین جاتا تھا جانب بام سر راہ جو مین نے دیکھا
غرفے مین ایک گل اندام ہے رونق افزا کم سن و غنچہ دہن سیم بدن ماہ لقا
مین نے اوس ماہ کی جب چاند سی صورت دیکھی
چہرہ کیا دیکھا کہ اللہ کی قدرت دیکھی

روے روشن مین وہ تھی تاب نہین تاب بیان آفتاب اوسکو جو دیکھے تو نہو پھر تابان
نور اللہ کا گویا تھا سراپا سے عیان حور دیکھے جو خجالت سے کرے رخکو نہان
صورت آئینہ حیران ہر اک انسان ہو
گر پری دیکھے تو بس ہوش پری پران ہو

اوسکے اوصاف سراپا مین کرون کیا گفتار دیکھ لین زلف جو اوس غیرت گل کی اکبار
بے تکلف ہے گمان مجکو کہ سنبل ہو نثار سر بلبل سے نہو دور یہ سودا زنہار
وصف گیسو مین بہت مجکو پریشانی ہے

بت ہر اِک سجدہ کرے اُسکی وہ پیشانی ہو

ماتھا اُس ماہ کا کسطور نہو غیرتِ ماہ
تیغ سے بھی ہے سوا کاٹ مین ابرو اللہ

رشک سے روے قمر پر ہے عیان داغ سیاہ
سامنے آنکھون کے ٹھیرے نہ حسینونکی نگاہ

سحر رکھتا ہے عجب رشک چمن آنکھونمین
ہے بجا اوسکو جگہہ دین جوہرن آنکھونمین

وہ قیامت کی غضب سرمہ بھری آنکھین ہین
دیدۂ دل سے اگر دیکھو پری آنکھین ہین

سب حسینان جہان کی نظری آنکھین ہین
صاد ہے جنپہ وہ عیبون سے بری آنکھین ہین

وہ اثر بخشا ہے اللہ نے مژگانون مین
ایسی تیزی کبھی دیکھی نہین پیکانون مین

لالۂ باغ اگر دیکھ لے چہرہ کی بہار
روے گلرنگ پہ سو جان سے جو بلبل ہو نثار

دل پہ حسرت کے سبب کھاے ابھی داغ ہزار
بیکلی سے نہو گل کو کبھی یادِ گلزار

یاد وہ پھول سا رخ مجکو جواب آتا ہے
بلبل دل مرا پہلو مین تڑپ جاتا ہے

لب ہین وہ لعل اگر دیکھ لے اکبار شفق
پھر نہ آنکھین کرے پیش لبِ دلدار شفق

رنگ فق ایسا ہو کھانے لگے سو خار شفق
عمر بھر شکل بھی دکھلاے نہ زنہار شفق

لب وہ نازک ہین کہ رنگ اپنا گران ہی اونکو
تاب بوسے کی نزاکت سے کہان ہی اونکو

ہونٹھ اوس غیرتِ گلشن کے ہین ایسے شیرین
اون سے تشبیہہ لبِ یوسفِ مصری کی ہے تحسین
دیکھے تو تلخ ہو فرہاد کو نامِ شیرین
خوش کلامی سے شکر ریز جو ہو ماہ جبین
تلخ کامون کا یقین ہے ابھی مطلب ہو جاے
منھ ہر اک شربتِ مقصد سے لبالب ہو جاے

دانت اوس گوہرِ یکتا کے ہین ایسے یکتا
موتی کو رشک سے ہو صاف یقین ہی سکتا
روزنِ چشم سے دانتون کو ہے گر تکتا
دانت اختر ہین یہہ تشبیہہ ہر اک ہے یکتا
محض بیجا ہے وہ دانتون نے صفا پائی ہے
جسکے باعث سے ستارون نے ضیا پائی ہے

خوبیِ چاہ زنخدان کا کرون کیا مین بیان
دیکھ لے اوسکو اگر خواب مین ماہِ کنعان
نہین ہے دست رسی دلو طبیعت کو یہان
غرق ہو چاہ سے یہہ نام خدا ہی وہ کنوان
یہہ ہے وہ سیب کہ دل کو ملے قوت اس سے
دمِ نظارہ ہو آنکھون مین طراوت اس سے

طرفہ تر گردنِ پرنور مین ہے حسن و صفا
اوسکو پھر شیشۂ مے کا ہو نشہ اصلا
دیکھے میخوار جو وہ صاف صراحی سا گلا
سرنگون گردنِ آہو ہو جو دیکھے وہ ضیا
ہار پہنے تو نزاکت کے سبب خم ہو جاے
دیکھے وہ پیارا گلا حور تو بیدم ہو جاے

شانے بھی نور کے ہین حسن مین رشکِ مہتاب
صاف انگیا سے نظر آئین تو دل ہو بیتاب

پھولون کا چاہئے اُس گل کے لیئے بستر خواب — اور بستر پہ ہون میلے وہ ہین شانے نایاب

گول شفاف نئے حسن کے وہ شانے ہین
جن پہ دل شمع جبینون کے بھی پروانے ہین

بازوے صاف کے اوصاف کرون کیا انشا — مچھلیان دیتی ہین بس ہائے دل کو تڑپا
اوسکے بازو کو نہ بازو کوئی اب تک پہونچا — پنجۂ مہر سے بہتر ہے کلائی پہنچا

گر دوپٹے سے دکھاے مرا جانان پہنچے
تو بھی اونکو نہ کبھی نیرِ تابان پہنچے

صورتِ پنجہ ہین اُنگلیان اُسکی قاتل — ہو کفِ دست کے آگے یدِ بیضا بھی خجل
دیکھے اکبار اگر بھولے سے ماہِ کامل — سامنے اونکے بنے صورتِ جامِ سایل

ہاتھ دیکھے جو پری تو کفِ افسوس ملے
شمع کافور کا دل آتشِ غیرت سے جلے

خوشنما ایسے ہین اوس ماہ کے پیارے ناخن — جن پہ صدقے ہین فلک اپنا اوتارے ناخن
کیون نہ انگشت نما سب ہین یہ سارے ناخن — نور کے سانچے مین خالق نے سنوارے ناخن

خاکسارانہ اگر آکے مقابل ہوجاے
وا مہِ نو کا ہر اک عقدۂ مشکل ہوجاے

گورا گورا ہے عجب رشکِ قمر کا سینہ — سینۂ صاف ہے یا نور کا ہے گنجینہ
حور دیکھے تو ہو پیدا اُسے حاصل کینہ — صاف بنجاے اگر کہیئے اوسے آئینہ

غرق حیرت مری یہان طبع رسا ہوتی ہے
کب بھلا آئینہ مین ایسی صفا ہوتی ہے

نور پستانون کا دکھلاتا ہے جلوہ کیا کیا
سینۂ صاف پہ جلوہ نہین پستانون کا
دل تڑپ جاے یقین ہے جو ملک دیکھے ذرا
جوش پر آیا ہے گویا کہ یہہ دریاے صفا

قد نازک پہ کہان جلوۂ پستان دیکھے
شاخ نسرین مین لگے نار صفاہان دیکھے

ہاے وہ اوسکا شکم دیکھے جو گورا گورا
ہے غضب جالی کی کرتی سے عیان اوسکی ضیا
دید سے اوسکی شکم سیر نہ دل ہو اصلا
جسکی نرمی و صفائی پہ قمر بھی ہو فدا

بحر خوبی شکم صاف اگر ہے اوسکا
حلقۂ ناف بھی لاریب بھنور ہے اوسکا

ہار پھولون کا اگر پہن لے وہ رشک قمر
موشگافی سے بھلا بال کہون مین کیونکر
ایسی نازک ہے لچک جاے مرے گل کی کمر
ہو وبال اوسکو نزاکت کے سبب تار نظر

کس طرح کہئے کہ وہ حسن کمر دیکھا ہے
کسنے آنکھون سے بھلا تار نظر دیکھا ہے

گوری گوری ہین قیامت کی وہ رانین قاتل
زانو پٹیا کرین اور تڑپین بمثال بسمل
دید ہو جاے حسینون کو جو اوسکی حاصل
سر کے پاجامہ تو شرمندہ ہو ماہ کامل

وصف زانو کے رقم کیا ہون بھلا خامے سے

نور کی شمعین نظر آتی ہین پا جامے سے

ساق پا نام خدا اوسکی ہین ایسی پُر نور
گر صفا مین اونھین کہدے تجلّیٔ شاخ بلّور
رنگ رخسار پری آگے ہو جنکی کافور
اوسنے پایا ہے کہان ایسا صباحت کا غرور

نقد زر پھول ہر اک نذر اونھین دے آکر
وہ صباحت ہے صبا جنکے قدم لے آکر

کیا سرِ دست لکھون خوبیٔ پائے دلبر
پانو کے دھیان مین پامال ہے دل آٹھ پہر
پانون تنہا تو ملون آنکھونکو مین پانون پر
آئینہ دیکھے کف پا تو ہو فوراً ششدر

اوسکے تلوون نے عجب حسن صفا پایا ہی
چاند بھی جنکی ضیا دیکھ کے شرمایا ہی

الغرض مین اُسے بس دیکھکے حیران رہا
اُسکا وہ تیر نگہ دل سے مرے پار ہوا
شکل تصویر کھڑا رہگیا گویا اوس جا
اوٹھ گیا غرفہ سے ہنسکر جو بتِ ماہ لقا

دل پہ اک برق گری غم نے ستایا مجکو
ہنسکر اوٹھ جانے نے اُس مہ کے رولایا مجکو

اوس بتِ شوخ پہ اوسدن سے طبیعت آئی
وان پڑے رہنے سے ہر وقت کی ذلت پائی
غم واندوہ کی بدلی مرے دل پر چھائی
دیدۂ تر کے سبب اور ہوئی رسوائی

زلف شبگون صنم کا ہوا سودا مجکو
کردیا دیدۂ خونبار نے رسوا مجکو

لوگ کہتے تھے یہہ کیا تجکو ہوا سودا ہے
خاک اوڑاتا ہے کبھی راہ مین گھہ روتا ہے
کیا کسی غیرت گلزار کا تو شیدا ہے
ہونٹھ جو خشک ہین اور زرد ترا چہرا ہے

راز دل اون سے مگر آہ چھپایا مین نے
حال جو گذرا تھا اصلا نہ سنایا مین نے

دست وحشت نے سوے دشت مجھے پہونچایا
چشم فتان صنم کا جو تصور آیا
دل کو ہر چند غزالون سے وہان بہلایا
پر طبیعت پہ نہ اک لحظہ کو قابو پایا

اضطراب دل مضطر نے ستایا مجکو
دشت سے کوچۂ دلدار مین لایا مجکو

کوے دلبر کو نچھوڑا ہے گو سودائی
پر غم ہجر سے جب لب پہ مرے جان آئی
حضرت عشق نے تو اوسکو خبر پہونچائی
جان سے اپنی گذرتا ہے ترا شیدائی

تو تو آراستہ یہان زیور و پوشاک سے ہے
تن عریان ترے شیدا کا بھرا خاک سے ہے

حسن خوبی سے ہے یہہ بات خلاف دستور
حسن کو عشق سے جو انس نہو غیرت حور
تو رہے آٹھ پہر ناز و تنعم سے مسرور
اور شیدا ترا فرقت سے ہو ایسا رنجور

جان فدائی ترا کوچہ مین پڑا روتا ہے
تجکو یہہ بیخبری ایسا کہین ہوتا ہے

پیدا ناگاہ ہوئی میری محبت اوسکو
مضطرب کرنے لگا جذبۂ الفت اوسکو

صحبتِ غیر سے ہونے لگی نفرت اوسکو
نرہی سببِ مسرت کی حلاوت اوسکو

کچھ نہ باقی رہے وہ جلوہ گری کے انداز
عشق نے اور کیے دم مین پری کے انداز

طرفہ تر عشق نے اعجاز اُسے دکھلایا
ہوا گویا کہ پری رو کو پری کا سایا
محو اندوہ کیا گاہ اُسے تڑپایا
ابر نیسان کی طرح شام وسحر رُلوایا

جذبۂ عشق سے ہردم ہوئی محزون لیلی
الفتِ قیس مین گویا بنی مجنون لیلی

اک پرستار کہ تھی محرم اسرار اوسکی
عرض کرنے لگی پائی جو کبھی تنہائی
بات اک پوچھتی ہون کیجیے گر جان بخشی
اسی اندوہ مین رہتی ہے طبیعت میری

کیا سبب ہے کہ جو خلوت مین بکا کرتی ہو
کسکا ہے دھیان جو غمناک رہا کرتی ہو

ہنسکر اوس غیرتِ گل نے دیا یہہ اوسکو جواب
محرم راز ہے تو تجھ سے کرون کیا مین حجاب
اک جوان روتا ہے کوچے مین جو رشکِ مہتاب
عشق نے اوسکے مجھے آہ کیا ہے بیتاب

کسی صورت سے مرے پاس بُلا کر لے آ
مژدۂ وصل مرا اوسکو سُنا کر لے آ

حسب ارشاد صنم آئی پرستار وہان
خاک پر لوٹتا تھا صورتِ بسمل مین جہان
بخت بیدار نے عشرت کے دکھایا سامان
لیگئی مجکو بلا کر وہ میان بستان

باغ کو دیکھ کے سب میرا قلق دور ہوا
پھول کی طرح شگفتہ دلِ رنجور ہوا

باغِ دلدار مین اک بنگلہ تھا نایاب بنا
پاندان ایک منقش تھا طلائی رکھا
فرش اطلس کا تکلف سے وہان پر تھا بچھا
پیچوان پیچان وہ تھا جس سے کہ دل ہو تازا

مین نے ہر طور کا سامان مہیا پایا
مسندِ نور پہ اُس ماہ کو بٹھا پایا

نظر آئی مجھے صورت جو وہ پیاری پیاری
شادیٔ وصل نے پر کردیا ایسا عاری
دوستو دور ہوئی طبع سے کلفت ساری
کہ ہوے اشک مری آنکھون سے اُسدم جاری

پھول سا رُخ جو مرے گل نے دکھایا مجکو
کچھ ہوا ایسی چلی صاف غش آیا مجکو

سر مرا زانوے پُر نور پہ دلبر نے رکھا
نکہتِ زلف کے باعث جو مجھے ہوش آیا
لخلخہ زلف کا پھر اوسنے دیا مجکو سنگھا
زانوے نازکِ جانان پہ دھرا سر پایا

رو یا بیساختہ اوسوقت گلے مِل مِل کے
کھولے اسطور سے اللہ نے عقدے دل کے

پھر تو اُس ماہ کو بھی کچھ نہ رہی شرم و حیا
کسی صورت کا نہ باقی رہا اُسدم پردا
بادۂ وصل نے سرشار اُسے ایسا کیا
بیحجابانہ مرے سینہ سے جانان لپٹا

جو کلی نخل تمنا کی تھی اُسوقت کھِلی

آرزو دل مین جو میرے تھی وہی صاف ملی

بے حجابی کا نہین ہوتا گلا مستی مین
شیشہ ساغر سے جو ناگاہ ملا مستی مین
پائی آئینہ ہستی نے جلا مستی مین
صاف وہ غنچہ سربستہ کھلا مستی مین

مدعا دل کا ملا شاد طبیعت پائی
شربت وصل کی لذت سے فراغت پائی

بادۂ وصل کے پینے سے جو فارغ وہ ہوا
کچھ ہنسی ہونٹون مین اور شرم سے کچھ غصا
نیچی نظرین کئے بیٹھا سبب شرم و حیا
اوترا غصہ تو پھر کھسٹ سا وتر کر بیٹھا

پان اوس غیرت لیلیٰ نے کھلایا مجھکو
بیچوان آپ پیا گاہ پلایا مجھکو

الغرض صحبتین ایسی جو رہین وان دو چار
مین جو کہتا تھا وہی کرتا تھا رشک گلزار
اسقدر شکل پہ میری وہ ہوا عاشق زار
پیار مین کرتا تھا اوس گل کو وہ تھا مجھپہ نثار

مہربان یار کو جب خوب سا پایا مین نے
باغ مین صحبتون کا لطف اوٹھایا مین نے

پر وہان خوف جو اغیار کا چھایا دل پر
جوڑ کر ہاتھ کہا چلئے بس اب میرے گھر
میری خوشنودی اگر آپکو ہے مد نظر
کیجے انکار نہ اس امر مین اے رشک قمر

سنکر اس بات کو زنہار نہ انکار کیا
فیض پا سے مرا گھر غیرت گلزار کیا

تھا مکان رہنے کا آراستہ مثلِ گلزار — چار سو رکھے تھے شیشہ کے کنول بوٹے دار
پھولون کی ڈالیان ہر سمت دکھاتی تھین بہار — اک تکلف کا چھپر کھٹ تھا برائے دلدار
پھولون کے دستے بہار اپنی جو دکھلاتی تھی
ہار ہائے شفق صبح نظر آتے تھے

اُس مکان مین ہوئی وہ حور جو رونق افزا — اپنی آنکھون مین مکان صورتِ فردوس بنا
اُسکے رہنے سے نظر آتی تھی جو شانِ خدا — سجدۂ شکر مین ہر لحظہ ادا کرتا تھا
ایسی پھیلی وہان اُس رشک چمن کی خوشبو
تھی مرے دل سے فراموش دلہن کی خوشبو

پیار کی باتین جو کرتا تھا وہ رشکِ لیلا — چوم کر منھ کو مین سینے سے لگا لیتا تھا
کسی اغیار کا رہتا تھا نہ دلپر کھٹکا — عیش و آرام سے ہوتی تھی بسر صبح و مسا
کسی غماز کا اصلا تھا نہ ڈر صحبت مین
بادۂ وصل پیا کرتے تھے ہم خلوت مین

ایک مدت رہا اسطور جو وان لطف وصال — صحبتِ یار سے دل رہتا تھا ہر وقت نہال
پر خبر ہائے نتھی ہوگا یہہ انجام کو حال — غیر کے چھینٹون مین آجائیگا وہ بحرِ جمال
کب سمجھتا تھا کہ پُر غم دلِ شیدا ہوگا
صدمۂ رشک مرے واسطے پیدا ہوگا

یعنی تھے دوستو جو قربِ مکان ہمسایا — آ کر اون لوگون نے افسوس اوسے بہکایا

دلِ مسرور کو پہلو مین مرے تڑپا پایا
دید بازی کا طریقہ یہہ اُسے خوش آیا

بام پر بیٹھ گے وہ ماہ نظارہ کرتا
تیغ غم سے دلِ شیدا کو دوپارہ کرتا

ہاے اغواے رقیبان سے وہ ایسا بہکا
سرمگین آنکھون نے اوسکی یہہ نکالا رخنا
بیٹھکر بام پہ درپردہ ہوا بے پروا
کہ ہوے سینکڑون عاشق مرے گل کے پیدا

زینتِ بام جو اوس ماہ کو وہ پانے لگے
دید بازی کے لیے شام وسحر آنے لگے

دید بازی مین وہ گل جبکہ بہت چاق ہوا
کوئی کہتا تھا کہ سو جان سے ہین تجھپر فدا
وصل کا جو اوسے پیغام ہر اک نے بھیجا
دید سے تیری نہین ہوتی ہے سیری اصلا

پردے پردے مین کوئی رمز کی باتین کرتا
پاس چلمن کے کھڑا کوئی تما پہرون رہتا

عشق آمیز غزل پڑھکے کوئی چلّاتا
داغ سینہ پہ تعشق مین کوئی تھا کھاتا
بیقراری مین طپش کا کوئی خمسہ گاتا
کوئی اشعار حشم درد سے لب پر لاتا

کوئی کہتا تھا خفا مجھ سے ہو کیونکر پیارے
بے ترے چین نہین آتا ہے دم بھر پیارے

رفتہ رفتہ ہوئی یہہ مجکو جو معلوم خبر
مین نے اُس گل سے کہا کیا یہہ غضب ہے دلبر
سُنکر اس بات کو صدمہ ہوا میرے دلپر
دید بازی کا ہوا شوق تجھے آٹھ پہر

کیا قیامت ہے مری چاہ کو جب فوق ہوا
دیدبازی کا مری جان تجھے شوق ہوا

سنکر اس بات کو وہ حور ادا یون بولا — پھوٹین آنکھین جو تجھے شوق ہو نظارے کا
دیکھ یہہ دیدہ و دانستہ ہے تہمت بیجا — وہم اسطور کا دل مین نہین رکھنا اچھا

کس سے سن پائی ہے بتلا یہہ کہانی تونے
میری افسوس ذرا قدر نہ جانی تونے

پہلے کرتا نہ تھا اسطور کی باتین حاشا — پر یہہ ثابت تری باتون سے مجھے آج ہوا
دیکھ پایا ہے کوئی اندنون معشوق نیا — اس سبب کرتا ہے اسطور کے جھگڑے پیدا

میری جانب سے جو دل تیرا پھرا ان روزون
دیکھ پائی ہے کوئی حور ادا ان روزون

میری صحبت سے جو اسدرجہ ہی تو گھبرایا — ہوا معلوم کسی گل پہ ترا دل آیا
مجکو خالق نہ دکھائے کبھی اوسکا سایا — پیار کرنے کا نتیجہ یہہ مجھے دکھلایا

مین نہ اک روز بھی پورا ترا ارمان کرون
ایڑی چوٹی پہ مین اپنی اُسے قربان کرون

اوس گل اندام نے غصہ سے جو یہہ بات کہی — بولا مین بس تو ذرا روک زبان کو اپنی
تو اگر غیرون سے مانوس ہے تو مین نے بھی — پیار کرنیکے لئے ڈھونڈا ہے اک ننگ پری

اوسکے چہرے سے اگر ماہ مقابل ہو جائے

دعوی نور یقین سے ابھی باطل ہوجاے

زلف اوس غیرتِ خورشید کی ہے دامِ بلا
دل پریشان رہے آشفتہ سری ہو پیدا
تو اگر دیکھ لے اوسکو تو ہو تجھکو سودا
تیرے گیسو کا سرِ مو نرہے یہہ جلوا

پیچ اسطور کے وہ ماہ دکھائے تجھکو
کنگھی چوٹی کا کبھی دھیان نہ آئے تجھکو

مانگ وہ سیدھی کھنچی دیکھے جو تو اکباری
دل ترا جینے سے ہر لحظہ رہے بس عاری
آرۂ رشک سے حاصل ہو وہ زخمِ کاری
خاک مین صاف ملے خوبیٔ افشان ساری

جلوہ افشان کا اگر تجھکو وہ دکھلائیگا
کوکبِ حسن ترا شکل نظر آئیگا

اوسکی پیشانیٔ تابان ہے وہ شکلِ مہتاب
دردِ سر ایسا ہو تجھکو کہ نہ پھر آئے تاب
سرنگون سامنے ہو جسکے تو ہو کر بیتاب
سامنے تیرے مین چومون وہ جبین نایاب

صورتِ خار مری آنکھون مین پھر کھٹکے تو
رُخ ترا دیکھون نہ مین لاکھ جو سر پٹکے تو

دیکھ پائے تو اگر اوسکی وہ ابرو قاتل
چشم کی دید کا تجھکو یہہ ثمر ہو حاصل
خنجرِ رشک سے ہوجاے ترا دل گھایل
تڑپے تو خاک مذلت پہ مثالِ بسمل

نوک مژگان سے مقابل جو یکایک ہوجاے
تیرِ حسرت سے ترا قلب مشبک ہوجاے

دیکھ سرگین آنکھیں ہیں اُس ماہ کی عینِ جادو
ایسا مضطر ہو نہ دلبر یہ ہے اصلا قابو
شرم سے آنکھ چُرالے جو اونھیں دیکھے تو
ساری یہہ شوخیاں تیری ہون ہرن اے جادو

دیدۂ شوخ سے گر تیرے نظر مل جاے
دیدبازی کا تجھے صاف شمر مل جاے

بینیٔ صاف اگر دیکھے تو اوسکی اکبار
پھول سے تجکو نظر آئیں جو اوسکے رخسار
دم ترا ناک میں آجاے ابھی اے عیّار
دم میں ہو جاے خزاں یہہ ترے چہرے کی بہار

صرصرِ غم سے بدل جاے یہہ نقشہ تیرا
گُلِ صد برگ بنے پھول سا چہرہ تیرا

لبِ شیرینِ صنم دیکھے اگر اے دلدار
تلخ تر قند جوانی ہو تجھے بے تکرار
ہونٹھ غیرت سے چبایا کرے تو لیل و نہار
شرم سے تابِ سخن تجکو نہ ہووے زنہار

دہنِ تنگ کا اوسکے جو نظارا ہوگا
ہے یقین طائرِ عشرت ترا عنقا ہوگا

اوسکے جو چاہِ زنخدان پہ پڑے تیری نگاہ
اوسکی وہ گردنِ پُر نور ہے ماشا اللہ
ڈوبے تو فرطِ خجالت سے کنوئیں میں اے ماہ
دمِ نظارہ ترا حال نہایت ہو تباہ

دم گھٹے تیرا گلا اوسکا اگر تو دیکھے
ہاتھ ملتا رہے جو شانۂ دل جو دیکھے

دیکھ پاے جو مرے ماہ کی شانے یکتا
ابرِ اندوہ کا دے صفائی تری شانوں میں گھٹا

جلوۂ پشت اگر دیکھے تو ہو پشت دوتا
لوحِ دل حرفِ تعلق سے نہو محفوظ ذرا

جانبِ پشت قدم چشمِ فسونگر پھر جاے
صاف یہہ پشتۂ ایوانِ تکبر گر جاے

حسنِ پستان سے جواے ماہ تو ہوگا محرم
وہ نکیلی و جھیلی جو ہین پستانِ صنم
یون پھریگا نہ کبھی سینہ اوبھارے ہردم
خار خار آٹھہ پہر دینگے تجھے خارِ الم

ایک انگڑائی جو وہ تجھ سے مقابل ہوگا
سینہ زوری کا فرا اوس گھڑی حاصل ہوگا

پیٹ پر جالی کی کرتی ہے عجب نور فگن
بھوے سب جعل کے اور رخنہ گری کے یہہ چلن
رخنۂ در سے اوسے دیکھے جو تو غنچہ دہن
دے لپیٹ اوسکی ترے دل کو غضبِ پیچ شکن

تنگ ہو جینے سے پستان پہ گر انگیا دیکھے
طایرِ عقل ہو پران جو وہ چڑیا دیکھے

شکم اوس بحرِ نزاکت کا ہے گویا دریا
نظر آئے جو تجھے موے کمر اوس گل کا
ناف اوسکی ہے ترے واسطے گردابِ بلا
نہ چھٹے طایرِ دل وہ ہے کمر کا پھندا

پیچ مین موے کمر کے جو گرفتار ہو تو
ایسی اولجھن ہو کہ جینے سے بھی بیزار ہو تو

آگے جو عضو ہے مخصوص بہت شوخ ادا
اوسمیں رانون کی دکھلاے تجھے طرفہ فرا
گندمی شکل جو اوسکی نظر آجاے ذرا
اون مین پس جاے یقین ہے دلِ دانا تیرا

اونکی سختی وصفا ہر گھڑی شرمائے تجھے
رانین پیٹا کرے راتون کو نہ خواب آئے تجھے

پنڈلیان اوس مہِ تابان کی غضب ہین پرنور
دیکھ لیوے جو اونھین بھولے سے تو اپنی مغرور
نور سے جنکے ہوا قدرتِ خالق کا ظہور
ایڑیان خاک پہ رگڑا کرے ہو کر رنجور

جلوۂ پائے نگارین جو وہ دکھلائے تجھے
پانون پر گرنے سے ہرگز بھی نہ شرم آئے تجھے

سُن چکا جبکہ سراپا کو وہ رشکِ گلزار
ضبط ہرچند کیا پر نہ رہا صبر و قرار
تڑپا ماہی کی طرح صدمے سے اوسکا دلِ زار
شمع کی شکل وہ گل رونے لگا آخرکار

اوسکو گریان جو اس اندوہ سے پایا مین نے
چشم سے چشمۂ آنسو کو بہایا مین نے

جوشِ گریہ نے کیا جبکہ نہایت مضطر
مین نے سینے سے لگایا اوسے فوراً اوٹھکر
صدمے پر صدمے گذرتے لگے میرے دلپر
دیر تک رویا کیا ملکے گلے سے دلبر

میری جانب سے بہت اوسنے جو رغبت پائی
دل مین خوش ہو گیا رونے سے فراغت پائی

پاک اشکون کو کیا مین نے اوٹھا کر رومال
پھر کہا مین نے کہ اے جان تو نادان ہی کمال
فرطِ شادی سے وہ گل دل مین ہوا اپنے نہال
ایک فقرے مین تجھے اتنے ہوے رنج وملال

رنج ہرگز تو نکر عاشقِ مفتون مین ہون

تو جو ہے غیرتِ لیلا ترا مجنون مین ہون

سُنکے یہہ بات صفائی سے وہ گل کہنے لگا — تابع حکم ترا ہون نہین شک اسمین ذرا
کسی دشمن نے تھا یہہ جھوٹ بنایا فقرا — تیری سوگند ہے میری نہین کچھ اسمین خطا

مجھسے ایسے ہون اگر فعل تو مرجاؤن مین
زہر کھاؤن ابھی جینے سے گذر جاؤن مین

الغرض دور ہوے رنج دلون کے اکبار — حکم برداری و طاعت کے کئے قول و قرار
لپٹا خوش ہوکے مرے سینہ سے وہ آخر کار — گلشن عیش و فرح مین ہوا پھر جوشِ بہار

بادۂ وصل سے عالم ہوا مدہوشی کا
اے حشم لطف اوٹھا خوب ہم آغوشی کا

ملھار

دادروا مورواِ بولے

دھوندری دھنواری کاری بن نہین بھاوے — نس اندھیاری سے جبیا ڈر پاوے

گرجت کڑکت تڑکت بدرا جھوم جھوم سر پہ ڈولے

دادروا مورواِ بولے

چلے پون اور مورلا جھنگارے — حشم پیا بن کل نہین آوے

لرجت کمپت تڑپت جیرا راتون سیج مٹولے

دادروا مورواِ بولے

شجرہ خاندان چشتیہ صابریہ منظوم

فضل کر مجھپر الٰہی مصطفٰے کیواسطے
بہر سبطین و امام الاولیا کیواسطے

رکھ منور دل مرا حب محمد سے سدا
شیخ ذیشان محمد رہنما کیواسطے

سینہ رکھ روشن مرا نور محمدؐ سے الٰہ
حضرت نور محمد پیشوا کیواسطے

نقد عرفان بہر احمد کر مجھے یارب عطا
میر احمد عارف و اہل عطا کیواسطے

رکھ عزیز و محترم تو یا عزیز خلق مین
ہر گھڑی عبد العزیز پارسا کیواسطے

جو ولی اللہ ہے اوسکی محبت دے مجھے
تو ولی اللہ سے کامل پیشوا کیواسطے

یا رحیم رحم کی مجھپر نظر رکھ راتدن
حضرت عبد الرحیم ذی وفا کیواسطے

مجکو بھی اپنا تو عبد خاص اے اللہ کر
سید عبد اللہ سے پیر ہدا کیواسطے

مقبلان خاص کے زمرہ مین داخل کر مجھے
آدم بنور مقبول خدا کیواسطے

واسطہ حضرت محمد کا مرا دل تازہ رکھ
غم نہو عبد الاحد سے پیشوا کیواسطے

شاہ رکن الدین کا صدقہ رکن دین مجکو بنا
عبد قدوس مہ اوج عطا کیواسطے

جلوہ دکھلا نور عرفان کا مجھے اے کبریا
تو محمد عارف اہل صفا کیواسطے

اے مرے حق تو طریقہ اب طریقت کا دکھا
شیخ عبد الحق سے برحق پیشوا کیواسطے

احمد عارف کا صدقہ اپنا عارف کر مجھے
حق پہ رکھ عبد الحق نور الہدا کیواسطے

اپنی الفت کا دکھا دے مجکو بھی جاہ و جلال
شہ جلال الدین کبیر الاولیا کیواسطے

نور عرفان سے منور کر ہمارا چرخ دل
شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کیواسطے

یا الٰہی مجکو بھی تابِ شکیب و صبر دے
شکر کا گنجِ شکر دے عنایت کر اے خدا
کوکبِ دل میرا بھی چمکے بسان مہر و ماہ
یا الٰہی رہ مرا ہر دم مددگار و معین
آنکھون سے پردہ دوئی کا تو اوٹھا دے ای مخلد
کر رہا زندانِ عصیان سے دلِ غمگین مرا
دے و داد اپنی مرے دلکو بھی اے ربِ ودود
رحم کرکے مجکو اب چاہِ ضلالت سے نکال
واسطہ خواجہ محمد چشتیٔ ذیجاہ کا
پھر بو اسحاق شامی شام ظلمت سے بچا
بو ہبیرہ ہین جو بصری اور حذیفہ مرعشی
پھر ابراہیم ادہم اور فضل بن عیاض
ساغرِ توحید سے کر مست اے ربِ احد
کر عطا مجکو بصیرت اور نصرت دے مجھے

شہ علاء الدین صابر با رضا کیواسطے
شہ فرید الدین شہ ملکِ سخا کیواسطے
خواجہ قطب الدین شہ قبلہ نما کیواسطے
شہ معین الدین سلطان الورا کیواسطے
خواجہ عثمان مہ برج حیا کیواسطے
شہ شریف زندنی قطب العلا کیواسطے
خواجہ مودود چشتی حق نما کیواسطے
خواجہ بو یوسف شہ مصر وفا کیواسطے
اور بو احمد سے کامل پیشوا کیواسطے
اور پے شمشاد علوی بو العلا کیواسطے
دے بصر مجکو بھی دونون رہنما کیواسطے
عشق دے اپنا مجھے ان مقتدا کیواسطے
خواجہ عبد الواحد ابن زید شاہ کیواسطے
شہ حسن بصری امام الاولیا کیواسطے

خاتمہ شیر محمد خان حشم کا خیر کر
یا خدا بہرِ علی و مصطفےٰ کیواسطے

دیوان ختم ہوا

تقریظ از تصنیف لطیف جناب مولانا مولوی حافظ حاجی سید محمد عبد الغنی صاحب المتخلص بہ حافظ ساکن قصبہ پھلاودہ ضلع میرٹھ دام فیضہم

امیر شہیر محمد نشست دیوانی — کہ مثل او نتواند ز فکر سحبانی
بفن ریختہ کلکش بشیوۂ ابداع — بروے صفحہ چہا کرد گوہر افشانی
فرا گرفت بہر لفظ ہزار معنی را — تنزل است چو ماندہ بصورت ثانی
چرا کہ صورت ثانی نداشت معنی را — ازین بمعنی ہمیر بدیدہ بنشانی
سزد بدیدہ نشاند سواد حرفش را — دبیر چرخ بآموزش سخندانی
بیا ز بہر تماشائے ہمچو چمنستان — شگفتہ اند چہ گلہا تیازہ عنوانی
چرا شگفتہ تر آمد گل سخن بجہان — اگر نہ طبع نسیم کرد گلستانبانی
خرام اشہب کلکش باین عنان تابی — سبق چہ بردہ بمیدان ز کلک خاقانی
فغان کہ یاد نسیم خون بدیدہ ام گرداند — سزد ز مدح سرایم بہ مرثیہ خوانی
فغان کہ نخل وجودش ز دہر برکندید — لعنفوان شبابے نشاط روحانی
فغان کہ خلق و مروت بزیر خاک نہفت — کہ داشت سایہ صفت در لزوم جسمانی
فغان کہ سرو سروری ز جا برخاست — فشاند دامن خاطر ز عالم فانی
گزیدہ رفت و با غوش گور جا گرفت — کہ بود تارک دنیا بہ حسب یزدانی
دو نوع را بجہان یادگار خود بگذاشت — یکے بہ پیدا و دیگر بطرز پنہانی
بیا کہ پردہ کشایم ز روی این اجمال — کہ تا بفہم تو آید سخن بآسانی

بو دز نوع نخستین ہمین بشیر و امیر
برتبہ ہمچو مہ و خور چنانکہ میدانی

دیگر جریدۂ اشعار معنوی اولاد
کہ تا بحشر بر اوراق دہر برخوانی

بہ طبع گشت چو مطبوع پیش اہل نظر
ہمین جریدہ کہ آمد بہ ہر لا ثانی

پے نگارش تقریظ کرد ابرامے
امیر از من دلخستہ با فراوانی

بر نخیت خامۂ حافظ بصفحۂ قرطاس
نقوش چند باین وحشت و پریشانی

قطعات تواریخ

قطعہ تاریخ در صنعت توشیح اسم مصنف از طبع لطیف شاعر بنیظیر جناب منشی محمد شبیر صاحب بشیر متوطن قصبہ بگراسی ضلع بلند شہر

(ش) شبہ ولایت علم و کمال مصدر فضل
(ی) یم فیوض و سخن صفوۂ سخن سنجان

(ر) رحیل ملک بقا گشت آن خجستہ صفات
(م) ملک خصایل و غفران مآب و خلد مکان

(ح) حصون و تمین و فیاض حاتم ثانی
(م) مہ سپہر عطا اور مخزن الاحسان

(د) دبیر خوش رقم و شاعر فقید مثل
(خ) خلیق اور متواضع تھا فخر ہمعصران

(ا) امیر شان امارت بسطوت و اقبال
(ن) نصیر ملت اسلام و کہف مسکینان

(ص) صحیح تھا عیب سے مردم شناس نور قیاس
(ا) اساس عزت و تمکین مین کوکب رخشان

(ح) حلیم طبع ظریف المزاج عادل خلق
(ب) بلیغ و افصح و ہم نکتہ دان ذکی زبان

(ر) رحیم طبع رسا و ذہین و فیضی وقت
(ی) یمین اہل جہان تھا وہ ثانی سحبان

(س) سلاست اور متانت محاورہ بھی خوب
(ب) وہ رفتہ شستہ مضامین وہ طرز نو رنگین
(ت) تمام خلق اور احباب اقربا کے لیے
(و) ز فور شوق مین چاہا لکھون مین اک تاریخ
سروش غیب یہہ بولا بشیر لکھ تاریخ

(د) دقیق لفظین اگر ہین معانی ہین آسان
(ل) لطافت اور بلاغت ہین کیا چھپا دیوان
(پ) پس وفات یہہ تحفہ ہے یادگار جہان
(ر) رہے نہ صنعت توشیح مین یہہ راز نہان
خہے کلام لطیف البیان والاشان
۱۲ ھ ۱۶

قطعہ تاریخ از جناب مولانا مولوی حاجی حافظ محمد عبد الغنی صاحب متخلص بہ حافظ متوطن قصبہ پھلاودہ ضلع میرٹھ

دیوان حشم چو گشت مطبوع
در دیدہ بصد جمال آمد
حافظ بشنید از لب دل
کاین دفتر بے مثال آمد
۱۲ ھ ۱۶

قطعہ تاریخ طبعزاد شاعر شیرین سخن جناب مولوی محمد حسن صاحب متخلص بہ حسن متوطن قصبہ پھلاودہ

چو دیوان حشم مطبوع گشتہ
پئے نظارہ اش دل ناشکیب است
بر سم نکتہ سنجان سال طبعش
حسن گفتہ کہ نظم دل فریب است
۱۲ ھ ۱۶

قطعہ تاریخ از تصنیف رشک فردوسی و خاقانی جناب منشی محمد ابراہیم صاحب متخلص بہ ذوق ثانی متوطن قصبہ پھلاودہ

گلزار حشم ہین کہ اے ذوق
از نظم امیر وہم بشیر است

وصفش چہ کنم کہ حد ندارد
دیوان عجیب بے نظیر است

ایضاً

چھپا کیا خوب دیوان حشم ہے
لکھا ہے خامۂ بیدل کی اے ذوق
ہر اک مضمون مین جسکو طاق کہیے
سراپا تحفۂ عشاق کہیے

ایضاً

پے نظارہ گلزار حشم را
ندا آمد ز ہر سو بہر تاریخ
بہ صفحۂ گوہر معنی چہ سفتم
چراغ دیدۂ دل ذوق گفتم

ایضاً

ہوا دیوان حشم کا چھپکے تیار
نہ دیکھین باغبان نے کچھ بہارین
لکھین اے ذوق کیا اب زود رفتن
کہا ہاتف نے بہر سال طبع
کہ نقشہ جسکا دل پر مرتسم ہے
اس اپنے باغ کی کیسا الم ہے
بچشم تر جگر خستہ تسلم ہے
کھلا کیا خوب گلزار حشم ہے

ایضاً

یہ رشک مہ و خور ہے نظم حشم
تمھین سال طبع کی گر ہو طلب
چھپا ہے جو اک مایۂ شوق سمجھو
فروغ تہ دل ہی کو ذوق سمجھو

ایضاً

گشت چون مطبوع دیوان حشم
از لب جانان چنین آمد صدا
دل پے نظارہ اش بیتاب شد
ذوق گلزار حشم شاداب شد

قطعہ تاریخ نتیجہ افکار واقف اسرار خفی و جلی جناب منشی محمد زکریا صاحب ذکی پھلاوادی

چھپ گیا دلچسپ دیوان حشم
ہاتف غیبی لب حیرت سے یون
سال طبع گر ذکی مطلوب ہے
کہتا ہے کیا خوب ہے کیا خوب ہے

ایضاً

پئے نظم حشم اب سال طبع
زبان دوست سے سنکر ذکی نے
اگر مقصود ہے سن لیجے کیا ہے
چراغ خانہ دل لکھدیا ہے

ایضاً

چو گلزار حشم مطبوع گشتہ
ذکی از بہر سال طبع او گفت
بحسن دلکش و طرز نو آئین
بیا بنگر کہ ناز نظم پروین

قطعہ تاریخ از فکر رسا جناب مولوی محمد محسن علی صاحب متخلص بہ شید اسنوطن پھلاوادہ

دیوان حشم بحسن و خوبی
شیدا پئے سال طبع او گفت
بے قشر لباب سر بسر مغز
وہ گنج کلام نازک و نغز

ایضاً

پئے نظم حشم کیا پوچھتے ہو
کہا ہاتف نے آکر کان مین یہہ
کہ فکر سال تھی بس دل مین کیا کیا
زبان ریختہ ہے خوب شیدا

ایضاً

کیا اوس پڑی ہے روئے گل پر
گلزار حشم جو جا کے دیکھا

کس رنگ سے سال طبع شیدا
مجموعۂ بے نظیر لکھا

ایضاً

نہ کیون خیرہ ہویان پر حشم حاسد
کہ ہے نظم حشم تصویر حیرت
تحیر کا ہے عالم ایک شیدا
جو دیکھی ہمنے یہہ تصویر حیرت

ایضاً

دیکھ شید احشم کے دیوان کو
کیا چھپا ہے بلطف یزدانی
ہوتی ہے فکر سال طبع ہمین
دل یہہ بولا کہ رشک خاقانی

ایضاً

گلزار حشم سپہر آلی
بحریست کہ جز رو مد ندارد
شیدا بہ نگار سال طبعش
خوبی سخن کہ حد ندارد

ایضاً

ذری نظم حشم کو دیکھ شیدا
کہ کیسا پُر لطافت ہے یہہ گلزار
نمک رشکر شکن جسکا بنا ہے
عجب کان ملاحت ہی یہہ گلزار
کہا دل نے یہی از روے ایمان
دُرِ بحرِ فصاحت ہے یہہ گلزار

ایضاً

چلو دیکھنے والو نظم حشم
تماشا عجب فرحت آگین ہے
اگر سال طبع کی ہو خواستگار
تو شیدا نشاط مضامین ہے

ایضاً

عجب اک لطف تھا شیدا انہو اب
فرا لیتا تھا کیا کیا یہہ تاریخ

یہہ دیوان حشم تیار چھپکر
لب ہاتف مذاق دوست کہکر
۱۳ ھ ۱۶

ایضاً

شگفتہ ہے شیدا جو باغ جہان
سر ہوش اعدا اوڑا کر کہو

چلی کیسی باد بہار حشم
زہے نسخہ یادگار حشم
۱۳ ھ ۱۶

ایضاً

آؤ حشم کا بھی چمن دیکھ لو
طبع کی تاریخ کا گر ہو خیال

تازگی سرو سمن دیکھ لو
گلشن ارباب سخن دیکھ لو
۱۳ ۱۶

قطعہ تاریخ از طبع نساق جناب منشی محمد اسحاق صاحب شوق متوطن قصبہ بھلاودہ

چہ گلزار حشم مطبوع گردید
لب بلبل پے تاریخ طبعش

نسیمش فرحت افزائے زمان باد
بجنبید اینکہ مرغوب جہان باد
۱۳ ھ ۱۶

ایضاً

حشم کی دیکھنا شیرین بیانی
حلاوت بستہ لب ہے جس سے اے شوق
بہ طرز تعمیہ تاریخ طبع

کہ رشک انگبین جسکا مزا ہے
یہہ کہہ کہکر عجب لذت فزا ہے
عیان کالشمس فی وسط السما ہے
۱۳ ھ ۱۶

ایضاً

جبکہ دیوان حشم چھپا گیا

اوسکا سال طبع لکھا انتخاب

تھا لب احباب پر از روے شوق ہوگئی تیار لاثانی کتاب

ایضاً

طبع گردید چون کلام حشم سال تاریخ او نہ پنہان است
شوق بیدل ز روے یاد نوشت زنگش و دلپذیر دیوان ہست

ایضاً

کلام حشم جبکہ شایع ہوا تو تاریخ مین کچھ ہوئی قیل و قال
کہا شوق نے سنکے برجستہ یون چھپا ہے - ابھی نسخہ بیمثال

ایضاً

مدت سے مجتمع جو کلام حشم تھا شوق بالفعل اوسکے چھاپنے کا انصرام ہے
کرتی تھی بہر طبع اشارہ یہہ حشم بنا کیا پاک یہہ - کلام ثریا نظام ہے

ایضاً

چو گلزار حشم مطبوع گشتہ بنام ایزد بحسن ماہتابی
شنیدم از لب احباب شوقی پے سالش ضیائے آفتابی

قطعہ تاریخ از طبع عالی جناب ظہیر دہلوی

چو دیوان حشم مطبوع گشتہ فرو گفتم بعنوان فصاحت
بہ عقل الفت آمد اسال طبعش بیا بر خوان سراپا پر بلاغت

قطعہ تاریخ طبع زاد شیرین مقال سخن آگاہ جناب منشی محمد انعام اللہ خان صاحب المتخلص بہ عارف رئیس بہادر گڈھ ضلع میرٹھ سررشتہ دار محکمہ بندوبست ضلع للت پور تلمیذ حضرت داغ دہلوی

آج دیوانِ معلے چھپ گیا ـــ لے مبارک ساکنِ باغِ ارم
ہم پہ کیا گذری ہے تجھ بن کیا کہین ـــ رات دن رہتا ہے تازہ تیرا غم
تھی جو دنیا کی ہوا ناساز گار ـــ تجھکو بھایا منظرِ باغِ ارم
گلرخانِ دہر سے منھ موڑ کر ـــ حوریان خلد سے ہے تو بہم
تو جوانان مرگ تھا ہر دل عزیز ـــ دوست دشمن سبکو ہے تیرا الم
شعر تیرے نیشتر سے کم نہین ـــ تیرے مضمونِ نزاکت کی قسم
نور برسے ہے زمین شعر سے ـــ یون چلا ہے ناز سے تیرا قلم
واہ کیا بندش ہے کیا پیاری زبان ـــ تجھپہ استادِ ازل کا تھا کرم
سال طبع کی جو لے عارف نے فکر ـــ لکھدے تو۔ شستہ خیالِ ابنِ شم
۵۵ ب ۱۹

قطعہ تاریخ از نازک خیال رسا طبیعت جناب سید محمد وحید الدین صاحب فرحت متوطن قصبہ بھلاودہ ضلع میرٹھ

بادِ صبا عطر بین عرقاب ہے ـــ نکہتِ گلزار شم واہ وا
تازگی مردمکِ چشم ہے ـــ فرحتِ گلزار شم واہ وا
۱۶ ھ ۱۳

قطعهٔ تاریخ چکیدهٔ کلک معنی طراز جناب میر جی محمد امتیاز علی صاحب فروغ پھلاودی

کلام پُر فضا مطبوع گردید — بہ جوشش چون دُرِ معنی بسفتم
بطرزِ تعمیہ از روے صفتش — فروغِ دیدہ ہا تاریخ گفتم
۱۶ ھ ۱۳

قطعهٔ تاریخ رقم زدهٔ کلک جواہر سلک صاحب علم و ہنر جناب سید محمد قمر الدین صاحب قمر متوطن پھلاوده

فکر تھا دل میں پئے نظم حشم — سال طبع کیجیے اسکا رقم
واہ نکلا ہر زبان سے اے قمر — خوب ہے دلچسپ گلزار حشم
۱۶ ھ ۱۳

قطعهٔ تاریخ من تصنیف خان والاشان جناب اسد اللہ خان صاحب المتخلص بہ کوکب تلمیذ جناب فصیح الملک حضرت داغ دہلوی

چو گردید مطبوع با حسن و خوبی — کلام حشم آہ جنت مقامے
ندا داد ہاتف بگو سال طبع — کہ خوب ست دیوان نازک کلامے
۱۷ ھ ۱۳

دیگر بصنعت زبر و بینات

کلامِ دلربا کیونکر نہو یہ — ہر اک فقرہ گویا قطرہ ہے یم کا
بلاغت میں تو یہ کان گہر ہے — ہر اک مصرع ہے بس اسکا ستم کا
ہوئی کوکب کو جس دم فکر تاریخ — جھکا قرطاس پہ جب منھ قلم کا
سر لبیک بولا الہام غیب — چھپا با صد حشم دیوان حشم کا
۹۹ ۶ ۱۸

قطعۂ تاریخ طبعزاد منشی اعجاز رقم دبیر ندرت قلم جناب لالہ مبارک سنگھ صاحب مبارک میر منشی ریاست دولت پور

لو مبارک دیکھ لو نظم حشم / طوطی ہندوستان کا ہی چمن
بلبل بیدل کے لب پر ذوق ہین / ہے صدا یہہ واہ لاثانی سخن
۱۳ ھ ۱۶

قطعۂ تاریخ از نتایج افکار یکتاے آفاق جناب منشی وزیر محمد خان صاحب مشتاق ساکن دولت پور

ہوا تیار گلزار حشم جب / تو بولے اہل دل اچھا چمن ہے
زروے کشف و الہام اسکی تاریخ / لکھو مشتاق یہہ شیرین سخن ہے
۱۳ ھ ۱۶

قطعۂ تاریخ از سراپا ودود جناب میر حجی محمد محمود علی صاحب محمود متوطن بھیلاوہ ضلع [illegible]

از پی سیر آئیے ہمدم / کیسا پھولا پھلا ہے باغ حشم
سال طبع اگر لکھو محمود / کیون نہ ہاتھ آئے سیب باغ ارم
۱۳ ھ ۱۶

قطعۂ تاریخ از طبع یکتاے دہر جناب منشی محمد امجد علی صاحب متخلص بہ مضطر

کیا خوب چھپا یہہ تازہ دیوان / خوش طرز ہے خوش ادا خوش اسلوب
مضطر نے لکھی یہہ اوسکی تاریخ / گلزار حشم مین ہے سخن خوب
۶۰۶ ۷۱۰

قطعۂ تاریخ طبعزاد یکتاز میدان علم و ہنر جناب منشی محمد اسمعیل صاحب ویلر

ہوا طیار گلزار حشم لو / تو ویلر سال طبع بھی عیان ہے

اب طوطی سے آتی ہے یہہ آواز — پئے ارباب معنی ارمغان ہے

ایضاً

شگوفے گلستان مین ترے حشم — جو دیکھے کھلے اک تماشا ہوا
پئے سال طبع جو دیر تھا فکر — دل عقل بولا کہ دیکھو ذرا
یہہ تازہ ہے رنگت روش ہے نئی — شگفتہ یہہ گلزار کیسا ہوا

قطعہ تاریخ از جناب منشی محمد عبد الوحید خان صاحب حمید ملازم ریاست دولپور

واہ کیا خوب ہے کلام حشم — دیکھتے ہین جسے جہان کے ادیب
اے حمید آج تمنے با دل چاک — لکھی تاریخ ہے عجیب و غریب

قطعہ تاریخ از سید محمد یوسف علی صاحب یوسف خلف سید محمد ظہور الحسن صاحب رئیس بھیلاودہ ضلع میرٹھ

دیکھکر تازہ حشم کا یہہ چمن — بیخودانہ بلبلین ہین نغمہ زن
سال طبع اسکا یوسف خوب ہے — از سر ایجاد باغ تر سخن

قطعہ تاریخ نتیجہ افکار یکتاز عرصہ خوش بیانی شہسوار میدان سخندانی جناب سید محمد مرتضی صاحب بیان و یزدانی زینت افزاے میرٹھ بسعی و عنایت جناب میر سید علی رضا صاحب شیدا رئیس قصبہ بھیلاودہ ضلع میرٹھ

ہمان شبیر محمد خان اعظم — کہ کوچش سوے گلزار ارم شد
وجود عالم ایجاد را فخر — زہستی جانب ملک عدم شد
چنان گل کردہ معنی ہاے روشن — کہ نخل طور از و سرو قلم شد
تہی افتادہ دولت پور ازان گنج — کہ آن دولت بتاراج عدم شد
زہستی جانب میدان ہو رفت — چنان بنگاہ آن شبیر اجم شد

غزال شوخ مضمون دل آرا — شکارش ہمچو شیران دم بدم شد

زشیر جانستان مرگ فریاد — کہ صید او غضنفر چون غنم شد

سخن را یادگار نیک بگذاشت — کہ علم شعر در عالم علم شد

شکوہے آنچنان دارد کلامش — کہ دیوان سخن ایوان جم شد

ز اژدرے فصاحت خامہ افراخت — در قہار رشک منجوق علم شد

چو او کار بلندش خامہ سر کرد — عطارد را قلم از عجز خم شد

زجاہ و حشمت سلطان فکرش — ہزاران لشکر معنی بہم شد

بشیر و ہم امیر اخلاف پاکش — کہ ذات شان بعالم مغتنم شد

کنون دیوان نغزش جمع کردند — جہان مشتاق انداز رقم شد

چو شد مطبوع شد مطبوع عالم — درون طبع طبعش مرتسم شد

ز یزدانی فراجستند سالش — کہ با معجز بیانی متہم شد

چو سر طوطی فرو افگند۔ تاریخ — بہارستان گلزار حشمت شد

۹ ۱۶ ھ ۱۳

خاتمہ الطبع

الحمد للہ و المنۃ کہ درین آوان فیض ترجمان دیوان رشک گلستان ارم موسوم بہ گلزار حشمت از تصنیف لطیف شاعر نازک خیال نادر عدیم المثال و الا دودمان عالی خاندان امیر ابن امیر صاحب سیف و قلم جناب نواب بشیر محمد خان صاحب مرحوم متخلص بہ حشمت رئیس دولت پور ضلع بلند شہر بماہ فروری سنہ ۱۹۰۰ء در مطبع برن پرکاش بلند شہر حلیہ انطباع پوشید

اعلان

قطعات تاریخ جو قبل طبع خاتمہ سہواً چھپنے سے رہگئے

قطعہ تاریخ تشریف آوری جناب نواب آنریبل سر ایلفرڈ ہنر ائز سنی ٹرلایل صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی و چیف کمشنر بہادر ملک اودھ بمقام بلند شہر از تصنیف مصنف

بلند شہر مین آئے جو ہنر آنر لایل
ندا دی آکے فرشتہ نے یک بیک مجھے

تو سارا شہر حشم غیرت سپہر بنا
حضور آئے یہہ قصبہ بلند شہر بنا

قطعہ تاریخ طبع دیوان از رشحۂ ضمیر رئیس ابن رئیس دبیر بینظیر جناب منشی امیر محمد خان صاحب المتخلص بہ امیر رئیس دولت پور خلف اکبر مصنف ممدوح

لکھوں کس طرح اوسکی تعریف مین
پئے سال طبع بھی از روے دل

کلام حشم ہے عجب بے نظیر
زہے گلشن فیض لکھے امیر

قطعہ تاریخ از فکر عالی امیر ابن امیر صاحب تقدیر و تقریر جناب منشی بشیر محمد خان صاحب المتخلص بہ بشیر رئیس دولت پور خلف اصغر مصنف موصوف

بسکہ ہے دلچسپ طرز ریختہ
لکھئے اسکا سال طبع باصواب

دیکھتے ہین شوق سے برنا و پیر
لاجواب نظم پروین ہے بشیر

تقریظ بطور ریویو بر کلام معجز نظام حضرت مصنف علیہ الرحمۃ والغفران از تصنیف جناب حافظ محمد یوسف خان صاحب تشنہ مرغزی بلند شہری مصحح دیوان ہذا تلمیذ حضرت داغ مدظلہ

جناب حشم نے لکھا ایسا دیوان
کہوں کیا جو دی داد معجز بیانی
جو ہر مردہ غنچہ کو کردے شگفتہ

ہوا جس سے شاداب باغ مسیحا
لکھوں کیا کیا اسمین جو نام پیدا
وہ بیشک ہے دنیا مین ثانی عیسیٰ

ہزارون کیے مردہ دل زندہ اسنے
کرامت نہین تو یہ کیا ہے خدایا

فضولی سے ہمکو غرض کچھ نہ مطلب
جو دیکھا ہے دیوان مین وہ ہمنے لکھا

مضامین دلچسپ و بندش با چھوتی
خیالات عالی و افکار زیبا

وہ تشبیہ نادر، بالفاظِ موزون
وہ موقعہ سے اپنے ہر اک استعارا

کہین دلربایانہ ایسا ہے مضمون
پھڑک جاے دل عاشق باوفا کا

کہین وصل و ہجر اسطرح سے لکھا ہے
کہ پڑھتے ہی کھینچ جاے آنکھون مین نقشا

کہین ہے شکایت فلک کی کجی کی
کہین اپنے ساتھ اوسکو لکھا ہے سیدھا

کہین دھجیان لین تیرسونکی ایسی
کہ کرنے لگی آفرین روح انشا

کہین ایسے باریک مضمون باندھے
کہ عرفی کو بھی رشک آتا جو ہوتا

کہین حضرتِ ذوق کی طرزِ خاص
کہین غالب و مومن و درد دیکھتا

کہین حضرتِ داغ کی پیروی کی
کہین کی ادا طرز میر اور سودا

کہین ہین مقلد وہ ناسخ کے پورے
کہین رنگِ آتش کو استاد مانا

کہین رنگِ عشق اور حسنِ بتان کو
جما کر دکھایا ہے نقشہ سراپا

کہین کچھ طرفداری قیس و وامق
کہین جذبہ لیلی و عذرا و سلمی

کہین کوہکن کی مصیبت کی باتین
کہین شیرین و پرویز کا فسانا

غرض اوس تکلف سے مملو ہے دیوان
کہ ابتک کسی نے سنا ہے نہ دیکھا

خوشامد کی مجھ سے نہین آتین باتین
حقیقت مین دیوان ہے بیمثل و یکتا

خدا جانے کیا اسکو سمجھے ہوا ہون
کہ کہنے سے ڈرتا ہون بار الٰہا

مگر اتنا کہتا ہون پاس ادب سے
یہ دیوان نہین اک صحیفہ ہے اعلا

یقین ہے کہ پیش نظر اسکو رکھتے
اگر ہوتے اسوقت مین میر و مرزا

ستائش ہو مجھ سے یہہ ممکن ہو کیونکر — نہ طاقت زبان کو نہ خامہ کو یارا
مگر آرزو ہے کہ تاریخ اسکی — مین لکھتا جو ہاتف کا ہوتا سہارا
یہی کہہ رہا تھا کہ ہاتف نے آکر — کیا میری جانب کو ہنسکر اشارا
اگر فکر تاریخ کی ہے تو اوسکو — لکھو اے تشنہ نادر خیالات زیبا
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از حضرت تشنہ موصوف

دیوان حشم کا طبع ہوا جب بحسن و زیب — کٹنے لگے دلون مین حسودان نابکار
اور دوست قدردان سخن ہوکے شاد شاد — کرنے لگے سپاس خداوند کردگار
ہر بیت بیت ابروے دلدار ماہ وش — ہر صفحہ زیب و حسن مین رخسار گلعذار
ہر دال اوسکی گیسو ہے ہر میم ہے دہن — ہر صاد چشم حور ہے ہر لام زلف یار
ہر نقطہ اوسکا رشک دہ خال سیمتن — ہر لفظ اپنی خوبی مین معنی سے ہمکنار
مضمون کو دیکھیے تو وہ دلچسپ دلفریب — سنتے ہی اہل دل جسے ہو جائین بیقرار
صحت کو دیکھیے تو شروع کتاب سے — انجام تک نپاؤ کوئی نقص زینہار
القصہ جبکہ وہ چھپا اس اہتمام سے — تاریخ کا خیال ہوا مجکو ایکبار
تشنہ اوٹھایا کلک دُرافشان جبکہ مینے — دل نے کہا کہ لکھدے مضامین ہین وفا
۱۳۱۶ھ

ایضاً

روح سعدی چو دید این دیوان — کردہ بر حسن معنیٔ اوصاد
من کہ بودم ز مشتاقان سخن — لب خود سوے من چو غنچہ کشاد
فکر تاریخ طبع کن تشنہ — کہ تو ہستی درین چمن شمشاد
چون بگوشم رسید این مژدہ — دل من خندہ شد چو گل بمراد
بلبل طبع من پئے سالش — بہ گلستان شیخ رخ بنہاد

گشتہ ارشاد زان سبب کہ شود
نام نیکت جہانیان را یاد
پس بگفتیم و پاے رنج زدیم
یارب این نظم۔ نظم رنگین۔ باد
۱۲ ۱۷

قطعہ تاریخ از نتایج افکار خان بدیع الزمان سر دفتر شاعران سخنور و کاملان ہنر پرور جناب منشی محمد رفیع الدین خان صاحب متخلص بہ نیر متوطن قصبہ حسن پور ضلع مراد آباد

تصنیف چشم چمک دمک کر
چون ماہ دوہفتہ ہے منور
دیوان چشم کے سر پہ دیکھو
اک روشنی سخن ہے نیر
۱۲ ھ ۱۶

قطعہ تاریخ چکیدہ کلک معنی طراز چرب اللسان شیرین بیان صاحب علم و ہنر جناب منشی جوالا پرشاد صاحب متخلص بہ اخگر کارندہ ریاست دولت پور

چون شدہ مطبوع گلزار چشم
کم شنیدہ مثل او دلشاد نظم
اینچنین بنوشت اخگر سال طبع
یا خدا مقبول عالم باد نظم
۱۳ ھ ۱۶

قطعہ تاریخ خاتمہ از طبع کدورت رفتہ و فکر شستہ جناب منشی ہر پرشاد صاحب شگفتہ مہتمم مطبع ہذا

چھپا جب یہہ دیوان بطرز جدید
تو مین فکر تاریخ مین تھا ملول
مجھے دیکھکر دل یہہ کہنے لگا
کیا اتنا اندیشہ تو نے فضول
سر وحش کو دور کر اور لکھ
شگفتہ یہہ ۔ باغ ارم کا ہے پھول
۱۳ ھ ۱۷

دیگر در سن عیسوی

طبع ہو کر جب یہہ گلزار چشم
ہوگیا مقبول خلاق جہان
غل مبارکباد کا ہر سو ہوا
دی دعا عیسیٰ نے ہوکر شادمان
جو پڑھے پژمردہ خاطر یا ملول
ہو شگفتہ باغ طبع ۔ ہر زمان
سن ۱۹۰۰ ء

تمت بالخیر